اچھی باتیں

۱

شگفتہ شاہین حسن

RH
DREAM WEDDINGS
RH DREAM EVENTS LIMITED
TEL: 020 3674 7909
MOB: 077 9299 8973
Venue Hire
Decoration
Catering
Cutlery & Crockery
Service Staff
BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER
Package Price
Event Management
Cinematic Videography
Photography
DJ-Dhoolchi
Chauffeur Service
2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

اچھی باتیں

شگفتہ شاہین حسن

جُملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	**اچھی باتیں**
مُصنّف	شگفتہ شاہین حسن
ناشر	محمد ثاقب رشید (لندن)
معاونین	رانا عبدالصمد خاں، محمود الحسن خاں
خصوصی تعاون	رانا محمد حسن خاں
سن اشاعت	نومبر ۲۰۲۲ء
قیمت	------

رابطہ

2. London road sm4 5bq Morden.

E.mail. peshwaltd@gmail.com

Tel. 02036747909

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

والد محترم رانا عبدالغفور خاں صاحب (مرحوم)، والدہ محترمہ امتہ رفیق بی بی صاحبہ،
بچوں اوران کے بچوں کے نام

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	پیش لفظ	1
1	''بڑھتی رہے خدا کی محبت	2
2	خدا کرے''	
3	رمضان کی بہاریں	16
4	ذیابیطس (شوگر)	28
5		
6	لبیک اے میرے بندہ!	30
7	شیطان کا علاج	31
8	کھانے کے آداب	33
9	اپنے نفس سے سوال کرو	38
10	بیٹیوں سے امتیازی سلوک	39
11	آخری دَور کے اچھے لوگ	44
12		
13	فاسٹ فوڈ (JUNK	47
14	FOOD) کی تباہ کاریاں	
15	نماز جنّت کی کُنجی ہے	49
16	صحبت صالحین	58
17	حرص ولالچ	66

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	''چھوڑ وغرور وکبر کہ تقویٰ اسی	71
20	میں ہے''	
21	تربیتِ اولاد کے دس سنہری گُر	77
22	والدین سے حُسنِ سلوک	81
23	فضائل وبرکات قرآن مجید	82
24	کیا یہ وہی دَور تو نہیں؟	95
25	قناعت اور شکرگزاری!	118
26	میدان عرفات میں آنحضرت	122
27	ﷺ کا آخری خطبہ	
28	ہر احمدی کا عہد!!	129
29	کیا آپ جانتے ہیں؟	130
30	''حضرت داؤد علیہ السلام	136
31	کا خدا کی مدح سرائی کرنا''	
32	ظاہری اور باطنی شرک	138
33	☆☆☆	
34	☆☆☆	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

خاکسارا اپنے ربّ کی انتہائی شکر گزار ہے جس نے اپنے فضل و احسان سے ''اچھی باتیں'' لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ میرے اُن تمام کرم فرماؤں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے ''اچھی باتیں'' قارئین تک پہنچانے میں بھرپور تعاون فرمایا۔ عاجزہ اُن مصنفین کا بھی غائبانہ طور پر شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے جن کی قیمتی کتب سے موتی چُنے اور پھر ان سے کتاب کو آراستہ کیا گیا ہے۔ میرے رفیق حیات محترم رانا محمد حسن خاں صاحب نے مجھے اس بات پر قائل کیا تھا کہ جیسے بھی ہو کچھ نہ کچھ لکھو، جو بھی کمی بیشی ہوگی اسے دور کر کے اسے شائع کیا جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا اور میرے نام سے اصلاحی مضامین چھپتے چلے گئے۔ اگر میرے میاں میرا حوصلہ نہ بڑھاتے اور میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو مضامین بنانے میں میری مدد و راہنمائی نہ کرتے تو شاید ناممکن تھا کہ عاجزہ ''اچھی باتیں'' قارئین تک پہنچانے میں کامیاب ہو پاتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دُنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

'''اچھی باتیں'' میرے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو اپریل ۲۰۱۴ء تا مارچ ۲۰۲۰ء تک پیشوا انٹرنیشنل لندن میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ کا ''اچھی باتیں'' نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً تمام مضامین اسلامی اخلاقیات کا تذکرہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم، احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء احمدیت سے ان مضامین کو مزین کیا گیا ہے۔ اقتباسات میری بیٹی انا ثمرین نے چنے ہیں۔

امید ہے کہ معزز قارئین کو عاجزہ کی یہ ادنیٰ سی کاوش پسند آئے گی۔ ہر انسان سے غلطیاں سرزد ہو جایا کرتی ہیں یقیناً اس عاجزہ سے بھی نادانستہ طور پر اس کتاب میں غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ امید ہے قارئین درگزر فرمائیں گے یقیناً نشان دہی کی صورت میں اصلاح بھی ہو جائے گی۔

رحیم و کریم ربّ کائنات مجھے، اہل خانہ، میرے وطن اور ہم وطنوں کو سیدھا رستہ اور شادمانی عطا فرمائے۔ آمین

طالب دُعا

شگفتہ شاہین حسن

''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے''

آج کا انسان مغرب کا ہو یا مشرق کا، شمال کا ہو یا جنوب کا اپنے اس مالک وخالق خدا سے دوری اختیار کیے ہوئے ہے جس نے ان کی فطرت میں دوسرے خواص وصفات ودیعت کرنے کے علاوہ یہ بھی رکھا تھا کہ تمہارا ایک خالق ومالک ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاِذ اَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي اٰدَمَ مِن ظُهُورِهِم ذُرِّيَّتَهُم وَاَشهَدَهُم عَلٰى اَنفُسِهِم اَلَستُ بِرَبِّكُم قَالُوا بَلٰى شَهِدنَا اَن تَقُولُوا يَومَ القِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَن هٰذَا غٰفِلِي۔(سورۃ الاعراف آیت ۱۷۳)

''اور (یاد کرو) جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی صُلب سے ان کی نسلوں (کے مادّہءِ تخلیق) کو پکڑا اور خود انہیں اپنے نُفوس پر گواہ بنا دیا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔ مبادا تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے یقیناً بے خبر تھے۔''

چونکہ انسانی فطرت میں نیکی کا مادہ موجود ہوتا ہے اس لیے دنیا کے بیرونی اثرات انسانوں کو غافل تو کر سکتے ہیں مگر اس کا مرجانا بہت کم شاذ کے طور پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دہریے بھی نیکی کے کام کرتے ہیں گو وہ خدا کو اور یا مذہب کو نہیں مانتے۔ اور اپنی فطرت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مصیبت کے وقت اللہ اللہ یا رام رام پکار اٹھتے ہیں۔ بڑھاپے میں ہزاروں غفلت کے پردوں میں چھپی ہوئی فطرت کی آواز نمایاں طور پر سنائی دینے لگتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دہریے بھی بڑھاپے میں اپنے خیالات تبدیل کر لیتے ہیں۔ اور جو لوگ غفلتوں کے نیچے دب کر فطرت کی آواز کو یکسر بھول کر بدیوں میں دوام اختیار کر لیتے ہیں انہیں خدا بھی بھلا دیتا ہے، ایسے ہی انسانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِم وَعَلٰى سَمعِهِم وَعَلى اَبصَارِهِم غِشَاوَةٌ وَّلَهُم عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔

ترجمہ: ''اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔'' (سورۃ البقرہ آیت ۸)

(یاد رہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارا خدا ایسے انسان کی راہ ہدایت بند کر دیتا ہے اور بڑا عذاب بھی

دے گا (توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے) مگر اس سے اپنی ربوبیت کی چادر نہیں اتارتا۔یعنی اس کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہونے والی ربوبیت اس کی موت تک جاری رہتی ہے۔آسان لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت اسے ہوا، روشنی، خوراک اور دنیا کی دیگر نعمتوں سے محروم نہیں کرتی۔عجیب بات یہ ہے کہ انسانی ربوبیت رنگ، نسل، قوم، قبیلہ، مذہب، فرقہ، عقیدہ وغیرہ کی بنیاد پر جلوہ گر ہوتی ہے۔معمولی اختلاف رائے پر بھی سماجی، معاشی اور انسانی حقوق وغیرہ کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ہمارے خدا کی ربوبیت نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی، نباتات، حیوانات، چرند پرند الغرض ساری کائنات اس کے لیے مسخر کر دی، اور پھر پیدائش کے بعد اس کی جسمانی اور روحانی ترقی کے لیے اسباب مہیا فرمائے۔ربوبیت کے متعلق تفصیل تفسیر کبیر کی جلد ۱۰ میں سورۃ الناس کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)

جدید فلاسفروں اور دہریہ سائنسدانوں نے جہاں کائنات کے مالک پر اتفاق کو ترجیح دے کر اپنا ناقص العقل ہونا ثابت کیا ہے وہیں مذاہب عالم نے بھی شرکیہ رسومات کو نعوذ باللہ خدا کے مقابلے میں زیادہ طاقتور تسلیم کر لیا ہے۔جو بھی ان میں سے فطرت کی آواز کو نہیں سنیں گے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ لَم يَكُونُوا مُعجِزِينَ فِى الاَرضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللّٰهِ مِن اَولِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ العَذَابُ مَا كَانُوا يَستَطِيعُونَ السَّمعَ وَمَا كَانُوا يُبصِرُونَ۔ (سورۃ ہود آیت ۲۱)

ترجمہ:''یہی وہ لوگ ہیں جو کبھی زمین میں (اللہ والوں کو) عاجز نہیں کر سکیں گے اور ان کے لئے اللہ کو چھوڑ کر اور کوئی دوست نہیں۔ان کے لئے عذاب بڑھا دیا جائے گا۔نہ انہیں کچھ سننے کی طاقت ہوگی اور نہ ہی وہ کچھ دیکھ سکیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں فرماتا ہے:۔

وَلَقَد ذَرَانَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الجِنِّ وَالاِنسِ لَهُم قُلُوبٌ لَّا يَفقَهُونَ بِهَا وَلَهُم اَعيُنٌ لَّا يُبصِرُونَ بِهَا وَلَهُم اٰذَانٌ لَّا يَسمَعُونَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالاَنعَامِ بَل هُم اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الغٰفِلُونَ ۔ ترجمہ:''اور یقیناً ہم نے جہنم کے لئے جن و انس میں سے ایک بڑی تعداد کو پیدا کیا۔ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں

کہ جن سے وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ (ان سے بھی) زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں جو غافل لوگ ہیں۔''

سچ تو یہ ہے کہ عصر حاضر میں انسانوں کی اکثریت اپنی پیدائش کی غرض وغائیت کو بھول چکی ہے۔اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنَ ۔ (سورۃ الذریات آیت نمبر ۵۶)

''اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا قرب پانے کیلئے اس کی عبادت کرنا ضروری ہے۔اور عبادت کا حق تبھی ادا ہوسکتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس راستے کی طرف گامزن ہوتا ہے جس کی طرف انبیاء کرام راہنمائی فرماتے ہیں۔انسان کا کام اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے احکامات کو ماننا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اسے اپنے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔کوئی انسان اس کو جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا مگر ہمارا خدا جو لطیف ہے وہ خود جس کو چاہتا ہے اپنے جلوے دکھاتا ہے۔قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ:۔

لَا تُدرِکُهُ الاَبصَارُ وَهُوَ یُدرِکُ الاَبصَارَ وَهُوَ اللَّطِیفُ الخَبِیرُ ۔

ترجمہ:''آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔'' (سورۃ الانعام آیت ۱۰۴)

روشنی کی محتاج آنکھیں رکھنے والے انسانوں کا یہ سوال نہایت نامعقول ہے کہ اگر خدا ہے تو وہ دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے مجھے کانوں سے دکھائی کیوں نہیں دیتا۔ یا یہ کہے کہ مجھے خوشبو کیوں دکھائی نہیں دیتی، مقناطیس کی طاقت کیوں دکھائی نہیں دیتی، ہوا کیوں دکھائی نہیں دیتی وغیرہ۔جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ لطیف چیزیں، کثیف آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔کشش ثقل کو سائنسدان تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں اسی قوت نے ستاروں، کہکشاؤں اور سیاروں کو اس طرح قابو کر رکھا ہے کہ وہ اپنے مدار میں حرکت کرنے پر مجبور ہیں۔اور یہ بھی جانتے ہیں اگر موجودہ کشش ثقل کی قوت سے ذرا سی بھی زیادہ قوت کشش ہوتی تو کہکشاؤں میں چھوٹے سے چھوٹا ستارہ بھی ہمارے سورج سے ڈیڑھ گنا بڑا ہوتا اور ان کا کوئی بھی سیارہ نہ

بن پاتا، اور یہ ستارے کسی بھی وقت بغیر کسی پیشگوئی کے جل کر کہکشاؤں کے وجود کو ختم کر دیتے۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ سب سیارے اور اجرام فلکی تباہ ہو کر بلیک ہول میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ اگر کوئی بچ بھی جاتا تو وہاں زندگی کا امکان نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر موجودہ کشش ثقل میں زندگی کے آثار مطلوبہ کشش ثقل اور دوسرے لازمی اجزا نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو جاتے۔ سائنسدان اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ کائناتی نظام کو چلانے والی ایک قوت کشش ثقل مطلوبہ مقدار سے کم ہوتی تو کائنات منہدم ہو جاتی، مزید کم ہوتی تو ستاروں اور کہکشاؤں کا وجود میں آنا ناممکن تھا مگر اس بات کو شاید تکبر کی وجہ سے سائنسدانوں کی ایک جماعت تسلیم نہیں کرتی کہ مطلوبہ قوت کشش ثقل کو کائناتی نظام میں جاری کرنے اور مستحکم رکھنے والی حی القیوم ہستی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ صد حیف! یہ جماعت ان دیکھی قوت کشش ثقل اور بلیک میٹر کو تسلیم کرتی ہے اور ان قوتوں کے خالق کی منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں دنیا کے ہر انسان کو مخاطب کرتے ہوئے چیلنج کرتا ہے کہ:۔

الَّذِی خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِی خَلقِ الرَّحمٰنِ مِن تَفٰوُتٍ فَارجِعِ البَصَرَ هَل تَرٰی مِن فُطُورٍ ۔ ثُمَّ ارجِعِ البَصَرَ كَرَّتَینِ یَنقَلِب اِلَیكَ البَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیرٌ۔ (سورۃ الملک ایات ۴،۳)

''وہی ہے جس نے سات آسمان درجہ بدرجہ بنائے ہیں (اور) تو رحمٰن (خدا) کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا۔ اور تو اپنی آنکھ کو (ادھر ادھر) پھیر کر اچھی طرح سے دیکھ لے! کیا تجھے (خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی) کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ پھر بار بار نظر کو چکر دے، وہ آخر تیری طرف ناکام ہو کر لوٹ آئے گی، اور وہ تھکی ہوئی ہوگی (اور کوئی رخنہ نظر نہ آئے گا)۔''

عملاً ہم ایسا ہی ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، سائنسدان بار بار تمام کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بنائے مربوط کائناتی نظام میں کوئی رخنہ بھی دکھانے سے قاصر ہیں اور ہمیشہ قاصر ہی رہیں گے، جب بھی نظر دوڑائیں گے کمال کا توازن ہی انہیں دکھائی دے گا۔

وَفِی الاَرضِ اٰیٰتٌ لِّلمُوقِنِینَ. وَفِی اَنفُسِكُم اَفَلَا تُبصِرُونَ.

''اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے کئی نشانات ہیں۔ اور خود تمہارے نفوس کے اندر بھی۔

پس کیا تم دیکھتے نہیں؟'' (سورۃ الذاریات آیات ۲۱، ۲۲)

ان مقدس آیات میں زمینی اور روحانی نشانات کو دیکھنے اور یقین کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔زمینی نشانات بے شمار ہیں ۔مثلاً بے شمار اقسام کے پھول مختلف رنگوں،شکلوں اور خوشبوؤں کے کیوں ہوتے ہیں جبکہ سبھی مٹی میں پرورش پاتے ہیں اوران کی خوراک پانی ہوتا ہے۔اونچے اونچے پہاڑ کیسے اور کس نے اور کیوں بنائے اور وسیع وعریض گہرے سمندراوران میں بسنے والی رنگ برنگی مخلوق کیونکر پیدا ہوئی اور یہ کہ یہ سمندر خلا میں کیوں نہیں گر جاتے،اگر کشش ثقل کی وجہ سے نہیں گرتے تو پھر کشش ثقل کو کس نے پیدا کیا۔ زمین کی حفاظت کے لیے اوزون موجود ہے یہ کس نے بنائی،کس کی وسیع تر سوچ کا شاخسانہ ہے۔الو رات کو دیکھ سکتا ہے اور چمگادڑ اندھی ہوتی ہے مگر وہ ایک کمرے میں اڑتی ہوئی کبھی دیوار سے نہیں ٹکراتی جبکہ بینا پرندے ٹکرا سکتے ہیں۔ چمگادڑ دنیا میں واحد پرندہ ہے جو دانت رکھتا ہے اور بچوں کو دودھ پلاتا ہے، یہ تقسیم ان پرندوں میں کس نے کی، چمگادڑ میں سینسر کس نے لگائے،شاہین کو کس نے بتایا کہ ادھیڑ عمر میں اس کے چونچ توڑ دینے اور پر نوچ لینے کے بعد اسے نئے طاقتور پر ملیں گے اور نئی نوکیلی چونچ ملے گی۔مونارک تتلیاں جو امریکا جاتی ہیں اور واپس لوٹ کر آتی ہیں انہیں راستہ کون بتاتا ہے مزے کی بات یہ ہے کہ جو تتلیاں میکسیکو سے چلتی ہیں وہ راستے میں مر جاتی ہیں ان کی نسل امریکا پہنچتی ہے اس سے بھی بڑھ کر مزے کی بات یہ ہے کہ سینکڑوں نسلوں کی موت کے بعد جب میکسیکو واپس آتی ہیں تو اسی جگہ بسیرا کرتی ہیں جہاں سے ان کے اجداد چلے تھے،شہد کی مکھی کو کس نے بتایا کہ اس نے پھولوں سے رس چوسنا ہے، دیمک کو کس نے کہا کہ لکڑی کو کھانا ہے، مادہ جھینگھر کو کس نے بتایا کہ بھوک لگنے پر نر کو مجامعت کے دوران کھا جایا کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔انسانی بدن بھی اللہ تعالیٰ نے لاجواب بنایا ہے،انسانی دماغ کے متعلق اب تک جو معلوم ہوا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔

اور نفوس کے نشانات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''کیا تم اپنی جانوں پر غور نہیں کرتے۔اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی روح میں بڑے بڑے عجیب وغریب خواص اور تغیرات رکھے گئے ہیں کہ وہ اجسام میں نہیں اور روحوں پر غور کر کے جلد تر انسان اپنے رب کی شناخت کر سکتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ **من عرف نفسه فقد عرف ربه** یعنی جس

نے اپنے نفس کو تلاش کرلیا اس نے اپنے رب کو تلاش کرلیا۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۶۷)

اور جو لوگ ان نشانات کا انکار کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصحٰبُ النَّارِ هُم فِيهَا خٰلِدُونَ ۔

''اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور ہمارے نشانات کو جھٹلایا وہی ہیں جو آگ میں پڑنے والے ہیں۔ وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔'' (سورۃ البقرہ آیت ۴۰)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِى خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالَارضَ فِى سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ استَوٰى عَلَى العَرشِ يَعلَمُ مَا يَلِجُ فِى الَارضِ وَمَا يَخرُجُ مِنهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُم اَينَ مَا كُنتُم وَاللّٰهُ بِمَا تَعمَلُونَ بَصِيرٌ ۔ (سورۃ الحدید آیت ۵)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ زمانوں میں پیدا کیا۔ پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اس میں چڑھ جاتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس پر ہمیشہ گہری نظر رکھنے والا ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

قُل مَن رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالَارضِ قُلِ اللّٰهُ قُل اَفَاتَّخَذتُم مِّن دُونِهٖ اَولِيَآءَ لَا يَملِكُونَ لِاَنفُسِهِم نَفعًا وَّلَا ضَرًّا قُل هَل يَستَوِى الَاعمٰى وَالبَصِيرُ اَم هَل تَستَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّورُ اَم جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا كَخَلقِهٖ فَتَشَابَهَ الخَلقُ عَلَيهِم قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىءٍ وَّهُوَ الوَاحِدُ القَهَّارُ۔ (سورۃ الرعد آیت ۱۷)

ترجمہ: ''تو پوچھ آسمانوں اور زمین کا ربّ کون ہے؟ (اور) کہہ دے کہ اللہ ہی ہے۔ تُو کہہ دے کیا پھر تم اس کے سوا ایسے دوست پکڑ بیٹھے ہو جو خود اپنے لئے بھی نہ نفع کی اور نہ نقصان کی کچھ قدرت رکھتے ہیں؟ تو پوچھ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟ اور اندھیرے اور روشنی ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ یا کیا انہوں نے

اللہ کے سوا ایسے شرکاء بنا رکھے ہیں جنہوں نے اس کی تخلیق کی طرح تخلیق کی ہے پس ان پر تخلیق مشتبہ ہوگئی؟ تُو کہہ دے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا (اور) صاحبِ جبروت ہے۔''

ان مقدس آیات میں واحد، قہار خدا نے کائنات کی تخلیق کو چھ زمانوں میں پیدا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ چھ زمانے صرف کائنات ہی کے لیے نہیں تھے انسانی پیدائش بھی چھ مرحلوں میں ہوتی ہے۔ بیج کے اگنے تک بھی چھ مرحلے ہوتے ہیں۔ اور جن کو جاہل لوگ خدا سمجھتے ہیں ان کے متعلق قہار خدا فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے کوئی تخلیق کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

فَالِقُ الاِصبَاحِ وَجَعَلَ الَّیلَ سَکَنًا وَّالشَّمسَ وَالقَمَرَ حُسبَانًا ذٰلِکَ تَقدِیرُ العَزِیزِ العَلِیمِ۔ (سورۃ الانعام آیت ۹۷)

ترجمہ: ''وہ صبحوں کا پھاڑنے والا ہے۔ اور اس نے رات کو ساکن بنایا ہے جبکہ سورج اور چاند ایک حساب کے تابع گردش میں ہیں۔ یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحبِ علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے۔''

وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمسَ وَالقَمَرَ دَآئِبَینِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیلَ وَالنَّھَارَ۔

ترجمہ: ''اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا اس حال میں کہ وہ دونوں ہمیشہ گردش کر رہے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کیا۔'' (سورۃ ابراہیم آیت ۳۴)

وَّالشَّمسَ وَالقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمرِہٖ اَلَا لَہُ الخَلقُ وَالاَمرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ العٰلَمِینَ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۵۵)

''اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں۔ خبردار! پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت بھی۔ بس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔''

اَللّٰہُ الَّذِی رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیرِ عَمَدٍ تَرَونَھَا ثُمَّ استَوٰی عَلَی العَرشِ وَسَخَّرَ الشَّمسَ وَالقَمَرَ کُلٌّ یَّجرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الاَمرَ یُفَصِّلُ الاٰیٰتِ لَعَلَّکُم بِلِقَآءِ رَبِّکُم تُوقِنُونَ۔ (سورۃ الرعد آیت ۳)

ترجمہ: ’’اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جنہیں تم دیکھ سکو۔ پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا اور سورج اور چاند کو خدمت پر مامور کیا۔ ہر چیز ایک معین مدت تک کے لئے حرکت میں ہے۔ وہ ہر معاملہ کو تدبیر سے کرتا ہے (اور) اپنے نشانات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم اپنے ربّ سے ملاقات کا یقین کرو۔‘‘

وَهُوَ الَّذِى خَلَقَ الَّيلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمسَ وَالقَمَرَ كُلٌّ فِى فَلَكٍ يَّسبَحُونَ۔

ترجمہ: ’’اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رواں دواں ہیں۔‘‘ (سورۃ الانبیاء آیت ۴۳)

وَالشَّمسُ تَجرِى لِمُستَقَرٍّ لَّهَا۔ (سورۃ یاسین)

ترجمہ: ’’اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔‘‘

لَا الشَّمسُ يَنبَغِى لَهَا اَن تُدرِكَ القَمَرَ وَلَا الَّيلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِى فَلَكٍ يَّسبَحُون۔ (سورۃ یاسین آیت ۱۴)

ترجمہ: ’’سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔‘‘

مندرجہ بالا مقدس آیات پر غور کرنے پر ایک عام انسان بھی جو زیادہ تعلیم یافتہ نہ بھی ہو وہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا ہی رب العالمین ہے۔ ہمارے عزیز از جان نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا کے متعلق یہ خیال پایا جاتا تھا کہ زمین ساکن ہے، چپٹی ہے، کائنات کے مرکز میں ہے، سورج اور دیگر ستاروں کی پرستش کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں کا رد کرتے ہوئے بتایا کہ اجرام فلکی گردش کر رہے ہیں ایک معین مدت کے لیے۔ عصر حاضر میں طبیعات دانوں نے بھی اس کی تائید کر دی ہے۔ سورۃ التکویر میں بیان کردہ سبھی پیشگوئیاں بھی پوری ہو چکی ہیں۔

ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ رب کائنات کو اور اس کے احکامات کو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اپنا ایک خالق ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ اپنے محور پر لٹو کی طرح ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے

گھومتی ہوئی زمین ایک چھوٹا سا سیارہ ہے جو دیگر سات سیاروں اوران کے چاندوں سمیت ۹۳ملین میل دور سورج کے گرد ۶۷ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہا ہے۔اور سورج جو، کہکشاں ملکی وے کے مرکز کے گرد اپنے پورے خاندان کے ساتھ آٹھ لاکھ ۲۸ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہا ہےاور سورج فیملی کا ایک چکر ملکی وے کے گرد دوسوتیس ملین برس میں مکمل ہوتا ہے۔ یاد رہے سورج بھی اپنے محور پر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے ۲۵ تا ۳۵ زمینی دن میں ایک چکر پورا کرتا ہے۔اس طرح کے تقریباً دوارب (نئی تحقیق کے مطابق ایک سوارب) چھوٹے بڑے سورج اپنے خاندانوں کے ہمراہ ملکی وے کے مرکز کے گرد گھوم رہے ہیں۔حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ ہماری کہکشاں کے عین درمیان میں ایک بہت بڑا بلیک ہول ہے جو ہمارے سورج سے چار سوملین گنا بڑا ہے۔اسی طرح تین سوبلین کہکشائیں (نئی تحقیق کے مطابقب دوٹریلین) بھی اپنے سورجوں اور ان کے سیاروں کے چاندوں سمیت گھوم رہی ہیں اور دوڑ بھی رہی ہیں۔یوں لگتا ہے کہ ساری کائنات اپنے رب کی عنائتوں پر اس کی ثناء کرتے ہوئے شادمانی کی حالت میں محو رقص ہے۔ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ تمام کہکشاؤں کا سارا مادہ کائنات میں بالکل معمولی سا ہے، اسے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر سارے یورپ کو کائنات تصور کیا جائے اور اس میں ایک میز رکھ دی جائے اور اس میز پر ایک شہد کی مکھی بٹھا دی جائے۔شہد کی مکھی جتنا مادہ ہی یورپ میں جس طرح متصور ہوگا بس اسی نسبت سے ہماری کائنات کا مادہ موجود ہے۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سب بڑے عاشق ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں عاشقانِ الٰہی کے گروہ کا بادشاہ فرمایا ہے

سرور خاصانِ حق ، شاہِ گروہ عاشقان

آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

ترجمہ:''وہ خاصانِ حق کا سرداراور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے معشوق کے وصل کے ہر درجے کو طے کرلیا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 23)

اللہ تعالیٰ بھی عاشقانِ الٰہی کی جماعت کے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب فرماتا ہے:۔

وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضىٰ۔۔اَلَم يَجِدكَ يَتِيمًا فَاٰوىٰ۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدىٰ ۔

’’اور تیرا ربّ ضرور تجھے عطا کرے گا۔ پس تُو راضی ہو جائے گا۔ کیا اُس نے تجھے یتیم نہیں پایا تھا؟ پس پناہ دی۔ اور تجھے تلاش میں سرگرداں (نہیں) پایا، پس ہدایت دی۔‘‘ (سورۃ الضحٰی آیات ۶ تا ۸)

عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ بھی عجب شان رکھتا تھا اپنے معشوق رب العالمین کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:’

’سَجَدَ لَكَ سَوَادِیْ وَخَيَالِیْ‘‘‘ (مجمع الزوائد ھیثمی جلد 2)

یعنی ’’(اے اللہ) تیرے حضور میرے جسم و جان سجدہ کرتے ہیں۔‘‘

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارش ہوتی تو اس کا قطرہ زبان پر لیتے اور فرماتے:۔

’’یہ میرے ربّ کی تازہ نعمت ہے۔‘‘ (مسند احمد جلد 3)

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد ایک دن فرمایا:۔

’’اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہو تو اس دنیا میں رہو اور چاہو تو میرے پاس آجاؤ اور بندے نے اپنے مولیٰ کے پاس جانا ہی پسند کیا۔‘‘

عام طور پر دنیادار لوگوں کو موت سے خوف آتا ہے مگر ہمارے حبیب آقا رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پورا پورا پہنچا دینے کے بعد زندگی کی بجائے اپنے ربّ کے پاس جانے کو ترجیح دی

اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

یعنی ’’اے اللہ! بزرگ و برتر ساتھی‘‘ یہی کہتے کہتے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ)

آنحضرت ﷺ حضرت داؤد علیہ السلام کی درج ذیل دُعا محبتِ الٰہی کے حصول کے لئے کثرت سے پڑھتے تھے۔ اور اسے نہایت پسند فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ (جامع ترمذی باب فی عقد التسبیح بالید)

یعنی ’’اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور

ایسے عمل کی (محبت بھی مانگتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔‘‘

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبات میں افراد جماعت کو اس دعا کے پڑھنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے۔آپ ہر وقت زیرلب ذکر الٰہی کرتے رہتے اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف رہتے۔آپ فرماتے ہیں:۔

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہے کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے۔اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ نمبر ۱۲ روحانی خزائن جلد ۱۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’غرض کہ ہر آن اور پل میں اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے اور مومن کا گزارا تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کا دھیان ہر وقت اس کی طرف لگا نہ رہے۔اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈال کر دیکھے کہ کیا خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے؟ اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اس کی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے۔جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ تم اس کی طرف میلان رکھو یا نہ۔وہ فرماتا ہے۔قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّىْ لَوْ لَا دُعَاؤُكُم ۔(الفرقان:78) کہ اگر اس کی طرف رجوع رکھو گے تو تمہارا ہی اس میں فائدہ ہوگا۔انسان جس قدر اپنے وجود کو مفید اور کار آمد ثابت کرے گا اسی قدر اس کے انعامات کو حاصل کرے گا۔دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام بھی نہ آوے گا، نہ گاڑی میں جُتے گا، نہ زراعت کرے گا، نہ کنوئیں میں لگے گا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آوے گا‘‘۔

(یہاں کے پلے بڑھوں کو شاید تصور نہ ہو، یہاں یہ پرانی چیزیں شاید میوزیم میں پڑی ہوں۔ ہمارے پاکستان ہندوستان وغیرہ میں بیل ابھی بھی پالے جاتے ہیں اوران کو بڑی توجہ سے پالا جاتا ہے کاشتکاری کے لئے جس سے ہل چلایا جاتا ہے۔ٹریکٹر اور مشینری وغیرہ تو بہت سے لوگوں کے پاس بہت کم ہے۔تو فرمایا کہ جب ان کاموں کے لئے بیل پالا جائے گا اگر وہ کام کے قابل نہیں رہا تو سوائے ذبح کرنے کے اور کچھ نہیں ہوگا اور) ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالے کر دے گا۔ ایسا ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا تو خدا اس کی حفاظت کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔ ایک پھل اور سایہ دار درخت کی طرح اپنے وجود کو بنانا چاہئے تا کہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے (ایسا درخت بناؤ جس کو پھل لگتے ہوں جس سے سایہ ملتا ہو۔جس کا کوئی فائدہ ہو۔ اورتبھی تو اس کو پالنے والا اس کی خبر گیری کرے گا) لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آ بیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آ سکتا ہے۔خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ **مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** ۔(الذّاریات:57) جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنالوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے (جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کا ہی درد ہے) تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ مہلت اس لئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی۔ اس لئے دل کا رجوع تام اس کی طرف ہونا ضروری ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 221`222۔ جدید ایڈیشن۔ بحوالہ خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء فرمودہ حضرت

مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حق کسی صورت ادا نہیں ہوسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صرف دو صفات رحمانیت اور رحیمیت کا ہی ذکر شروع کیا جائے تو یہ سلسلہ بھی لامتناہی ہو جائے۔ نہایت مختصر طور پر رب کائنات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہمیں ہمیشہ ذکر خدا سے دلوں کو روشن کرتے رہنا چاہیے۔ ہمارا خدا کون ہے؟ یہ بہت اہم سوال ہے جس کا جواب اس مضمون میں دینے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس سوال کا جواب یوں دیتا ہے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلحَیُّ القَیُّومُ لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَومٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرضِ مَن ذَا الَّذِی یَشفَعُ عِندَہٗۤ اِلَّا بِاِذنِہٖ یَعلَمُ مَا بَینَ اَیدِیھِم وَمَا خَلفَھُم وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیءٍ مِّن عِلمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ وَلَا یَئُودُہٗ حِفظُھُمَا وَھُوَ العَلِیُّ العَظِیمُ ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶)

ترجمہ ’’اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ غور و فکر کرنے والوں کو صاحبان عقل قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَاختِلَافِ الَّیلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الاَلبَابِ ۔

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (آل عمران آیت ۱۹۱)

یہ صاحبِ عقل لوگ کرتے کیا ہیں؟ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الَّذِینَ یَذکُرُونَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِھِم وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ

وَالۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔رَبَّنَا اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۔ (اٰل عمران آیات۱۹۲،۱۹۳)

ترجمہ:''وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔اے ہمارے ربّ! جسے تُو آگ میں داخل کردے تو یقیناً اُسے تُو نے ذلیل کردیا۔اور ظالموں کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے،آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غوروفکر کرنے کی توفیق دے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے

جب تک کہ دم میں دم ہے اسی دین پر رہوں
اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے

بے کس نواز ذات ہے تیری ہی اے خدا
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا مجھے

منجملہ تیرے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک
عیسیٰؑ مسیح سا ہے دیا رہنما مجھے

تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

کلام محمود

رمضان کی بہاریں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:۔

شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُراٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الهُدٰی وَالفُرقَانِ .. فَمَن شَهِدَ مِنکُمُ الشَّهرَ فَلیَصُمهُ وَمَن کَانَ مَرِیضًا اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّن اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیدُ اللّٰهُ بِکُمُ الیُسرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ وَلِتُکمِلُوا العِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُم وَلَعَلَّکُم تَشکُرُونَ. (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۶)

’’رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔‘‘

جس طرح دنیاوی بہار ہر آنکھ کو تر و تازگی اور دل کو راحت بخشتی ہے اسی طرح روحانی بہار کا مہینہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس بہار سے فیض یاب کرنے کے لیے شیطان کو جکڑ لیتا ہے،جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے۔اس روحانی بہار کی معراج کو وہی سمجھ سکتا ہے جو اپنے ربّ کے احکامات پر رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ شخص انتہائی بدقسمت ہے جو رمضان کا مہینہ پائے اور صحت مند ہونے اور اور مسافر نہ ہونے کے باوجود روزوں کی برکات حاصل کرنے سے محروم رہے۔اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور روزہ دار کی جزاء خود اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک روایت میں رمضان کی اہمیت یوں بیان ہوئی ہے،آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

هُوَ شَهرٌ اَوَّلُهٗ رَحمَةٌ وَاَوسَطُهٗ مَغفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتقٌ مِّنَ النَّارِ۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد5۔باب فضائل شھر رمضان۔الباب الثالث والعشر ون،باب فی الصیام حدیث نمبر3363مکتبۃ الرشد،ریاض۔طبع دوم 204ء)

یعنی وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

نبی کریم آنحضرت ﷺ کا مقدس ارشاد ہے کہ:۔

’’روزہ ایک ڈھال ہے۔اور آگ سے بچانے کا مضبوط قلعہ ہے۔‘‘(مسند احمد بن حنبل۔جلد۳)

حضرت مرزا مسرور احمد،خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’لیکن یہ آگ سے بچانے کا مضبوط قلعہ تب بنتا ہے جب خدا تعالیٰ کی خاطر انسان اپنے ہر عمل کو کرے۔خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اپنے سامنے رکھے۔دعاؤں اور ذکر الٰہی میں دن اور رات گزارنے کی کوشش کرے۔تقویٰ پر چلے۔تقویٰ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے جو اس سوچ کے ساتھ روزے رکھے کہ تقویٰ اختیار کرنا ہے،ذکر الٰہی اور دعاؤں کے ساتھ اپنے دن رات گزارنے ہیں،اپنی عبادتوں کے حق کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دینی ہے تو اللہ نے فرمایا کہ یہ روزہ پھر میری خاطر ہے اور پھر میں ہی اس کی جزا ہوں۔‘‘

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ... حدیث 7492۔خطبہ جمعہ ۴ جولائی ۲۰۱۴ء)

یقیناً جب انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر خود کو بھوکا پیاسا رکھتا ہے تو یہ نیکی اسے بے شمار بدیوں سے متنفر کر دیتی ہے اور انسان پاک صاف ہو کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے قابل بن جاتا ہے۔اس مہینہ کی بہار سے فیض یاب ہونے کے لیے روزہ رکھنا،خشوع وخضوع سے نمازیں،تہجد اور تراویح پڑھنا،قرآن کریم کی درد وسوز سے تلاوت کرنا،صدقہ وخیرات کرنا،فحاشی،جھوٹ،بدکلامی اور دوسری تمام برائیوں سے مکمل طور بچنا نہایت ضروری ہے۔رسول اللہ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ:۔

’’ماہِ رمضان کے استقبال کے لیے یقیناً سارا سال جنّت سجائی جاتی ہے۔جب رمضان آتا ہے تو جنّت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لیے خاص کر دے۔‘‘

آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”فرشتے روزہ دار کے لیے دن رات استغفار کرتے ہیں۔“

رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔ (سورۃ البقرۃ۔آیت186)

وہ مبارک دن جن میں قرآن کا نزول ہو۔

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”رمضان کا مہینہ ایک مسلمان کی زندگی میں کئی بار آتا ہے اور ایک عمل کرنے والے مسلمان کو یہ بھی علم ہے کہ رمضان کے مہینے میں قرآنِ کریم کا نزول شروع ہوا۔ایک باعمل اور کچھ علم رکھنے والے مسلمان کو یہ بھی پتہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر سال اُس وقت تک جتنا بھی قرآن نازل ہوا ہوتا تھا، اُس کا دَور حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے، سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری سال کے، جب قرآنِ کریم مکمل نازل ہو چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری مل گئی تھی کہ:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو دین کے طور پر تمہارے لئے پسند کر لیا۔ (سورۃ المائدۃ۔آیت4)

اس آخری سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اس دفعہ جبرئیل نے قرآنِ کریم کا دَور دو مرتبہ مکمل کروایا ہے۔“

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث 3624۔بحوالہ خطبہ جمعہ ۱۹ جولائی ۲۰۱۳ء)

یقیناً اُن لوگوں میں ہمیں بھی شامل ہونے کی ضرورت ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ۔ (البقرۃ:122)

یعنی وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی، اُس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح اُس کی تلاوت کا حق ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''یادرکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ اُن لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ اُن میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خُنک ہے اور اُس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے، یہ علم اُس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اُس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اُس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہیئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اُس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظّ اُٹھاتا مگر باوجود علم کے اُس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر، اور اُس وقت تک اُس سے دور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اُس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآنِ شریف ہے۔ جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیئے۔مگر نہیں، اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی......۔'' فرمایا ''مسلمانوں کو چاہیئے تھا اور اب بھی اُن کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اُس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح اُن کی مصیبتوں اور مشکلات کو دُور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اُٹھائیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 140-141۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:۔

''اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی

رمضان ہو۔'' اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ '' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! رمضان کے فضائل کیا ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔''

(معجم الکبیر جلد 22 صفحہ 388-389 حدیث 967 ابو مسعود الغفاری مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابا من الایمان حدیث 38)

سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔'' (صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور... الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ ۳ جون ۲۰۱۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب فضل الصوم فی سبیل اللہ حدیث 2840)

اس مقدس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''یعنی خزاں یا سرما کا موسم ہے تو جو فاصلہ ایک موسم اور اگلے موسم کے درمیان ہے وہ اتنا فاصلہ ہے کہ ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے یعنی ایک خریف اور دوسرے خریف میں ایک سال کا فاصلہ ہے تو اتنا فاصلہ

پیدا کر دیتا ہے جو ستر سالوں کے برابر ہے۔ تو یہ ہیں روزے کی برکات اور یہ ہے وہ تقویٰ جو روزہ پیدا کرتا ہے۔ یعنی روزہ صرف تیس دن کے لیے تقویٰ پیدا نہیں کرتا بلکہ حقیقی روزہ ستر سال تک اپنا اثر رکھتا ہے اور اس حساب سے اگر ہم دیکھیں تو روزے کی فرضیت ہونے کے بعد ایک انسان پہ، ایک بالغ مسلمان پہ جب روزہ فرض ہوتا ہے اس کے بعد جو روزے سے حقیقی فیض اٹھانے والا ہے اور اس کی روح کو سمجھ کر روزے رکھنے والا ہے وہ تمام عمر کے لیے ہی ان برکات سے فیض پاتا رہے گا جو روزے میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں اور تقویٰ کی راہوں کو تلاش کرتا رہے گا جو روزے کا مقصد ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے گا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے والا بنتا چلا جائے گا۔" (خطبہ جمعہ 24 اپریل 2020ء)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:۔

"جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے اور رات بھر جاگتے رہتے۔ (یعنی نیند بہت کم ہوتی۔ سوتے تو تھے لیکن بہت کم نیند ہوتی)۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔"

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان حدیث نمبر 2024)

شب قدر جو رمضان کے تیسرے عشرے کے طاق دنوں میں سے ایک ہزار مہینوں سے بہتر رات کی عظمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۔اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ ۔وَمَا اَدرٰکَ مَا لَیلَۃُ القَدرِ ۔لَیلَۃُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَھرٍ ۔تَنَزَّلُ المَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم مِن کُلِّ اَمرٍ ۔سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطلَعِ الفَجرِ۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی ایک حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خاص رات کی معین تاریخ کا بھی علم دیا گیا جس میں ایک حقیقی مومن کو قبولیت دعا کا خاص نظارہ دکھایا جاتا ہے اور دعائیں بالعموم سنی جاتی ہیں۔ لیکن روایات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ دو مسلمانوں کی ایک غلطی کی وجہ سے یہ معین تاریخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئی۔ اس ساعت کا علم ہونا، اس گھڑی کا علم ہونا کوئی معمولی چیز نہیں اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قدرتی طور پر ایک خواہش پیدا ہوئی کہ اس کا جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے تو میں مومنین کی جماعت کو بھی بتاؤں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو آپ خوشی خوشی گھر سے باہر آئے تا کہ لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دیں اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں مگر جب باہر تشریف لائے تو دیکھا دو مسلمان لڑ رہے ہیں۔ آپ ان کی لڑائی اور اختلاف مٹانے میں مصروف ہوئے تو اس کی تاریخ کی طرف سے آپ کی توجہ ہٹ گئی۔ لگتا ہے کافی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں اشخاص کی صلح کرانے میں لگا یا معاملے کو سلجھانے میں لگا۔ بہرحال جب آپ دوبارہ اس طرف متوجہ ہوئے کہ میں تو لیلۃ القدر کی تاریخ بتانے آیا تھا تو آپ اس وقت تک وہ معین تاریخ بھول چکے تھے بلکہ حدیث میں ’بھلا دیا گیا‘ کے الفاظ بھی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھولے ہی نہیں تھے بلکہ الٰہی تصرف سے اس گھڑی کی یاد اٹھا لی گئی تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس جھگڑے کی وجہ سے یا اختلاف کی وجہ سے اس گھڑی کا علم اٹھا لیا گیا ہے اس لئے اب معین تو نہیں لیکن اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔‘‘

اس سے ایک بڑا اہم نکتہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ’’وہ گھڑی جس کی مناسبت کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے وہ قومی اتحاد و اتفاق سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ ہم حدیث سنتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر وہ دونوں مسلمان نہ لڑتے تو یہ معین تاریخیں ہمیں پتا چل جاتیں۔ لیکن اس اہم بات کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے کہ وہ گھڑی جس کی مناسبت سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے وہ قومی اتفاق و اتحاد سے تعلق رکھتی ہے اور جس قوم میں سے اتحاد و اتفاق مٹ جائے اس سے لیلۃ القدر بھی اٹھا لی جاتی ہے۔‘‘

آج بڑے افسوس سے ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسلمان ممالک کی بدقسمتی ہے کہ ان میں اتفاق واتحاد نہیں رہا۔ رعایا رعایا سے لڑ رہی ہے۔ رعایا حکومت سے بھی لڑ رہی ہے اور حکومت رعایا پر ظلم کر رہی ہے۔ گویا نہ صرف اتفاق واتحاد نہیں رہا بلکہ ظلم بھی ہو رہا ہے۔ اور پھر ظلم پر زور بھی دیا جا رہا ہے۔ پس اس اتفاق و اتحاد کی کمی کا نتیجہ ہے کہ غیروں کو بھی جرأت ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جو چاہیں کریں۔

لیلۃ القدر اس قربانی کی ساعت کا نام ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع کا سودا نہیں ہے۔ پس مقبول قربانیوں کی کوشش کرنی چاہئے۔

لیلۃ القدر کی مزید برکات سمیٹنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہمارا آپس کا اتفاق واتحاد پہلے سے بڑھ کر ہوگا اور اگر اس میں کہیں رخنے پیدا ہو رہے ہیں، دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں تو ہم فوری طور پر انہیں بھریں گے۔ رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کی مثال بن کر لیلۃ القدر کا حقیقی فیض پائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 25 جولائی 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے روزے دار بنائے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ ہماری نیکیاں عارضی ثابت نہ ہوں بلکہ ہمیں حقیقی تقویٰ نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں پر بھی خاموش رنے کی توفیق دے۔ اس ضمن میں حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ "ہم اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اپنے اوپر زیادتی کرنے والے کے جواب میں خاموش ہو جائیں۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے یہ جواب دیں کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ ہر زیادتی کے جواب میں اِنِّیۡ صَائِمٌ کے الفاظ ہمارے منہ سے نکلیں۔ (صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم حدیث 1894) ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری عزتیں، ہماری بڑائی کسی کو نیچا دکھانے یا اسی طرح ترکی بہ ترکی جواب دینے میں نہیں اور اپنے پر کی گئی زیادتیوں کا بدلہ لینے میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے۔ اسی میں ہماری بڑائی ہے۔ اسی بات میں ہماری عزت ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کو عزت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔ (الحجرات:14)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس اللہ

تعالیٰ کے نزدیک معزز ہونے کا یہ معیار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بارے میں ایک ارشاد ہے جو ایک اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے۔ اَب جو جماعت اتقیاء ہے خدا اس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متّقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے۔ اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اس کے نزدیک متقی ہے'' فرمایا: ''پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو متّقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 238-239۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ یوکے۔ خطبہ جمعہ 4 جولائی 2014ء)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا۔ (سورۃ الدھر آیت 13)

اور ان کے نیکیوں پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جنت اور ریشم عطا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بکثرت توبہ استغفار کرنے کی بھی توفیق دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ ...... سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے''۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 1 نمبر 5 مئی 1902ء صفحہ 187-188)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے:۔

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (سورۃ الفرقان آیت 71)

یعنی جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ خوبیوں میں بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے:۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُم وَ هُم يَستَغفِرُونَ ۔ (سورۃ الانفال آیت 34)

اللہ ایسا نہیں ہے کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش کے طالب ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:۔

وَأُزلِفَتِ الجَنَّةُ لِلمُتَّقِينَ ۔ (سورۃ الشعراء آیت 91)

اور جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ مریض اور مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَّامًا مَّعدُودٰتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا اَو عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّن اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ فِديَةٌ طَعَامُ مِسكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيرًا فَهُوَ خَيرٌ لَّهٗ وَاَن تَصُومُوا خَيرٌ لَّكُم اِن كُنتُم تعلَمُونَ ۔ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَليَصُمهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا اَو عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّن اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ اليُسرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ العُسرَ وَلِتُكمِلُوا العِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُم وَلَعَلَّكُم تَشكُرُونَ ۔ (سورۃ البقرۃ آیات ۱۸۵،۱۸۶)

’’گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے اور جو لوگ اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کیا اور تاکہ تم شکر کرو۔‘‘

ان آیات میں واضح طور پر مریض اور مسافر کو رخصت دی گئی ہے۔اور دائمی مریضوں کو مستقل طور پر رخصت عطا کی گئی ہے اور ان کو فدیہ دینے کے لیے کہا گیا ہے۔

اس ضمن میں بخاری کتاب الصوم میں ہے کہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کا ہجوم دیکھا جس میں ایک شخص پر سایہ کیا جارہا تھا۔حضورؐ نے سبب پوچھا تو عرض کی گئی کہ روزہ دار کو سایہ کیا جارہا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بڑے جلال سے فرمایا:۔

''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد وہ روزے رکھے۔خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے''۔زور سے نجات نہیں حاصل کی جاسکتی۔فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 430-431۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک اور روایت ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ میاں عبداللہ سنوری صاحب نے بیان کیا کہ ''اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آئے۔اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔حضور نے فرمایا کہ آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھیں تو نہیں رکھنا چاہئے۔اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 97 روایت نمبر 117)

جس طرح بیمار اور مسافر کے لیے روزہ رکھنا منع ہے اسی طرح کم عمر بچوں سے روزہ رکھوانا بھی منع ہے۔حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ”حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں کہتی ہیں قبل بلوغت کم عمری میں آپ علیہ السلام روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی۔یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔آپ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔غالباً حضرت امّاں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔آپ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھالو۔تم کمزور ہو۔ابھی روزہ نہیں رکھنا۔توڑ ڈالو روزہ۔میں نے پان تو کھالیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ۔چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔وہ بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں ان کا بھی تڑوا دیں۔فرمایا بلاؤ اس کو بھی۔مَیں بلا لائی۔وہ آئیں تو ان کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھالو۔تمہارا روزہ نہیں ہے۔فرماتی ہیں کہ غالباً میری عمر دس سال کی ہوگی۔“ (ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان۔ بحوالہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۳ جون ۲۰۱۶ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے بہارِ رمضان مبارک کرے۔ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے، ہمیں حقیقی عید نصیب کرے اور رمضان میں جو نیکیاں ہم کریں وہ دائمی ہوں۔آمین یا ربّ العالمین۔

☆☆☆

تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا

یحییٰ بن وثّاب نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ”وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے، اُس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے۔“ (سنن ترمذی، کتاب القیامۃ والرقائق)

ذیابیطس (شوگر)

ذیابیطس کو زیرِ کنٹرول رکھنے سے طویل اور تندرست زندگی گزارنا ممکن ہے۔ ذیابیطس ایک پیچیدہ مرض ہے، اس مرض کے اثرات تمام بدن پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر مناسب طور پر پرہیز اور علاج پر توجہ دی جائے تو ذیابیطس کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ ذیابیطس کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم کی ذیابیطس میں جسم میں انسولین بننا رک جاتی ہے۔ انسولین کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ غذا سے گلوکوز اور اس سے توانائی کے حصول میں جسم کی مدد کرتی ہے۔ ذیابیطس قسم ایک میں مبتلا مریضوں کو روزانہ انسولین لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ذیابیطس قسم دوم سب سے عام قسم ہے اس میں جسم انسولین اچھی طرح بنا یا استعمال نہیں کر پاتا۔ اس قسم میں مبتلا مریض کو اکثر گولیاں یا انسولین لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح زچگی کے دوران ذیابیطس (JES.Tay.Shon.Al) یا ڈائبیٹیز میلیٹس (GDM) اس وقت واقع ہوتی ہے جب کوئی خاتون حمل سے ہو۔ اس کے باعث ایسی خاتون کے دیگر قسم کی ذیابیطس خاص طور پر قسم دوم میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور ایسی خواتین کے بچوں کے فربہ ہونے اور ذیابیطس میں مبتلا ہونے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں معمولی سی ذیابیطس ہے۔ حالانکہ یہ مرض شدید قسم کے خطرات کا باعث بن کر مریض کی زندگی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ چند ایسے امراض جو ذیابیطس کی وجہ سے سر اٹھا سکتے ہیں یہ ہیں: دل کا دورہ اور فالج، آنکھوں کے مسائل جو بینائی میں خرابی یا بینائی سے محرومی کا باعث بن سکتے ہیں، اعصابی بگاڑ کے باعث ہاتھوں اور پاؤں میں سنسناہٹ ہوسکتی ہے یا سن ہو سکتے ہیں، بعض مریض مرض میں شدت آنے پر اپنے پیر یا ٹانگ سے محروم بھی ہو سکتے ہیں، گردے کے افعال ذیابیطس کی وجہ سے بند ہو سکتے ہیں، مسوڑھوں کی بیماریاں ہوتی ہیں اور دانت گر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ذیابیطس میں مبتلا افراد کا صحت مند غذائی ترجیحات اپنانے، اپنے وزن کو مناسب رکھنے، تمباکو نوشی سے پرہیز، کچرا خوراکوں (فاسٹ فوڈ سے بچوں کو بچانا بھی ضروری ہے) سے بچنے، باقاعدہ ورزش کرنے اور صحتمندانہ امور انجام دینے سے ذیابیطس سے بچا جاسکتا ہے یا اس مرض کی تباہ کاریوں کو قابو میں کیا جاسکتا ہے۔

اس مرض کی علامات میں شدید کمزوری محسوس ہونا ،تکان اور پیاس کا بڑھ جانا ، پیشاب کی بار بار حاجت ہونا جلد یا مثانے میں انفیکشن ہونا۔ بینائی، جلد، پیروں اور مسوڑھوں اور دانتوں کے امراض میں مبتلا ہونا شامل ہیں ۔اگر بیان کردہ ہدایات پر عمل کیا جائے تو بہت سی پیچیدگیوں سے بچا جا سکتا ہے ان ہدایات میں باقاعدگی سے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا اور ہر تین مہینے بعد A1C کروانا(خون میں شوگر کی کمی یا زیادتی شدید نقصان دہ ہوسکتی ہے خون میں گلوکوز کی زیادہ مقدار مریض کے دل اور خون کی نسوں، گردوں، پیر اور آنکھوں کے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہے) باقاعدگی سے بلڈ پریشر چیک کرنا(خون کا زیادہ دباؤ دل کے دورے، فالج یا گردے کی بیماری کا باعث بن سکتا ہے) کولیسٹرول کو قابو میں رکھنا بھی ضروری ہے، شامل ہیں۔ ذیابیطس میں مبتلا لوگوں کے لیے LDL ہدف ۱۰۰ سے نیچے ہے، مردوں کے لیے چالیس سے زائد ہے اور عورتوں کے لیے HDL ہدف ۵۰ سے زائد ہے۔(LDL) مریض کے خون کی نسوں کو بند کرسکتا ہے یا دل کے دورے یا فالج کا باعث بن سکتا ہے HDL آپ کے خون کی نسوں سے کولیسٹرول زائل کرنے میں معاون ہوتا ہے)

ذیابیطس کے مریض اپنی اچھی نگہداشت کر کے طویل مدتی مسائل سے بچ سکتے ہیں۔ذیابیطس کے مریضوں کو اپنی خوراک کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ذیابیطس کے مریضوں کو چاہیے کہ صحت مند غذا کھائیں جیسے کہ پھل اور سبزیاں، مچھلی، بغیر چربی والا گوشت، مرغ یا ٹرکی بغیر جلد کے (مچھلی اور بغیر چربی والے گوشت اور پولٹری کا تقریباً تین اونس استعمال کیجیے)، خشک مٹر یا پھلی، ثابت اناج، اور کم روغنی یا ملائی اتارا ہوا دودھ یا پنیر۔اسی طرح ایسی غذا استعمال کرنی چاہیے جس میں چربی اور نمک کم ہو۔زیادہ ریشہ والی غذا کا استعمال نہایت مفید ہے۔نئی تحقیق کے مطابق زیادہ دہی کھانا بھی ذیابیطس کے لیے مفید ہے۔ایک اہم بات ذیابیطس کے مریضوں کے لیے ضروری ہے کہ روزانہ تیس منٹ کم ازکم ورزش کریں، ایک گھنٹہ کریں تو بہتر ہے اور تیز چلنا عمدہ ورزش ہے۔ذہنی تناؤ سے بچیں کہ اس سے خون میں گلوکوز کی مقدار بڑھ سکتی ہے۔ذیابیطس کے مریضوں کو تمباکو نوشی سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔روزانہ اپنے پیروں کا معائنہ کرتے رہنا چاہیے کہ اس میں کٹ، زخم ، چھالہ یا سوجن تو نہیں ہے۔دانتوں کو روزانہ صاف کریں اور ریشمی دھاگے سے خلال بھی کریں تاکہ انفیکشن سے بچا جا سکے۔وزن بھی بڑھنے نہ دیں۔کسی بھی تبدیلی کی اطلاع فوراً ڈاکٹر کو دیں۔وہ حضرات جو ذیابیطس

کے مریض نہیں ہیں انہیں بھی مناسب خوراک اور ورزش کے عادی بننا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھےاور توفیق دے کہ ہم پاک وطیب خوراک لیں اور صحتمند زندگی شکر کے ساتھ گزاریں۔آمین۔

☆☆☆

:لبیک اے میرے بندہ!

ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ حضرت خدیجہ کبریٰؑ کی قبر پر تشریف لائے اور بہت زیادہ روئے بعدازاں انسؓ سے ارشاد کیا کہ تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔انسؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت کی آنکھ بچا کر ایک گوشہ میں چھپ رہا دیکھوں حضرت کیا کرتے ہیں؟ دیکھا میں نے کہ آپ مشغول نماز ہوئے جب نماز کو بہت طول ہوا تو میں نزدیک گیا میں نے سنا کہ حضرت یہ مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں فرماتے ہیں کہ ترجمہ:''اے ربّ اے ربّ! تُو میرا آقا و مولا ہے پس رحم کر اس بندہ پر جو تجھ سے پناہ مانگتا ہے اور تجھ سے التجا کرتا ہے اے صاحب بزرگواری وشرف تُو ہی میرا محل اعتماد ہے،خوشا حال اس بندے کا جس کا تُو مولا ہو ،خوشا حال اس کا جو خادم اور بندہ ہو تیرا اور تمام شب تیرے خوف سے بیدار رہے اور شکایت اپنی سختی وبلا کی تجھ سے کرے کسی طرح کی بیماری اور کوئی مرض اس بندے کو سوا تیری محبت کے نہ ہو اور جس وقت وہ بندہ شکایت اپنے رنج والم کی کرے تو اس کو قبول کرے اور اس کے جواب میں فرمائے کہ لبیک اے بندہ میرے اور جس وقت وہ بندہ ظلمت وتاریکی میں بہ تضرع واخلاص دُعا کرے تو اس کو اپنے لطف وکرم سے عزت اور بزرگی عطا فرمائے اور اپنے قرب میں اسے جگہ دے۔''

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ اشعار مناجات میں فرمائے تو اس کے جواب میں یہ آواز آئی:۔ترجمہ:''لبیک اے میرے بندہ! تُو ہم سے نزدیک ہے اور جو کچھ تُو نے کہا سب ہم نے سنا۔اور تیری آواز سننے کو ہمارے ملائکہ مشتاق ہیں پس کافی ہے تجھے کہ ہم نے پردے تیرے روبرو سے اُٹھا دیے۔اور اگر شمائم روائح عزت وجلال اس دُعا کے اطراف وجوانب پر چلیں تو کسی شخص کو تاب استقامت اس کی تجلی کی نہ رہے پس جس چیز کو تُو چاہے بے طمع اور بے خوف اور بے حساب ہم سے طلب کر۔کیونکہ مَیں خُدائے عزوجل ہوں۔''

(کتاب عیون المجالس بحوالہ بحارالانوار جلد اصفحہ ۳۳،۳۴ باب ۳)

شیطان کا علاج

عصر بیمار کا مرض ہے لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا

قصہ مشہور ہے کہ کوئی بزرگ تھے ان کے پاس ایک دفعہ ایک طالب علم آیا جو دینی علوم سیکھتا رہا، کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد جب وہ اپنے وطن واپس جانے لگا تو وہ بزرگ اس سے کہنے لگے میاں ایک بات بتاتے جاؤ۔ وہ کہنے لگا دریافت کیجیے میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ وہ کہنے لگے اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے ہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگا حضور شیطان کہاں نہیں ہوتا، شیطان تو ہر جگہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا جب تم نے خدا تعالیٰ سے دوستی لگانی چاہی اور شیطان نے تمہیں ورغلا دیا تو تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں شیطان کا مقابلہ کروں گا۔ کہنے لگے فرض کرو تم نے شیطان کا مقابلہ کیا اور وہ بھاگ گیا، لیکن پھر تم نے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے جدوجہد کی اور پھر تمہیں شیطان نے روک لیا تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا مَیں پھر مقابلہ کروں گا ۔وہ کہنے لگے اچھا مان لیا تم نے دوسری دفعہ بھی اسے بھگا دیا لیکن اگر تیسری دفعہ وہ پھر تم پر حملہ آور ہو گیا اور اس نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے قُرب کی طرف بڑھنے نہ دیا تو تم کیا کرو گے؟ وہ کچھ حیران سا ہو گیا مگر کہنے لگا میرے پاس سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ میں پھر اُس کا مقابلہ کروں۔ وہ کہنے لگے اگر ساری عمر تم شیطان سے مقابلہ ہی کرتے رہو گے تو خُدا تک کب پہنچو گے۔ وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو گیا، اس پر اس بزرگ نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ اگر تم اپنے کسی دوست سے ملنے جاؤ اور اُس نے ایک کُتا بطور پہرہ دار رکھا ہوا ہو، اور جب تم اس کے دروازہ پر پہنچنے لگو تو وہ تمہاری ایڑی پکڑ لے تو تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا کُتّے کو ماروں گا اور کیا کرونگا۔ وہ کہنے لگے فرض کرو تم نے اسے مارا اور وہ ہٹ گیا، لیکن اگر دوبارہ تم نے اس دوست سے ملنے کے لیے قدم آگے بڑھایا اور پھر اس نے تمہیں آ پکڑا تو کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا میں پھر ڈنڈا اُٹھاؤں گا اور اسے ماروں گا۔ انہوں نے کہا اچھا تیسری بار پھر وہ تم پر حملہ آور ہو گیا تو تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگا اگر وہ کسی طرح باز نہ آیا تو میں اپنے دوست کو آواز دوں گا کہ ذرا باہر نکلنا یہ تمہارا کُتا مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتا، اسے سنبھالو۔ وہ کہنے لگے بس یہی گُر شیطان کے مقابلہ میں بھی اختیار کرنا اور جب تم اس کی تدابیر سے بچ نہ سکو تو خُدا سے یہی کہنا کہ وہ اپنے کُتّے کو روکے اور

تمہیں اپنے قُرب میں بڑھنے دے۔یہی نسخہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے، وہ فرماتا ہے: **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا یحزنون۔**

اے افلاس کے مارے عوام النّاس! اے دھرنے دینے والے نام نہاد لیڈرو! اے دن رات حکمرانوں اور نظام میں کیڑے نکالنے والے دانشورو! اے سڑکوں پر رات دن احتجاج کے نام پر شور مچانے والو! تم اُس کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑ لیتے جس کے قبضہء قدرت میں زمین و آسمان کا نظام ہے۔اگر تم رحیم و کریم خدا سے دوستی لگا لو تو تمہیں ان بے ہودہ مشاغل سے نجات مل جائے گی اور تم ہر قسم کی تباہی اور مصیبت سے بچے رہو گے۔یاد رکھو یہ وہ علاج ہے جو قطعی اور یقینی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:۔

وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر انہوں نے لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کی بلکہ استقامت سے سچے مذہب پر قائم رہے اُن پر اللہ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور نہ غم کرو۔ہم فرشتے تمہاری حفاظت کیا کریں گے۔تمہاری پچھلی خطائیں معاف ہو چکیں اور آئندہ کے لیے تمہارے ساتھ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ تمہیں جنّت میں داخل کرے گا، ہم تمہارے دوست ہیں اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ آیات ۳۱،۳۲)

☆☆☆

جہنمی، اندھے اور کوڑھی

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں کوئی ایسا طبیب نہیں جو مردہ کو زندہ کر سکے سوا انبیاء علیہ السلام کے۔پس یہ بیشک جہالت کے مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جہنمی نابینا اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ سے حکایت فرمائی ہے۔ترجمہ: یعنی مسیح علیہ السلام نے فرمایا میں جہنمی اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مُردہ کو حکم الٰہی سے زندہ کرتا ہوں۔'' پس اسی واسطے تم کو شریعت کی متابعت اور پیروی لازم ہے تا کہ حقیقی دوائیں تم کو حاصل ہو کر اُن کے ذریعہ سے صحت کلی نصیب ہو اور خداوند تعالیٰ تم کو ایسی زندگانی عنایت کرے جس کے بعد موت نہیں ہے اور وہ صحت میسر ہو جس میں کبھی مرض نہیں ہوتا اور کُل قلبی اور روحانی امراض سے جو نہایت بدترین امراض ہیں تم نجات پاؤ۔''

(صفحہ ۷۱،۷۲ مجربات امام غزالی ترجمہ مولانا سید حافظ یاسین علی حسنی نظامی)

کھانے کے آداب

عصر حاضر میں مہذب کہلانے والی دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد کھانے پینے کے آداب سے ناواقفیت کی وجہ سے یا جانتے بوجھتے ہوئے بیہودہ کھانے کھا رہی ہے، کھانا ایسے طریقے سے پیٹوں میں ٹھونس رہی ہے اور اتنی زیادہ مقدار میں کھانا کھا رہی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اور بعض اوقات جانورں کا کھانا پینا ایسے لوگوں کے کھانے پینے سے بہتر دکھائی دیتا ہے۔ جہاں تک مغربی ممالک کا تعلق ہے تو ان ممالک میں خنزیر، شراب اور مضر صحت کچرا خوراکوں کا ستعمال عام ہے، چلتے پھرتے ہوئے کھانا پینا بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا، ڈونر کباب اور کچرا خوراکیں بے ہودہ طریقے سے کھائی جاتی ہیں ان خوراکوں کو کھاتے ہوئے بعض لوگوں کے ہاتھ اور باچھیں سوس وغیرہ سے آلودہ ہوکر کریہہ منظر پیش کرتی ہیں۔ بہت زیادہ کھانے کی وجہ سے ان ممالک کے افراد موٹے ہوجانے کی وجہ سے خطرناک بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں۔ مغربی ممالک میں خوراک ضائع کرنا بھی قومی مزاج بن چکا ہے۔ امریکہ میں ہر روز دو لاکھ ٹن سے زیادہ خوراک ضائع کردی جاتی ہے۔ اور یورپ میں نو کروڑ ٹن سالانہ خوراک ضائع ہوتی ہے۔ اس ضائع کردی جانے والی خوراک سے ڈیڑھ ارب افراد کی بھوک کا مداوا ہوسکتا ہے۔

مسلم ممالک میں بھی اسلامی آدابِ طعام کا خیال مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نہیں رکھتی۔ انتہائی مضر صحت کھانے شوق و رغبت سے کھائے جاتے ہیں، غلیظ پانی پیا جاتا ہے۔ اہم تقریبات کے موقع پر کھانے پر اس طرح حملہ کیا جاتا ہے جس طرح درندہ اپنے شکار پر حملہ کر کے اسے چیر پھاڑ دیتا ہے، میزبان کو شرمندہ کرنے کے لئے کھانے کا بیجد ضیاع کیا جاتا ہے۔ چلتے پھرتے بے ہودہ طریقے سے کھانا پینا اور بے انتہا کھانا بھی مسلمانوں کی عادات میں بھی شامل ہو چکا ہے۔ اسلامی آدابِ طعام وہ انمول خزانہ ہیں جنہیں اپنانے سے انسان نہ صرف جسمانی طور پر تندرست رہتا ہے بلکہ اخلاقی و روحانی طور پر بھی صحت یابی کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔ چند اسلامی آدابِ طعام پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

یٰبَنِی اٰدَمَ خُذُوا زِینَتَکُم عِندَ کُلِّ مَسجِدٍ وَّکُلُوا وَاشرَبُوا وَلَا تُسرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ. (سورۃ الاعراف آیت ۳۲)

''اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

پھر پاک اور طیب کھانا کھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِی الاَرضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیطٰنِ اِنَّہٗ لَکُم عَدُوٌّ مُّبِینٌ. (سورہ البقرہ آیت ۱۶۹)

اے لوگو! اُس میں سے حلال اور طیّب کھاؤ جو زمین میں ہے اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ مولوی نورالدینؓ صاحب خلیفۃ المسیح اول فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے حلال اور طیب اشیاء کا استعمال کرو۔ یعنی تم صرف یہی نہ دیکھا کرو کہ جو کچھ تم کھا رہے ہو وہ حلال ہے یا نہیں بلکہ یہ بھی دیکھ لیا کرو کہ وہ طیب بھی ہے یا نہیں۔ اگر کسی چیز کا کھانا تمہارے مناسب حال نہ ہو خواہ اس لحاظ سے کہ وہ تمہاری صحت کے لیے مضر ہو یا اس لحاظ سے کہ ملکی اور قومی حالات کی وجہ سے تمہیں اس کھانے کی عادت نہ ہو یا اس وجہ سے کہ تمہاری طبیعت اس سے انقباض محسوس کرتی ہو۔ تو تم محض یہ دیکھ کر کہ شریعت نے اسے حلال قرار دیا ہے اسے مت کھاؤ۔ کیونکہ تمہارے لیے کھانے میں صرف حلال و حرام کا امتیاز مدنظر رکھنا ہی ضروری نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ایسی چیزوں کا انتخاب کیا کرو جو تمہاری طبیعت اور تمہارے ماحول اور تمہارے معمول کے مطابق ہوں اور جن کا کوئی مضر اثر تم پر پڑنے کا امکان نہ ہو۔ مثلاً نزلہ اور زکام اور کھانسی میں ترش اشیاء کا استعمال کھانسی کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کھانسی میں ترش میوے استعمال کرتا ہے یا اسہال میں گوشت روٹی استعمال کرتا ہے یا جگر کی خرابی میں قابض اور نفاخ غذاؤں کا استعمال کرتا ہے تو خواہ یہ چیزیں حلال ہی کیوں نہ ہوں اس وجہ سے کہ وہ اس کے لیے طیب نہیں ہیں ان کا استعمال اسے نقصان پہنچائے گا۔ پس اس جگہ طیب کے

ساتھ حلال لگا کر یہ بتایا ہے کہ صرف حلال کھانا ہی مومن کا کام نہیں بلکہ یہ دیکھنا بھی اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ چیز طیب ہو گندی اور سڑی ہوئی نہ ہو، مضر صحت نہ ہو جو ساتھ کھانا کھانے والے لوگ ہوں ان کے طبائع کے خلاف نہ ہو۔

کھانے پینے کے ذکر کے بعد شیطان کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر تم حلال اور پھر حلال میں سے طیب رزق چھوڑ دو گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ تم شیطان کے پیچھے چل پڑو گے۔ کیونکہ انسان جو کچھ کھاتا ہے اس سے جسم تیار ہوتا ہے اور ناجائز یا مضر اشیاء کے استعمال سے تیار شدہ جسم یقیناً انسان کو بدی کی طرف لے جائے گا، نیکی کی طرف نہیں لے جا سکتا۔'' (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۳۲۱)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِّيَشهَدُوا مَنَافِعَ لَهُم وَيَذكُرُوا اسمَ اللّٰهِ فِى اَيَّام مَّعلُومٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الاَنعَامِ فَكُلُوا مِنهَا وَاَطعِمُوا البَآئِسَ الفَقِيرَ۔ (سورۃ الحج آیت ۲۹)

''تا کہ وہ وہاں پر اپنے فوائد کا مشاہدہ کر سکیں اور چند معروف دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر (بلند) کریں اس (احسان) پر کہ اس نے مویشی چوپایوں کے ذریعہ انہیں رزق عطا کیا ہے۔ پس ان میں سے (خود بھی) کھاؤ اور محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔''

اس آیت میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قربانی کا گوشت صرف خود ہی نہ کھاؤ بلکہ محتاج ناداروں کو بھی کھلاؤ۔ حج کے علاوہ بھی جب خود کھانا کھائیں تو بھی محتاج ناداروں کو کھلانا مسلمان کا فرض ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین کھانا وہ ہے جس میں زیادہ ہاتھ پڑیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بدترین انسان وہ ہے جو تنہا کھائے، اپنے غلام کو مارے اور اپنے عطیہ کو روکے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ بھائیوں کے ساتھ کھانا شفاء ہے۔ ہمارے حبیب آقا ﷺ جب جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو سب سے آخیر میں کھانا کھانا ختم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ہثیم بن التیمان کے گھر تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ انہوں نے کھجور اور دودھ سے تواضح کی۔ سب نے کھایا پیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کی نسبت تم سے پوچھا جائے گا۔

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے:۔

’’جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر **بسم اللہ اولہ و اٰخرہ** پڑھ لے۔‘‘

ایک حدیث میں ہے کہ ’’اگر کسی چیز سے متعلق شک ہو کہ اس پر تکبیر پڑھی گئی ہے یا نہیں تو اللہ کا نام لے کر اسے کھایا جاسکتا ہے۔‘‘

نبی کریم ﷺ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ:۔

’’اپنے کھانے کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے گلاؤ اور کھانا کھا کر نہ سو جاؤ اس سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔‘‘

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:۔

ا۔تم پر تمہارے نفس کا حق ہے۔(بھوک محسوس ہو تو کھانا چاہیے) کوئی برتن آدمی کے پیٹ سے بڑھ کر برا نہیں اور اگر اس کو پُر کیے بغیر چارہ نہ ہو تو ثلث کھانے کے لیے، اور ثلث پینے کے لیے اور ثلث سانس لینے کے لیے رکھے اور کسی کھانے کا عیب نہ کر یا ور نہ تعریف۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر اشتہا ہوتی تو آپ ﷺ تناول فرمالیتے ور نہ چھوڑ دیتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے سامنے سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

’’تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت زیادہ ہے۔اس لیے تمہیں چاہیے کہ کھاتے وقت برتن کو صاف کیا کرو۔کھانا سادہ ہونا چاہیے اور کھانے کے برتنوں میں تکلف بھی اسلامی آدابِ طعام کے خلاف ہے۔‘‘

اس ضمن میں حضرت ام سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

''جو شخص چاندی کے برتن میں پینے کی کوئی چیز پیتا ہے تو اس کا پینا اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑ کائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کے لقمہ پر نظر نہ دوڑائے۔''

اسلامی تعلیمات میں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، لباس کو سمیٹ کر بیٹھنا، بائیں پاؤں پر بیٹھنا، بیٹھ کر کھانا، پانی بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پینا، دائیں ہاتھ سے کھانا، تین انگلیوں سے کھانا، ہاتھوں کو آلودہ نہ کرنا، چھوٹے چھوٹے لقمے لینا اور چبا چبا کر کھانا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا، ضرورت سے زیادہ کھانا نہ کھانا، کھانا ضائع نہ کرنا، کھانا دستر خوان پر چن دیے جانے کے بعد انتظار نہ کرنا، حلال اور طیب خوراک کھانا، نماز کے اوقات کی حفاظت کرنا، کھانے کی دعوت کو رد نہ کرنا، مہمان کا وہاں بیٹھنا جہاں میزبان بٹھائے، کھانے کی دعوت پر وقت پر آنا اور کھانے کے بعد جلد رخصت ہو جانا، کھانے میں مشغول ہو کر وقت ضائع نہ کرنا اور کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلّی کرنا وغیرہ نہایت ضروری امر ہیں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ آج کل جو ٹیلی ویژن پر لوگوں کے کیک اور کھانے پر وحشیانہ طور پر ٹوٹ پڑنے اور بے ہودہ طریق پر کھانے کے مناظر دکھائے جاتے ہیں یہ مناظر عوام کے اسلامی طریقہ طعام سے لا علمی اور غربت کی عکاسی کرتے ہیں۔ پاکستان میں بھوک نے لوگوں کو ایسی حرکات کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایک مختصر افسانہ حالات کی سنگین صورت حال کو واضح کرنے کے لیے پیش ہے۔ایک غریب فاقہ زدہ شخص کا بیٹا بھوک سے مر گیا، محلّہ والوں نے تجہیز و تکفین اور پر تکلف کھانے کا بھی انتظام کر دیا۔ چند روز کے بعد اس شخص کا دوسرا بیٹا بیمار پڑ گیا، اس شخص کی بھوک سے نڈھال بیٹی نے باپ سے پوچھا کہ ''ابا بھائی کب مرے گا؟''

یقیناً بھوک ایک نہایت اذیت ناک بیماری ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو حلال اور طیّب کھانا اسلامی طریقے سے کھانے کے ساتھ ساتھ بھوکے ننگے عوام کی بھوک پیاس مٹانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

بسیار خور است بسیار خوار
اندروں از طعام خالی دار

نہ چنداں بخور کہ از دہانت بر آید
نہ چنداں کی از ضعف جانت بر آید

ترجمہ: بہت زیادہ کھانے والے ذلیل ہوتے ہیں ،اس لیے اپنے اندرون کو کھانے سے خالی رکھو،اتنا نہ کھاؤ کہ منہ سے ڈکار آئے اور نہ اتنا کم کھاؤ کہ کمزوری سے جان نکل جائے۔ ☆☆☆

اپنے نفس سے سوال کرو

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

”رسول کریم ﷺ کی تعلیم عیب یا بیکاری کی نہیں مگر مسلمان عورتیں اکثر بیکار رہتی ہیں یعنی کوئی مفید اور نتیجہ خیز کام نہیں کرتیں جو صرف گھر کا کام ہی کام سمجھ کر کرتی ہیں، اُن کا کام کھانا پکانا، بستر کرنا، بچوں کے کپڑے دھونا، بچوں کا پاخانہ صاف کرنا ہے، لیکن اپنے پیٹ کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے تو بلّی وغیرہ بھی انتظام کرلیتی ہیں انسان میں اور حیوان میں کیا فرق رہا۔

اپنی زندگی میں سے ضرور کچھ وقت نکالو جو دوسروں کے کام آئے۔ گھر کا کام بھی کرو لیکن کچھ نہ کچھ دوسروں کے فائدے کے لئے بھی کرو۔

اپنے نفس سے سوال کرو کہ تم نے اپنی پچھلی زندگی میں دنیا کے فائدے کے لئے کیا کام کیا ہے اگر کچھ نہیں تو اب کرو۔

آسودہ حال عورتوں کا کام تو صرف نوکروں پر حکم چلانا ہے۔ پھر بھی انہیں شکایت رہتی ہے بڑا کام ہے بڑا کام ہے۔ انگلستان میں عورتیں بڑا کام کرتی ہیں دفتروں میں کلرک ہیں، نرس، ڈاکٹری وغیرہ کا کام کرتی ہیں۔ مَیں نے پچھلے سال عورتوں میں تحریک کی تھی کہ جو یہاں آ کر تبلیغ کا کام سیکھنا چاہے ہم اُس کے لئے انتظام کر دیں گے۔ مردوں میں درس کی تحریک کی تھی جس میں مرد تو پانچ سو آئے لیکن عورتوں کی طرف سے صرف ایک خط آیا جس نے آمادگی ظاہر کی تھی۔“

(از مصباح ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ ۲۲۲)

بیٹیوں سے امتیازی سلوک

بیٹیوں سے امتیازی سلوک کرنا بھی عصرِ حاضر میں زمانہ جاہلیت کی یاد تازہ کرتا ہے۔ بیٹیوں کو نا صرف وراثت سے محروم کیا جاتا ہے بلکہ گھروں میں بھی بچوں کی پرورش کے دوران بیٹوں کو اولیت دی جاتی ہے اور بیٹیوں کو خدمت گار کے طور پر برداشت کیا جاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بیٹی کی پیدائش پر شرمندگی محسوس کی جاتی ہے، بعض لوگ صرف اس وجہ سے اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں کہ اس کے بطن سے بیٹیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اب جدید سائنسی ایجادات کے ذریعے یہ معلوم کرلیا جاتا ہے کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی۔ اگر بیٹی کا بتایا جائے تو بعض والدین اللہ سے نہ ڈرتے ہوئے، معاشرے میں پلنے والے غیر اسلامی رجحانات کے ڈر سے حمل گرا دیتے ہیں۔ اور انڈیا اور دوسرے مسلمان ممالک میں بھی بعض والدین بیٹی کی پیدائش کے فوراً بعد اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ ہندوستان کے جرم کے قومی ریکارڈ بیورو کے مطابق سال ۲۰۱۱ء کے دوران ہندوستان میں جنسی جرائم اور خواتین کی آبروریزی کی چوبیس ہزار دو سو چھ وارداتیں رپورٹ کی گئی ہیں۔ ماہرین کے مطابق جو بوجوہ رپورٹ نہیں کی گئی ہوں گی اگر انہیں بھی شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد کئی گنا زیادہ ہوسکتی ہے۔ (جوں جوں انسان کہلانے والا جانور اللہ تعالیٰ کو بھولتا چلا جارہا ہے توں توں بیماریاں سماوی آفات اور بھوک جیسا عفریت انسان کو گھیرے میں لے رہا ہے۔ بداخلاقی اور ہر قسم کے گناہوں کے پنپنے کی وجہ صرف اور صرف خدا سے دوری اور بے خوفی ہے۔ پارلیمنٹ سے بازارِ حسن تک نامی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ صرف لاہور میں پچاس ہزار سے زیادہ چکلے ہیں، اگر ایک چکلے میں پانچ عورتیں ہوں تو پیشہ کرنے والی عورتوں کی تعداد لاکھوں میں چلی جاتی ہے۔ جہاں عورتوں کی ظالمانہ طریق پر تذلیل کی جارہی ہے وہیں بچیوں کی پیدائش کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے کہ دوسروں کی خواتین کی عزت کو بلاخوف وخطر ذلیل کیا جائے۔ چنانچہ ہندوستان میں بے شمار بچیوں کو ان کی پیدائش کے بعد دودھ سے بھرے ٹب میں ڈبو کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ان معصوموں کی سانسوں کو تکیوں کی مدد سے بھی بند کیا جاتا ہے۔ (یہ ایک ایسا بھیانک موضوع ہے جس پر بات کرتے ہوئے بھی سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ یقیناً بیٹیاں قدرت کا خوبصورت تحفہ ہیں)

جیو نیوز کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۱ء میں ۱۲۰۰ بچوں کی ہلاکت کے متعلق کیس رجسٹر ہوئے ان نوزائیدہ بچوں میں ساڑھے نو سو لڑکیاں تھیں۔ ایسے بچوں کے مردہ جسم، کچرے کے ڈھیروں، ہسپتالوں کے کچرا گھروں اور گندے نالوں سے ملتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق بچیوں کو پیدائش کے چند روز بعد گلا گھونٹ کر یا ٹھنڈا یخ پانی ڈال کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ پھر بعض گھروں میں بھائی شہنشاہوں کی طرح رہتے ہیں اور بیٹیاں باندیوں کی طرح۔ شادی پر لڑکی کی رائے لینا بھی برا خیال کیا جاتا ہے۔ لڑکی کے جذبات، پسند اور ناپسند کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ اگر کوئی لڑکی ایک بوڑھے شخص سے شادی کرنے سے انکار کر دے تو اسے غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کا کسی بات پر بھی اظہار خیال خاندانوں پر بجلی بن کے گرتا ہے اور نتیجے میں ہمیشہ لڑکی ہی جلتی ہے۔ سورۃ التکویر میں بیان کردہ جس طرح دوسری تمام پیشگوئیاں عصر حاضر کے متعلق پوری ہو چکی ہیں اسی طرح **وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ۔ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ۔** اور جب زندہ گاڑھی جانے والی (لڑکی) کے بارے میں سوال کیا جائے گا (کہ آخر) کس گناہ کے بدلہ میں اُسکو قتل کیا گیا (تھا)۔ کی پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جبکہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی جائے گی اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اُسے سزا دی جائے گی۔ چنانچہ ۱۸۷۲ء میں ایسا قانون حکومت انگریزی نے جاری کر دیا اور اس طرح یہ علامت بھی جو آخری زمانہ سے تعلق رکھتی تھی پوری ہو گئی۔ لڑکیوں کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قوانین کے باوجود لڑکیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ اپنی بیٹیوں کے ساتھ کیا سلوک فرماتے تھے۔ اور بیٹیوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے اور جائزہ لیں کہ کیا لڑکیوں کے ساتھ ہمارا رویہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی بیان کردہ تعلیمات سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے بے حد پیار تھا۔ حضرت فاطمہؓ جب بھی اپنے والد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس ملنے آتیں تو آپؐ احتراماً اُٹھ کر بیٹی کا استقبال کرتے۔ انہیں خوش آمدید کہتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔ اُن کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ (ابو داؤد کتاب الادب)
آنحضرت ﷺ جب بھی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے مل کر جاتے

اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ان کے گھر جا کر ملتے۔

(مشکوٰۃ کتاب اللباس)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، دیکھا تو حضرت فاطمہؓ رو رہی ہیں، وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ سے جھگڑا ہوا ہے تو آپؐ یہ سنتے ہی بازار تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ کو ڈھونڈنے لگے، آخر ایک مسجد میں پا لیا اور ان کو لے کر گھر تشریف لائے اور دائیں بائیں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو لٹا لیا اور درمیان میں خود لیٹ گئے اور پہلے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ ''فاطمہؓ تم علیؓ کو تنگ نہ کیا کرو یہ نہ سمجھنا کہ محمد ﷺ تم کو قیامت کے دن (علیؓ کے دل دکھانے کے عوض) معاف کروا لے گا۔'' اور پھر حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ ''علی تم فاطمہؓ کی دلجوئی کیا کرو۔ دیکھو اتنا خیال کر لیا کرو کہ اس کا دل دکھے گا تو محمد ﷺ کا دل بھی دکھے گا۔''

ہمارے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (اسوۃ رسول کریم ﷺ صفحہ ۶۲۰، طبرانی)

ایک دفعہ اوسؓ نام کے انصاری آنحضور ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کے چہرے پر کچھ رنج و غم کے آثار دیکھے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری کئی بیٹیاں ہیں ان کی وجہ سے میرا دل غمگین رہتا ہے اور میں تو ان کی موت کی دُعا مانگتا رہتا ہوں۔ ہمارے مہربان و مشفق آقا نے فرمایا: اوسؓ تم یہ دُعا نہ کیا کرو۔ دیکھو لڑکیوں میں بھی برکت ہوتی ہے۔ یہ لڑکیاں نعمت کے وقت شکر کرنے والی، مصیبت کے وقت تمہاری ہمدردی میں رونے والی اور تمہاری بیماری کے وقت تیمارداری اور خدمت کرنے والی ہوتی ہیں۔ ان کا بوجھ زمین پر ہے۔ ان کی روزی اللہ کے ذمّے ہے۔ پھر کیوں تم ناحق رنج کرتے ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

’’ اگر تم میں سے کسی کی دو یا تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کی تربیت اچھے رنگ میں کرے اور ان کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔‘‘ (ترمذی ابواب البر والصلہ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورﷺ نے فرمایا:۔

’’جو صرف بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے اس پر صبر کیا تو وہ بیٹیاں اس کے اور آگ کے درمیان روک ہوں گی۔‘‘ (سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ)

آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

’’جس شخص کے ہاں کوئی لڑکی ہو پھر وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور نہ ہی اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّت میں داخل کرے گا۔‘‘ (سیرت النبی شبلی جلد ۶ صفحہ ۳۷۸)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔’’جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ دونوں بالغ ہوگئیں تو قیامت کے دن وہ آئے گا، میں اور وہ اس طرح ہوں گے، اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (صحیح مسلم جلد ۱۳ کتاب البر والصلۃ والادب حدیث نمبر ۴۷۵۱)

لڑکیوں کی تعلیم کے دشمنوں کو آنحضرتﷺ کے اس مقدس ارشاد پر غور کرنا چاہیے کہ ’’ہر مسلمان لڑکے اور ہر مسلمان لڑکی پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔‘‘ (چالیس جواہر پارے صفحہ ۱۵۱ حدیث نمبر ۳۹)

رسول خداﷺ نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو یقینی بنانے کے لیے فرمایا ہے کہ:۔

’’اگر بیٹی بالغہ ہو جائے اور اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کا گناہ اس کے باپ کے سر ہے۔‘‘

تفسیر کبیر جلد ۱۰ کے صفحہ ۳۰۴ پر لکھا ہے:۔

’’دیکھو اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر کتنا زور دیا ہے۔لڑکوں کو تو لوگ اس لئے تعلیم دلواتے ہیں کہ یہ بڑے ہو کر نوکریاں کریں گے مگر عورتوں کے فرائض خدا تعالیٰ نے نوکریوں والے مقرر نہیں کئے۔ اگرچہ آج کل مسلمان لڑکیاں بھی نوکری کر لیتی ہیں۔مگر اسلام نے عورت پر گھر کی ذمہ داریاں رکھی ہیں اِس لئے اُس کی تعلیم کمائی میں مد نہیں ہوسکتی مگر اس کے باوجود اسلام نے عورتوں کی تعلیم پر زور دیا اور یہ چیز دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔‘‘

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ''ایک غریب عورت میرے پاس آئی۔ اُس کی دو لڑکیاں تھیں ایک لڑکی کو اُس نے اپنی دائیں طرف بٹھایا اور دوسری لڑکی کو اُس نے اپنی بائیں طرف بٹھایا اور کہا مجھے کچھ کھانے کے لئے دو۔ ہمارے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے تلاش کیا تو ایک کھجور نکل آئی۔ مَیں وہ کھجور لے کر اُس کے پاس آئی اور کہا اس وقت ہمارے گھر میں یہی ایک کھجور ہے یہ لے لو۔ اُس عورت نے وہ کھجور اپنے منہ میں ڈالی اور اندازہ سے اُس کے دو برابر حصے کئے اور نصف کھجور ایک لڑکی کو دے دی اور نصف کھجور دوسری کو دی اور خود بھوکی رہی۔'' رسول کریم ﷺ نے یہ ذکر سُنا تو فرمایا:۔

''اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں اور وُہ اُن کی اچھی تربیت کرے اور اُن کو تعلیم دلوائے تو اللہ تعالیٰ اُس پر جنّت واجب کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

اور لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت دینے اور لڑکیوں کی تکریم کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''جو شخص بازار سے میوہ لے کر گھر میں آئے وہ ثواب میں صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو دے پھر لڑکے کو۔ جو لڑکی کو خوش کرے گا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالیٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اس پر آتشِ دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔'' (بحوالہ اکسیر ہدایت از امام غزالی)

یہ اسلامی تعلیمات سے منہ موڑنے کا ہی نتیجہ ہے کہ میانوالی میں ایک مسلمان پیر کے کہنے پر اس کے ایک مسلمان مرید نے چار سالہ بچی کو قتل کر دیا۔ مرید نے بتایا ہے کہ وہ بے اولاد ہے اسے پیر نے کہا کہ اگر وہ کسی چھوٹی بچی کو قتل کر دے تو وہ با اولاد ہو جائے گا اس لیے میں نے چار سالہ بچی کو قتل کر دیا۔

جبلِ رحمت پر آپؐ نے تاریخی خطبہ میں فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:۔

''لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو مَیں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں۔'' نہایت بدنصیبی کی بات ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ سے خود کو منسوب کرنے والے جہالت جیسی گندی نالی میں لوٹ پوٹ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیٹیوں کی پیدائش پر شکر ادا کرنے، نیک تربیت کرنے اور ان کے نیک نصیبوں کے لیے دُعائیں کرنے کی توفیق دے۔ ہر قسم کی جہالت سے ہم کو دور رکھے اور ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخری دَور کے اچھے لوگ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے۔ (نوادر الاصول از حکیم ترمذی) اس حدیث کی رو سے عصر حاضر، سات ہزار سالہ دور کا آخری دور ثابت ہوتا ہے۔ آخری دور کے اچھے لوگوں کے متعلق چند رسول اللہ ﷺ کے مقدس ارشادات پیش ہیں۔

حضرت ابو جمعہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم نے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دن کا کھانا کھایا۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم سے بھی کوئی بہتر ہوگا؟ ہم آپؐ کی معیت میں ایمان لائے، اور آپؐ ہی کی معیت میں ہم نے جہاد کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔ (الدارمی، مسند احمد)

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''اور سات بار خوشخبری اور مبارکباد ہو اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور مجھ پر ایمان لایا۔'' (رواہ احمد) بحوالہ المنہاج السوی از طاہر القادری)

حضرت عبدالرحمان بن علاء حضرمیؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اُس (صحابی) نے بتایا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سُنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''بے شک اِس اُمّت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لیے اجر اِس اُمّت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حُکم دیں گے اور بُرائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔'' (یقتلون کا ترجمہ طاہر القادری نے جہاد کیا ہے۔ قتل سے مراد مخالفت اور بائیکاٹ بھی ہے۔ لسان العرب) (جہاد سے مراد دلائل سے جہاد ہے) (الحدیث رقم ۳۰: اخرجہ البیھقی فی دلائل النبوت ۶۔۵۱۳، والسیوطی فی مفتاح الجنۃ ۱۔۶۸۔ ترجمہ مولوی طاہر القادری)

دلائل کے ذریعے جہاد کی تاثیر ہتھیاروں کے ذریعے جہاد کے اثرات سے بہت زیادہ تیز ہے۔

(العلماء جولائی، ستمبر ۲۰۱۱ء صفحہ ۳)

اسی لیے امام مہدی و مسیح علیہ السلام کے لیے اُن ہتھیاروں سے لڑنا ضروری ہے جن کے ذریعے جہاد کے اثرات تیز ہوجاتے ہیں۔اسی لیے امام مسیح الزمان کے زمانے میں مذہبی جنگوں میں حربی ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔اور جو بھی اس ہدایت پر عمل نہیں کرے گا اُس کا حال بُرا ہوگا جیسا کہ اس وقت اُمّت مسلمہ کا مولوی کی غلط تشریحات کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سُنا آپؐ فرماتے ہیں:۔

''میری اُمّت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حُکم پر قائم رہے گی جو اُن کی مدد نہیں کرے گا یا اُن کی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''میری اُمّت کی مثال بارش کی مانند ہے معلوم نہیں اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر۔''

(الحاکم فی المستدرک ۳۔۹۰ الرقم ۶۹۹۱)

حضرت عمرو بن شعیبؓ بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:۔

''کون سی مخلوق تمہارے نزدیک ایمان کے لحاظ سے سب سے عجیب تر ہے؟'' صحابہؓ نے عرض کیا :فرشتے۔آپؐ نے فرمایا: ''فرشتے کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ وہ ہر وقت اپنے ربّ کی حضوری میں رہتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: پھر انبیاء کرام آپؐ نے فرمایا: ''اور انبیاءؑ کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: تو پھر ہم (ہی ہوں گے)۔فرمایا: ''تم ایمان کیوں نہیں لاؤ گے؟ جبکہ بنفس نفیس میں خود تم میں جلوہ افروز ہوں۔'' حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''مخلوق میں میرے نزدیک پسندیدہ اور عجیب تر ایمان اُن لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔کئی کتابوں کو پائیں گے مگر (صرف میری) کتاب میں جو

کچھ لکھا ہوگا اس پر ایمان لائیں گے۔(یعنی رنگ برنگی تفسیروں میں بیان کردہ اُن تمام واقعات اور روایات کو ردّ کر دیں گے جو قرآن کے مخالف ہوں گی۔قرآن کو اولیت دیں گے،اس پر صدق دل سے ایمان لائیں گے اور عمل کریں گے۔مصنف) (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۲۔۸۷الرقم ۱۲۵۶۰ و الحکم المستدرک، مجمع الزوائد۔ترجمہ بحوالہ المنہاج السوی از طاہر القادری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''کم لیکن نیک لوگ ہوں گے بہت سے لوگوں کے درمیان۔ان سے نفرت کرنے والے ان سے محبت کرنے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوں گے۔

(احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل صفحہ ۸۹۔احمد)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

''میں نے یہ خواہش کی کہ میں اپنے بھائیوں سے ملوں۔'صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:(یا رسول اللہ ﷺ) کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:''تم میرے صحابہ ہو لیکن میرے بھائی وہ ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔''

(مسند احمد بن حنبل والطبرانی فی المعجم الکبیر و مجمع الزوائد۔ترجمہ طاہر القادری)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

''جس نے اُس وقت میری سُنّت کو مضبوتی سے تھاما جب میری اُمّت فساد میں مبتلا ہو چکی ہوگی تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔''(ترجمہ طاہر القادری)

حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

''جب آسمان سے آواز دینے والا آواز دے گا کہ حق آلِ محمدؐ میں ہے تو اس وقت لوگوں کی زبانوں پر مھدی کا ظہور ہوگا۔اور لوگوں کو ان کی محبت (اس طرح) پلا دی جائے گی کہ وہ ان کے سوا کسی اور کا تذکرہ نہیں کریں گے۔''(سیوطی،الحاوی،نعیم بن حماد بحوالہ القول المعتبر فی الامام المنتظر از مولوی طاہر القادری صفحہ ۶۱ بحوالہ وارثانِ ابوجہل صفحہ ۳۴۲)

فاسٹ فوڈ (JUNK FOOD) کی تباہ کاریاں

فاسٹ فوڈ جسے Junk Food یا کچرا خوراک بھی کہا جاتا ہے، کا رواج اٹھارہویں صدی میں امریکا سے شروع ہوا تھا، شروع میں اسے پسند کرنے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ بیسویں صدی میں فاسٹ فوڈ کھانے والوں کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا اور اب اکیسویں صدی میں بڑی تیزی کے ساتھ نا صرف ترقی یافتہ ممالک میں بلکہ ترقی پذیر ممالک میں بھی فروغ پا رہا ہے۔ چلتے پھرتے کھائی جانے والی یہ سستی سمجھی جانے والی (یاد رہے گھر میں تیار کی جانے والی غذائیت سے بھرپور غذا بہت سستی ہوتی ہے) خوراک بڑی تیز رفتاری کے ساتھ مہلک بیماریوں کا تحفہ بھی دنیا کو دے رہی ہے۔ یہ کچرا خوراک بچوں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس خوراک سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں کینسر، ہیپا ٹائٹس، ذہنی دباؤ، دفاعی نظام میں خلل، نظام ہضم میں کمزوری، جگر کی تکالیف، جلدی امراض، افسردگی کے دورے، ذیابیطس ٹائپ ٹو، موٹاپا، یاداشت میں کمی، ہارمونز کی تبدیلی، بانجھ پن، بے حد تھکاوٹ و سستی، دانتوں و ہڈیوں کی بیماریاں اور جوڑوں کا درد، نظام تنفس کے مسائل جیسے کہ دمہ، گردوں اور دل کے امراض سرفہرست ہیں۔ یہاں تک کہ نوجوانی میں اچانک موت بھی اسی فاسٹ فوڈ کا نتیجہ ہوسکتی ہے۔ مشہور محقق پروفیسر ٹم اسپیکٹر فاسٹ فوڈ کے متعلق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو دس روز تک برگر، چپس، ناگٹس اور کولا دیا نتیجہ یہ نکلا کہ دو کلوگرام وزن بڑھا اور اس کی آنتوں میں جو ۵ ہزار تین سو دوست بیکٹیریا تھے ان میں سے تین ہزار ایک سو مر گئے۔ یاد رہے انسانی بدن میں لاکھوں جرثومے صحت کو برقرار رکھنے میں جتے رہتے ہیں چند ایک ہی نقصان دہ ہوتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ کا استعمال بدن دوست جرثوموں کو ہلاک کر کے نقصان دہ جرثوموں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ مختلف ریسرچ سٹڈیز کے مطابق جن بچوں کو ابتداء ہی سے فاسٹ فوڈ کی چاٹ لگ جاتی ہے ان کی ذہنی و جسمانی نشوونما کی رفتار کم ہوجاتی ہے اور کم عمری میں موٹاپے، بلڈ پریشر اور ذیابیطس جیسے مہلک امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ تیار کرنے والی کمپنیاں صارفین کے حقوق کا تحفظ کرنے والی تنظیموں کی حق پرستانہ آواز کو دبا دیتی ہیں۔ جہاں ان با اثر کمپنیوں کے خلاف آوازیں بلند ہو رہی ہیں وہیں فاسٹ فوڈ انڈسٹری بھی بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے

۔صرف امریکہ میں اس صنعت پر ہونے والی سرمایہ کاری کا حجم ایک سو دس ارب سے زیادہ ہے۔غریب ممالک میں فاسٹ فوڈ کی تیاری میں عالمی معیار نہ ہونے کی وجہ سے بیماریوں نے بھی اپنے پنجے نہایت سختی سے گاڑ لئے ہیں۔سب سے زیادہ فاسٹ فوڈ کی تباہ کاریاں پاکستان میں دکھائی دیتی ہیں جس کی وجہ فاسٹ فوڈ کی تیاری میں مردہ جانوروں کے گوشت ،غیر معیاری مصالحہ جات اور ناقص اور غلیظ تیل سمیت دیگر ناقص اجزاء کا استعمال ہے۔

W.H.O کی گزشتہ برس شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہر برس دنیا بھر میں کینسر کے ایک کروڑ ۲۶ لاکھ ۶۷ ہزار پانچ سو کیسیز سامنے آرہے ہیں اوران میں سے چھیاسٹھ فیصد افراد میں سرطان کی بنیادی وجہ یہی فاسٹ فوڈ ہے۔یوں کچرا خوراک کے استعمال سے سالانہ تراسی ہزار ساٹھ ہزار سے زائد افراد مختلف اقسام کے کینسر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔اسی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فاسٹ فوڈ کی وجہ سے کینسر میں مبتلا ہونے والے پچاس فیصد افراد کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے ہے۔یاد رہے فاسٹ فوڈ میں برگر، چکن فرائز، پیزا، بروسٹ برگر، ڈونر اور رنگ برنگے ڈرنکس شامل ہیں۔امریکہ کے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ کی تحقیق کے مطابق فاسٹ فوڈ کا براہ راست تعلق انسولین کی کمی سے ہے اور فاسٹ فوڈ کے استعمال سے شوگر جیسے مہلک مرض کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ایوری ڈے ہیلتھ ڈاٹ کم کا کہنا ہے کہ فاسٹ فوڈ ذیابیطس ٹائپ ٹو کا سب سے بڑا سبب ہے۔حاملہ خواتین کے لئے بھی فاسٹ فوڈ نہایت مہلک ہے۔حاملہ خواتین کو اپنی صحت اور پیدا ہونے والے بچے کی صحت و عافیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فاسٹ فوڈ سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔فاسٹ فوڈ میں موجود چکنائیاں اور نمکیات جسم کے تمام نظام پر اثر انداز ہوتی ہیں۔جہاں فاسٹ فوڈ کے اجزاء میں سوڈیم اور کولیسٹرول کی مقدار ضرورت سے بہت زیادہ ہوتی ہے وہاں ان غذاؤں میں فائبرز، وٹامنز، کاربوہائیڈریٹس سمیت دیگر غذائی اجزاء کی مقدار نہایت کم ہوتی ہے۔

یقیناً کچرا خوراکیں انسانی صحت کے لئے نہایت تباہ کن ہیں اور انہیں روزانہ کی بنیاد پر استعمال کرنے والے افراد میں خطرناک امراض میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال، پاک وطیب خوراک کھانے کی توفیق دے اور فضول خرچی سے بچائے۔آمین۔

نمازجنّت کی کُنجی ہے

روز محشر کہ جان گداز بود

اوّلین پرسش نماز بود

ربِّ کائنات کی عبادت کرنا ہی انسان کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔

یقیناً نماز عبادت کا مغز ہےاوراللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُم وَالَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ ۔

''اے لوگو!تم عبادت کرواپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیااوران کوبھی جوتم سے پہلے تھے۔

تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔'' (سورۃ البقرہ آیت۲۲)

انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونِ۔ (سورۃ الذاریات آیت ۵۷)

اورمیں نے جن وانس کو پیدانہیں کیامگراس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

رسول اللہﷺ نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّینِ۔ یعنی''نماز دین کا ستون ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔نماز روح کی غذا،صحت کی محافظ،رزق کی ضامن اور بلاء ومصیبت کا دافع ہے۔نماز جیسی حسین عبادت کے ثمرات تبھی حاصل ہوسکتے جب نماز کی ادائیگی باقاعدگی سےاورمقررہ وقت پراور باجماعت ہو۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَت عَلَی المُؤمِنِینَ کِتٰبًا مَّوقُوتًا ۔ (سورۃ النساءآیت۱۰۴)

''یقیناً نماز مومنوں پرایک وقتِ مقررہ کی پابندی کےساتھ فرض ہے۔''

اللہ تعالیٰ نماز پردوام اختیارکرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے:

''یقیناً انسان بہت زیادہ حریص پیدا کیا گیا ہے۔جب اسے کوئی شر پہنچتا ہےتو سخت وایلا کرنے والا

ہوتا ہے۔اور جب اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو سخت بخیل ہوتا ہے۔اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ۔الَّذِیْنَ هُم عَلٰی صَلَاتِهِم دَآئِمُونَ۔ ہاں نماز پڑھنے والوں کا معاملہ الگ ہے۔وہ لوگ جو اپنی نماز پر دوام اختیار کرنے والے ہیں۔'' (سورۃ المعارج آیات ۲۰ تا ۲۴)

پھر اسی سورۃ میں مومنین کی چند خوبیاں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِینَ هُم عَلٰی صَلَاتِهِم یُحَافِظُونَ۔اُولٰٓئِكَ فِی جَنّٰتٍ مُّکرَمُونَ۔

''اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ رہتے ہیں۔یہ ہیں وہ جو جنتوں میں اکرام کا سلوک کیے جائیں گے۔'' (سورۃ المعارج آیات ۳۵،۳۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَد اَفلَحَ المُؤمِنُونَ۔الَّذِینَ هُم فِی صَلَاتِهِم خٰشِعُونَ۔ (سورۃ المومنون آیت ۲،۳)

''یقیناً مومن کامیاب ہوگئے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔''

پھر اسی سورۃ میں مومنین کے چند اوصاف بیان کرنے کے بعد آیات ۱۰ تا ۱۱ میں اللہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِینَ هُم عَلٰی صَلَوٰتِهِم یُحَافِظُونَ ۔اُولٰٓئِكَ هُمُ الوٰرِثُونَ ۔

''اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔یہی ہیں وہ جو وارث بننے والے ہیں۔''

نماز یادِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّنِی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعبُدنِی، وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکرِی۔

''یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لیے نماز کو قائم کر۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۵)

رسول اللہ ﷺ کا مقدس فرمان ہے کہ الصَّلٰوةُ مِعرَاجُ المُؤمِنِ ۔یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔نماز کا حقیقی سرور حاصل کرنے کا گُر بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَقِیمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَارکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِینَ ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۴۴)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔''

قبولیت دعا کا گر بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاستَعِينُوا بِالصَّرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلَّا عَلَى الخٰشِعِينَ ۔(سورۃ البقرہ آیت ۴۶)

''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔''

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الوُسطٰى ، وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ ۔

(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔''(صلوٰۃ وسطیٰ کا ایک معنی عمومی طور پر عصر کی نماز کیا گیا ہے، حالانکہ صلوٰۃ وسطیٰ ہر وہ نماز ہے جو عین مصروفیت کے دوران پڑھنی پڑے۔ جتنی مصروفیت زیادہ ہو اتنی اس نماز کی اہمیت ہو جاتی ہے)

قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے پاکیزگی ایک ضروری شرط ہے اس شرط کو بھی نماز مکمل طور پر پورا کرتی ہے نماز ہمیشہ صاف بدن، صاف ذہن، صاف لباس اور پاک صاف جگہ کا تقاضہ کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُتلُ مَا اُوحِىَ اِلَيكَ مِنَ الكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنهٰى عَنِ الفَحشَآءِ وَالمُنكَرِ وَلَذِكرُ اللّٰهِ اَكبَرُ وَاللّٰهُ يَعلَمُ مَا تَصنَعُونَ ۔

''تُو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورۃ العنکبوت آیت ۴۶)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ذکر کے لیے نماز باجماعت قائم کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مقدس فرمان ہے کہ ''باجماعت نماز کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے سے ۲۷ گنا زیادہ ہے۔''

(صحیح بخاری کتاب الاذان۔ حدیث ۶۴۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ ''نماز عبادت کا مغز ہے۔''

(ماخوذ از سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء حدیث 3371)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ ’’نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث 149)

رسول اللہ ﷺ نے نماز کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ:۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول مایحاسب... حدیث 413)

بچوں کو نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

’’سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث 495)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

’’کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار روزانہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقیناً کوئی میل نہیں رہے گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔‘‘

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ حدیث 528)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہد:۔

’’جس شخص نے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تا کہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اگر ایک قدم سے اس کا ایک گناہ معاف ہو گا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہو گا۔ یعنی ہر قدم ہی اسے ثواب دینے والا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب المشی الی الصلاۃ... حدیث 1406)

نسائی میں ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ:۔

''نماز جماعت سے صرف ایسا شخص ہی الگ رہتا تھا جسکا نفاق معروف ہوتا تھا مگر صحابہؓ کو نماز باجماعت کی ایسی پابندی تھی کہ بعض لوگ دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں آ کر شریک جماعت ہوتے تھے۔''

جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا جس سے آپ کی شہادت ہوئی اسی رات کی صبح کو لوگوں نے نماز فجر کے لیے جگایا تو خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا:۔

''ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔'' اس حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز فرض ادا کی۔ (موطا)

وہ لوگ جو بے دلی، سُستی و کاہلی سے اور دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ منافق قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

ترجمہ: ''یقیناً منافقین اللہ سے دھوکہ بازی کرتے ہیں جبکہ وہ انہی کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں سُستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا۔'' (سورۃ النساء آیت ۱۴۳)

سورۃ الماعون کی آیات ۵ تا ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''پس ان نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔'' (سورۃ الماعون آیات ۵ تا ۷)

نماز ایسی فرض عبادت ہے جو مرد اور عورت پر یکساں فرض ہے اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے جسے تندرستی یا بیماری میں بھی ادا کرنا فرض ہے۔ اگر کسی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے، اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اشاروں سے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ حالت جنگ میں بھی دشمن سے لڑتے ہوئے بھی نماز کی ادائیگی مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

فَاِن خِفتُم فَرِجَالًا اَو رُکبَانًا فَاِذَا اَمِنتُم فَاذکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُ مَّا لَم تَکُونُوا

تَعلَمُونَ ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۴۰)

پس اگر تمہیں کوئی خوف ہو تو چلتے پھرتے یا سواری کی حالت میں ہی (نماز پڑھ لو)۔ پھر جب تم امن میں آجاؤ تو پھر (اسی طریق پر) اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم (اس سے پہلے) نہیں جانتے تھے۔

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ خاتَم النبیین رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:۔

''بندے اور کفر کے درمیان فاصل نماز کا ترک ہی ہے۔'' (مسلم۔سنن النسائی)

''بندے سے حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پرسش ہوگی۔اگر نماز ہی بے کار رہی تو وہ خائب وخاسر ہوگا یعنی نہ تو اس کا روزہ قبول ہوگا نہ حج اور نہ زکوٰۃ۔'' (الترمذی کتاب الایمان)

''مجھے دنیا کی چیزوں میں عورتیں اور خوشبو بہت محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (سنن النسائی)

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:۔

''بلالؓ ہمیں نماز کے ذریعے سکون پہنچاؤ۔'' (ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

''تین آدمی کسی بستی یا جنگل میں ہوں، اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہذا تم جماعت سے نماز کو لازم پکڑو، اس لیے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد۔صفحہ ۵۴۷)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں، پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں چند آدمیوں کو لے کر جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھڑ ہوں، ان لوگوں کے پاس جاؤں، جو نماز کے لیے جماعت میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔'' (صحیح البخاری کتاب الاذان۔حدیث ۶۴۴)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

’’احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم از کم یہ کیفیت تو پیدا کرو کہ اللہ تم کو عبادت کرتے ہوئے ضرور دیکھ رہا ہے۔‘‘

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل)

لکھا ہے کہ آپؐ کو جب کبھی گھبراہٹ کا سامنا ہوتا تھا تو آپؐ فوراً نماز کی طرف رجوع کرتے تھے۔’’ آخری لمحات میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا:’’لوگو! نماز اور اپنے ماتحت لوگوں کا خیال رکھو۔‘‘

حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ’’ اس کے پاس ایمان ہی نہیں ،جس کے پاس نماز نہیں ۔‘‘ حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ کا قول ہے کہ جو شخص نماز میں اپنے دل کو حاضر نہ پائے اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ راہ ہدایت اس پر بند کر دیا گیا ہے۔‘‘ (کشف المحجوب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کُنجی ہے اور جب تُو نماز کے لیے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دُعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدینؓ فرماتے ہیں:۔

’’میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور یہ کئی قسم کی ہے۔۱۔وقت پر نہیں پہنچے۔۲۔جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے ۔۳۔سنن اور واجب کا خیال نہیں رکھتے۔کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔‘‘ (خطبات نور جلد دوم صفحہ ۹۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدینؓ فرماتے ہیں:۔

’’بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو باجماعت ادا

کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہیا ور وہ قابل علاج نہیں ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ہفتم۔صفحہ ۳۵۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

جس کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو پانچ وقت مسجد میں اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نماز ادا کی جائے۔اور خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جائے کیونکہ

وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالِانسَ اِلَّا لِیَعبُدُونِ۔

کی رو سے اللہ تعالیٰ نے اپنا عبد بننے کے لیے انسان کو پیدا کیا ہے پس جب خدا تعالیٰ نے انسان کو عبد بننے کے لیے پیدا کیا ہے اور انسان کو پیدا کرنے کا یہی بنیادی مقصد ہے تو انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا عبد بنے۔ (خطبہ جمعہ یکم ستمبر ۱۹۷۸ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

''صرف نماز پڑھنا کافی نہیں نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہیے خواہ وہ بچہ ہو جوان ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو جب کہ وہ نماز پڑھے تو سمجھ کر نماز پڑھے۔'' (خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''پس پہلے نماز کی عادت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرنا ضروری ہے۔ چاہے نمازوں کا فائدہ انسان کو ظاہری حالت میں نظر آتا ہو یا نہ لیکن نمازیں بہر حال پڑھنی ہیں کیونکہ یہ فرض ہیں اور یہ سمجھ کر عادت ڈالنی ضروری ہے کہ میں نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے۔اس کے پاس ہی جانا ہے۔ ہر ضرورت کے لئے اسی سے مانگنا ہے۔ یہ مستقل مزاجی اگر رہے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ نمازوں کے حق بھی ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔نمازوں میں لذت بھی آنی شروع ہو جائے گی۔''

(خطبہ جمعہ ۲۰ جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مُداہنَہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فُلاں فُلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غَضَب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّاتِ جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مُفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ مخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذّت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے مِلاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر نماز میں لذّت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہیے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذّت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذّت محسوس ہو جائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا، لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۱، ۵۹۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نہ صرف باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق دے بلکہ لذت و سرور بھی عطا فرمائے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نِثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

صحبت صالحین

صَادَقتَھُم قَومًا کَرَوثٍ ذِلَّۃً
فَجَعَلتَھُم کَسَبِیکَۃِ العِقیَانِ

ترجمہ: اے رسول مقبول ﷺ آپؐ نے ان لوگوں کو گوبر کی طرح حقیر پایا اور (اپنی قوت فیض اور صالح صحبت سے) اُن کو سونے کی چمکتی ہوئی ڈلیوں کی طرح بنا دیا۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:۔

''نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا، کستوری والا آپ کو مفت میں کستوری مہیا کرے گا یا آپ اس سے کستوری خرید لیں گے ورنہ کم از کم اس کی مہک ہی سونگھ لیں گے۔ اور بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑے جلا ڈالے گا یا پھر کم از کم اس کا بدبودار دھواں تو ضرور تمہارے حصہ میں ہوگا۔'' (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ ۔(سورۃ التوبہ: آیت ۱۱۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے **''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ''** ۔یعنی جو لوگ قولی فعلی عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں۔ ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا: **"یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ"** یعنی اے ایمان والو تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں۔ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر

جو شخص شراب خانے میں جاتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں۔ لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کیلئے ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا''۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' راستبازوں کی صحبت میں رہو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے''۔

(البدر۔ جلد نمبر ۲ نمبر 28۔ مورخہ 31 جولائی 1930۔ صفحہ 1)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی اس مجلس کو قیامت کے روز حسرت سے دیکھیں گے۔'' (مسند احمد باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''جب کچھ لوگ اکٹھے ہوں اور بغیر اللہ کا ذکر کئے الگ ہو جائیں تو ضرور اُن کا حال ایسا ہی ہے گویا وہ مُردہ گدھے کے پاس سے واپس آ رہے ہیں اور اُن کی مجلس اُن کے لئے افسوسناک بات بن جائے گی۔'' (مسند احمد باقی مسند المکثرین باقی مسند السابق)

عصر حاضر میں نام نہاد علماء منبر رسول ﷺ کو اپنی حسرتوں اور ناپاک خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ مذہبی منافرت اور فقہی متنازعہ امور پر پر جوش تقاریر کر کے مسلمانوں کے مابین الفت کی بجائے نفرت پیدا کرتے ہیں ایسی مجالس سے ایک مومن کو دور رہنا چاہیے۔

اب یہ سوال کہ ایک بندہ مومن کو کس قسم کے علماء کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اس کے متعلق بھی

رسول اللہ ﷺ کا مبارک ارشاد موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہم نشیں کیسے ہوں؟ کن لوگوں کی مجالس میں ہم بیٹھیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا:۔

’ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔‘‘ (ترغیب)

رسول خدا ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

’’ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو مگر اس عالم کے پاس جو تمہیں ریا سے روکے اور اخلاص کی طرف لے جائے۔‘‘ (بحار الانوار جلد ا صفحہ ۲۰۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

:’’انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے‘‘۔ یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔’’اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے‘‘۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب من یومران مجالس)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’دیکھو ایک زمانہ وہ تھا کہ آنحضرت ﷺ تن تنہا تھے مگر لوگ حقیقی تقویٰ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے حالانکہ اب اس وقت لاکھوں مولوی اور واعظ موجود ہیں لیکن چونکہ دیانت نہیں، وہ روحانیت نہیں، اس لئے وہ اثر اندازی بھی ان کے اندر نہیں ہے۔ انسان کے اندر جو زہریلا مواد ہوتا ہے وہ ظاہری قیل وقال سے دور نہیں ہوتا اس کے لئے صحبت صالحین اور ان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے فیضیافتہ ہونے کیلئے ان کے ہمرنگ ہونا اور جو عقائد صحیحہ خدا نے ان کو سمجھائے ہیں ان کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۴۶۔ البدر ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

یٰوَیلَتٰی لَیتَنِی لَم اَتَّخِذ فُلَانًا خَلِیلًا۔لَقَد اَضَلَّنِی عَنِ الذِّکرِ بَعدَ اِذ جَآئَنِی وَ کَانَ الشَّیطٰنُ لِلاِنسَانِ خَذُولًا‘‘۔ (سورۃ الفرقان آیات:30-29)

''اے وائے ہلاکت کاش میں فلاں شخص کو پیارا دوست نہ بناتا اس نے یقیناً مجھے اللہ کے ذکر سے منحرف کردیا بعد اس کے کہ وہ میرے پاس آیا اور شیطان تو انسان کو بے یارومددگار چھوڑ جانے والا ہے۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان تباہیوں کے اسباب اور بواعث کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے گندے جلیسوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے میں گرا کرتا ہے۔ وہ پہلے تو اپنے دوستوں کی مصاحبت پر فخر کرتا ہے مگر جب اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ''**لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا**'' کہ اے کاش! میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا اس نے تو مجھے گمراہ کردیا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے مومنوں کو خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے کہ ''**كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ**'' یعنی اے مومنو! تم ہمیشہ صادقوں کی معیت اختیار کیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گردوپیش کی اشیاء سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا مگر وہ اپنی دوستی اور ہم نشینی کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کرے گا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے اور جن کا مطمح نظر بلند ہو گا تو لازماً وہ بھی اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی یہ کوشش اس کے قدم کو اخلاقی بلندیوں کی طرف بڑھانے والی ثابت ہوگی۔ لیکن اگر وہ برے ساتھیوں کا انتخاب کرے گا تو وہ اسے کبھی راہ راست کی طرف نہیں لے جائیں گے۔ بلکہ اسے اخلاقی پستی میں دھکیلنے والے ثابت ہوں گے۔

ایک سکھ طالبعلم تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت تھی۔ تو اس نے آپؑ کو لکھا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر بڑا یقین تھا لیکن اب مجھے کچھ کچھ شکوک وشبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جواب دیا کہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دہریت کے خیالات رکھتا ہے جس کا تم پہ اثر پڑ رہا ہے، اس لئے اپنی جگہ بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور خود بخود اس کی اصلاح ہوگئی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ یعنی یہی حکمت ہے جس کے ماتحت رسول کریم ﷺ جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تا کہ کوئی بری تحریک آپؐ کے قلبِ مُطہّر پر اثر انداز نہ ہو''۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۸۱،۴۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

:''قرآن شریف میں آیا ہے۔ ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا'' (سورۃ الشّمس: آیت ۱۰) اس سے اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور ہونے چاہئیں۔ اور جو راہ پر چل رہا ہے اس سے راستہ پوچھنا چاہئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املاء درست نہیں ہوتا۔ ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۹۔ بدر ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاو؟۔ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان ''كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ'' کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ ''اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ''۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں

سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں ''**كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ**'' فرمایا ہے۔اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں''۔(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۵۔ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۰۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِی اَصحَابِی**۔گویا صحابہ خدا کا روپ ہوگئے یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد **کونوا مع الصادقین**۔ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس پر شاہد ہے یہ ایک سر ہے۔جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔صفحہ ۳۲۰)

حضرت شیخ سعدیؒ ایک حکایت میں بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک روز ایک حمام میں مجھے کچھ مٹی پیش کی گئی۔اس مٹی سے گلاب کے پھولوں کی سی خوشبو آ رہی تھی۔مَیں نے مٹی سے پوچھا تُو مُشک ہے یا عنبر تو مٹی نے جواب دیا میں پھولوں کی ہمسائیگی میں رہی ہوں۔''

ترجمہ: میرے ہم نشینوں نے مجھ پر اثر کر دیا وگرنہ مَیں تو وہی مٹی کی مٹی ہی ہوں۔ ایک مشہور مثل ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

یقینی طور پر صحبت صالحین اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے ،تقویٰ تزکیہ،اصلاح نفس،اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔

حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں:۔

''صالح افراد کی صحبت انسان کو اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔'' (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۰)

انگریزی میں بھی کہا جاتا ہے

A man is known by the company he keeps

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ:۔

’’جو شخص ہمارے پاس آتا ہے ایک خصلت کو ان چار خصلتوں سے ضرور حاصل کرتا ہے۔۱۔سننا آیت محکمہ کا جو واضح الدلالت ہو۲۔قضیہ عادلہ (یعنی آیت قرآن کی تفسیر) برادری کرنا مومنوں سے۴۔مجالست عالموں کے پاس۔‘‘ (بحوالہ بحارالانوار جلد اصفحہ ۳۷ باب ۳)

حضرت امام حسینؓ مزید فرماتے ہیں:۔

’’برے لوگوں کے ساتھ نہ پھرا کرو کیونکہ وہ تمہارا تعارف بن جاتے ہیں۔‘‘

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

’’ہر جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتی ہے، کبوتر کبوتروں کے ساتھ اور باز بازوں کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہے۔(اسی طرح نیک نیک کی اور برا برے کی صحبت میں خوش ہوتا ہے‘‘۔

حضرت حاطم اصمؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر نصیحت کا طالب ہوا۔آپؒ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’خداوند قدوس کی یاد، کراما کاتبین کی ہمراہی، دنیا کا فانی ہونا، قرآن کریم کی تلاوت، عبادت اور موت اگر تجھے پسند نہیں تو دوزخ تیرے واسطے کافی ہے۔‘‘ (تذکرۃ الاولیاء الجزالاول صفحہ ۲۲۴)

بیان کردہ مقدس آیات، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور اقوال حضرت امام حسینؓ و دیگر بزرگان سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے جو اہل اللہ ہوں، جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جو دین سکھائیں ایسا دین جو روحانی ترقی کا باعث بنے اور ایسا عالم ہو جو ریاکاری سے اللہ کے فضل سے روکنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور انتہائی مخلص ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام **کونوا مع الصادقین** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ملعون لوگ (یعنی جو خدا سے دور ہیں) جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ کیا زندگی ہے۔ بادشاہ اور سلاطین کی کیا زندگیاں ہیں۔ مثل بہائم کے ہیں جب انسان مومن ہوتا ہے تو خود ان سے نفرت کرتا ہے۔۔۔ ایمان لانے اور خدا کی عظمت کے دل میں ہونے کی اول نشانی یہی ہے کہ انسان ان تمام کو مثل کیڑوں کے خیال کرے ان کو دیکھ کر دل میں نہ ترسے کہ یہ فاخرہ لباس پہن کر گھوڑوں پر سوار ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کی قسمت بد اور کتوں کی سی زندگی ہے کہ مردار دنیا پر دانت مار رہے ہیں۔ انسان کو اگر دیکھنے کی آرزو ہو تو ان کو دیکھیں جو منقطعین ہیں اور خدا کی طرف آ گئے ہیں اور خدا ان کو زندہ کرتا ہے۔ ان کی زیارت سے مصائب دور ہوتے ہیں جو شخص رحمت والے کے پاس آوے گا تو وہ رحمت کے قریب تر ہوگا۔ اور جو ایک لعنتی کے پاس جاوے گا وہ لعنت کے قریب تر ہوگا۔ دنیا میں یہی بات غور کے قابل ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ''**کونوا مع الصادقین**'' یعنی اے بندو! تمہارا بچاؤ اسی میں ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ ۳۱۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بُرے عالموں اور برے لوگوں کی صحبت سے متنفر کر دے اور ان بزرگوں کی صحبت نصیب کرے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آئے۔ آمین۔ ☆☆☆

اولاد کے مابین عدل

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد سواری پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنے مال میں سے نعمان کو یہ یہ عطیہ (بعض حدیثوں میں غلام اور بعض احادیث میں گھوڑا بیان ہوا ہے) دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح کا تحفہ دیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''نہیں۔'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس پر میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لو۔'' پھر فرمایا: ''کیا یہ بات تمہیں خوش کرتی ہے کہ وہ سب بچے تم سے نیکی کرنے میں برابر ہوں'' انہوں نے کہا کہ: ''کیوں نہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا نہ کرو''۔۔۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں پھر میرے والد واپس آئے اور مجھ سے وہ عطیہ واپس لے لیا۔ (مسلم جلد ۸ کتاب الھبات حدیث نمبر ۳۰۴۵)

حرص ولالچ

دُنیا کی حرص و آز میں یہ دل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:۔

وَلَا تَتَمَنَّوا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعضَكُم عَلٰى بَعضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكتَسَبُوا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكتَسَبنَ وَسئَلُوا اللّٰهَ مِن فَضلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِيمًا۔

''اور اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اس کی حرص نہ کیا کرو۔ مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔'' (سورۃ النساء آیت ۳۳)

عصر حاضر میں اخلاقی گراوٹ نے نا صرف مسلم معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے بلکہ یہ مرض تمام دنیا میں اپنے پنجے گاڑھے ہوئے ہے۔ اس مرض کی بنیادی وجہ مذہب کے خوبصورت محاسن کو نظر انداز کرنا ہے۔ قناعت ایک ایسا خوبصورت اور سکون دینے والا وصف ہے جو ہر مذہب میں نہایت اعلیٰ درجہ کا مقام رکھتا ہے۔ انسانوں کو تکبر، حرص ولالچ اور حسد نے تباہ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

''تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام

کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔'' (مسلم کتاب البر والصلۃ)

جب ہم مسلمان معاشرے اور دُنیا کے دُکھوں اور مصیبتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس کی وجوہات میں حکمرانوں، مولویوں اور عوام کی بھاری اکثریت کا قانع نہ ہونا ہے۔حالانکہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان مقدسہ ہے کہ:

''قناعت ایک ایسی دولت ہے جو کبھی تمام نہیں ہوتی۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

''سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو قناعت والا ہو اور سب سے برا مسلمان وہ ہے جو لالچی ہو۔''

قناعت کا مطلب ہے مالک جو چاہے دے، جو چاہے نہ دے اس پر قناعت کرو۔اگر کسی شخص میں قناعت پیدا ہو جائے تو پھر دوسروں کی چیز دیکھ کر لالچ پیدا نہیں ہوتا۔یقیناً یہ سچ ہے کہ امیر کے مال پر لالچ اور حرص سے دیکھنا دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔امیر کو بھی چاہیے کہ وہ غریبوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔

حریص انسان کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد مبارک کو مشعل راہ سمجھنا چاہیے:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو (جو لوگ قناعت نہیں کرتے اور حرص میں رہتے ہیں ان کے بارے میں یہ ہے)۔ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے۔اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔ (سنن الترمذی ابواب الزھد باب ماجاء لوکان لابن آدم وادیان...)

تشریح میں حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''قناعت نہ کرنے والوں کا یہ نقشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے۔حریص آدمی تو یہی کوشش کرتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کے پاس آجائے اور تب بھی اس کی حرص پوری نہیں ہوتی۔اور جب تک وہ زندہ رہتا

ہے یہی حرص اسے اس دنیا میں بھی جہنم میں مبتلا کئے رکھتی ہے۔ کیونکہ اتنی زیادہ حرص بہرحال تکلیف میں مبتلا رکھتی ہے۔تو مومن کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے اور اگر کبھی ایسی سوچ بن جاتی ہے تو اپنے آپ کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کرتے ہوئے جھکنا چاہئے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے جھکے،توبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اب بعض لوگ اچھے بھلے اپنے کاروبار ہونے کے باوجود دوسروں کے پیسوں پر نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔اور کئی کم تجربہ کار اپنی بے عقلی سے زیادہ پیسہ کمانے کے لالچ میں ایسے لوگوں کی باتوں میں آجاتے ہیں اور پھر اپنے پیسوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور پھر نظام جماعت کو لکھتے ہیں یا مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں احمدی کو ہم نے اس طرح اتنی رقم دی تھی وہ سب کچھ کھا گیا اور اب ہم خالی ہاتھ ہو گئے ہیں تو ہماری مدد کی جائے اور رقم ہمیں واپس دلوائی جائے۔تو ایسے لوگوں کو یہ پہلے سوچنا چاہئے کہ واقعی یہ کاروبار اس طرح ہو بھی سکتا تھا کہ نہیں یا صرف کسی نے باتوں میں لگا کے، چکنی چوپڑی سنا کے، بتا کے تمہارے سے پیسے اور رقم بٹور لی۔ اگر قناعت کرتے رہتے اور کم منافع پر بھی کماتے رہتے تو کم از کم ایسے حالات تو نہ پیدا ہوتے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا سرمایہ کئی گنا زیادہ ہو چکا ہوتا۔اس کے بعد جو رقم ضائع ہوگئی منافع تو کیا ملنا تھا رقم بھی گئی، اصل سرمایہ بھی گیا۔'' (خطبہ جمعہ ۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء)

کسی کے مال پر حریصانہ نگاہ ڈالنا ایک ایسی برائی ہے جس کے دامن میں ایسے شیطانی شگوفے اپنا رنگ دکھاتے ہیں جو انسان کے امن وسکون کو غارت کر دیتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ العنکبوت آیت ۶۵)

''اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشا کے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

:''کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں''۔(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

''قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے''۔ (رسالہ قشیریہ باب القناعۃ صفحہ۱۲)

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

''دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔''

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے راہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق ووفا۔اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدّعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔''

(پیغامِ صلح۔روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ ۴۳۹)

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:۔

''حریص صرف مال کے ہی نہیں ہوتے بلکہ دوسروں کی ہر چیز مال و دولت،علم و ہنر،وسائل کی فراوانی اور عہدہ وترقی وغیرہ وغیرہ پر نظر رکھنے والے بھی حریص ہی ہوتے ہیں۔حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ''حرص کی وجہ سے سب نے موسیٰؑ سے کہا،سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز چاہیے۔ان کی اس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے،آسمان سے من وسلویٰ بند ہو گیا۔''(۳۸۰ دفتر اول ترجمہ مولانا قاضی سجاد حسین شائع کردہ حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور مثنوی مولوی معنوی)

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شُد
تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شُد

یعنی حرص کا پیالہ کبھی نہیں بھرتا۔اگر صدف میں قناعت نہ ہوتو اس کے پیٹ میں موتی نہیں بن سکتا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ پیالہ کا ظرف محدود ہوتا ہے۔اگر اس میں سمندر کو بھی انڈیل دیا جائے تو پیالے میں بقدر ظرف ہی بھرے گا باقی پانی چھلک چھلک کر ادھر ادھر گرے گا۔یقیناً حرص ایک بیماری ہے۔دولت کی حرص حریص کی موت تک برابر ترقی کرتی رہتی ہے۔اگر قناعت سے اس کا علاج نہ کیا جائے تو یہ بیماری بڑھتی جاتی ہے۔معدہ کا ظرف بھی محدود ہوتا ہے۔بعض لوگ بے انتہا کھاتے پیتے ہیں،ان کا پیٹ بھر جاتا ہے لیکن نیت نہیں بھرتی۔انکی حالت کی عکاسی یہ شعر کرتا ہے۔

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:۔

''حرص امراضِ روحانیہ میں ایک سخت مرض ہے۔اس کا اندرونی سبب حسد ہے۔جب دل میں دُنیا کی محبت اور حرص پیدا ہوتی ہے،پھر دوسروں کے واسطے اسباب دنیا کو موجود اور مہیا دیکھتا ہے،تب حسد کرتا ہے اور حسد کی آگ اس کے دل میں شعلہ زن ہوتی ہے پھر یہ آگ بباعث جہالت اور چشم بصیرت کی نابینائی کی ساعت بساعت قوی ہوتی جاتی ہے۔حرص کا علاج بھی یہی ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی ہو جائے اور کل کا کام تقدیر کے حوالے کردے اور جان لے کہ حرص رزق کو زیادہ نہیں کرسکتی اور نہ کسی کے برا چاہنے سے کسی کا رزق کم ہوسکتا ہے۔اس آیت شریفہ کا ورد کرنا چاہیے۔ترجمہ: خداوند تعالیٰ لوگوں پر جو رحمت کشادہ کرتا ہے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو وہ روک دیتا ہے اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔''

(صفحہ ۸۶ مجربات امام غزالی ترجمہ مولانا سید حافظ یاسین علی حسنی نظامی۔الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور۔غزنی سٹریٹ اردو بازار)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام ملکوں کو ایک دوسرے کے ہر قسم کے وسائل اور مال و دولت پر حریصانہ نظر رکھنے سے بچائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل پیغام پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔آمین۔

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی!
اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی

’’چھوڑ وغرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے‘‘

عصر حاضر میں انسان کہلانے والی مخلوق کا بے شمار آسانیاں حاصل کرنے کے باوجود ان گنت دکھوں کا شکار ہو کر بے بسی کی موت مرنا دراصل تکبر ہی کا مرہون منت ہے۔طاقتور ممالک کو جدید ٹیکنالوجی نے اس قدر تکبر وغرور میں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ غریب ممالک کے باشندوں کی رگوں میں بہنے والے خون کو بھی اپنے خون سے کمتر سمجھتے ہیں۔اور غریب ممالک کے باشندے اپنی جہالت پر نازاں ہیں،اپنی جاہلانہ رسوم کے بل بوتے پر دیگر تعلیم یافتہ قوموں کو بدنصیب اور بے ایمان قرار دے کر اپنی گردنوں میں تکبر اور خود پسندی کا راڈ ڈال کر اکڑاتے ہیں۔جہاں تک اُن مسلمانوں کا تعلق ہے جن کا ماننا ہے کہ سب سے کامل دین ہمارا ہے،کامل ترین شریعت ہماری ہے اور تمام انبیاء علیہ السلام سے برتر و اعلیٰ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں،ان کی حالت زار دیکھ کر کسی بھی باشعور انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔مسلمانوں کی پس ماندگی اور جہالت کا باعث بھی جاہلانہ تکبر اور خود پسندی ہی ہے۔مسلمان ممالک میں ایسی کوئی برائی نہیں ہے جو نہ پائی جاتی ہو۔مثال کے طور پر قرآن مجید میں سات سو بار کائنات پر غور و فکر کی تلقین کی گئی ہے مگر مجال ہے کہ ان کے کان پر جوں بھی رینگی ہو،تکبر اس بات پر ہے کہ جو دریافت بھی کافر کرتے ہیں وہ قرآن کی تصدیق کرتی ہے۔تکبر کی انتہا ہے کہ صرف مسلمان ہی جنت میں جائیں گے،جتنی چاہے برائیاں کر لیں آخر کار جنت ہی میں جائیں گے،کافر انسانیت کے فائدہ کے لیے کچھ بھی کر لیں بہر حال جہنم میں ہی جائیں گے،اور جہنم ہی میں رہیں گے۔یہ تکبر کا انداز صرف غیر مسلموں تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان فرقے ایک دوسرے کو بدمذہب، زندیق، مرتد، کافر اور جہنمی قرار ہی نہیں دیتے بلکہ گالیاں دینے اور مار پیٹ سے بھی گریز نہیں کرتے۔حکمرانوں کو اس بات پر تکبر ہوتا ہے کہ وہ طاقتور ممالک کے منظور نظر ہیں،ان آقاؤں کی خدمت کے لیے ایک اشارے کے منتظر رہتے ہیں،اپنے اسلامی برادر کہلانے والوں کے لہو سے دریا بہانے کے لیے بھی تیار رہتے ہیں۔اچھائیوں پر تکبر کرنے والے کم از کم پاکستان میں بہت کم ہیں، برائیوں پر تکبر عام بات ہے۔رشوت لینا اور دینا بھی آرٹ سمجھا جاتا ہے اور اس پر فخر بھی کیا جاتا ہے۔ڈاکٹر قدیر کو اس بات پر فخر وغرور ہے کہ اس نے ٹیکنالوجی کو شاندار طریقے سے چوری کر کے

قوم کو ایٹم بم کا تحفہ دیا۔ ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، دھوکا دینا، حرام جانور مسلمانوں کو کھلانا، حق مارنا، ظلم کرنا، میاں بیوی کو لڑانا وغیرہ وغیرہ پر تکبر کرنا دراصل ابلیسیت کا خاصہ ہے۔

علم و ہنر سیکھنا اور دیگر نیک عمل کرنا اور اس پر خوش ہونا عمدہ بات ہے مگر جب اس علم و ہنر اور نیک اعمال کے باعث دیگر انسانوں کو خود سے کمتر سمجھا جائے تو اسے گناہوں کی جڑ یعنی تکبر سمجھا جائے گا۔ تکبر جس نے انسانیت کو شدید درد و کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اس کے بارے اسلامی تعلیمات بڑی واضح ہیں اور بڑی شدت سے تکبر سے بچانے والی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے تین امور کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے:۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

''تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد ہی نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔'' (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ)

ابلیس کے تکبر کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلآئِكَةِ اسْجُدُواْ لآدَمَ فَسَجَدُواْ إِلاَّ إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ. قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلاَّ تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَاْ خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ.قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ. (سورۃ الاعراف آیات ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ:''اور یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں صورتوں میں ڈھالا پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ بنا۔ اس سے کہا تجھے کس چیز نے روکا کہ تُو سجدہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں۔ تُو نے

مجھے تو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گیلی مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے کہا پس تو اس سے نکل جا۔ تجھے توفیق نہ ہو گی کہ تُو اس میں تکبر کرے۔ پس نکل جا تُو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہیے۔ نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہوسکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے موادِ ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ '' أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔ ''اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا۔'' (ملفوظات)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۔(سورۃ القصص آیت ۸۴)

''یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں نہ (اپنی) بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد۔ اور انجام تو متقیوں ہی کا ہے۔''

اس میں بتایا ہے کہ اخروی زندگی کے انعامات ہم نے انہی لوگوں کے لیے مخصوص کیے ہوئے ہیں جو نہیں چاہتے کہ لوگوں کو ذلیل کر کے آپ بڑے بن جائیں اور نہ فساد اور فتنہ انگیزی کی روح اپنے اندر رکھتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) موجودہ دور میں بعینہٖ یہی صورت حال ہے، فتنہ و فساد کی بھی سب سے بڑی وجہ تکبر ہی ہے اور دوسروں کو ذلیل کر کے بڑے بننے کی خواہش بھی دراصل تکبر کی چاہت پیدا کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

متکبرانہ چال چلنے والوں کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولًا۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا۔ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهاً۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیات ۳۷ تا ۳۹)

''اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں۔ یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ تُو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ تمام ایسی باتیں ہیں جن کی بُرائی تیرے ربّ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان کی آیت ۶۴ میں عباد الرحمان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوا سَلَاماً۔

'' اور رحمان کے سچے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں نرمی سے وقار سے چلتے ہیں تکبر نہیں کرتے اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ لڑتے نہیں بلکہ کہتے ہیں ہم تو ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔''

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں کی تھیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۔

(سورۃ لقمان آیات ۱۹،۲۰)

''اور (نخوت سے) انسانوں کے لیے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ یقناً سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔''

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو جہنم کی نوید سناتے ہوئے سورۃ الزّمر آیت ۷۳ فرماتا ہے:

قِيْلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۔

''کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں لمبے عرصہ تک رہنے والے ہو۔ پس تکبر کرنے والوں کا کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔'' (سورۃ الزّمر آیت ۷۳)

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاء لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعاً فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيْباً مِّنَ النَّارِ ۔قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيْهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۔وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِّنَ الْعَذَابِ ۔

''اور جب وہ آگ میں پڑے جھگڑ رہے ہوں گے تو کمزور لوگ تکبر کرنے والوں سے کہیں گے ہم یقیناً تمہارے پیروکار تھے پس کیا تم آگ کا کوئی حصہ ہم سے ٹال سکتے ہو؟ جن لوگوں نے تکبر کیا وہ کہیں گے یقیناً ہم سب کے سب اس میں ہیں۔ یقیناً اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔ اور وہ لوگ جو آگ میں ہوں گے جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے ربّ سے دعا کرو کہ ہم سے کسی دن تو کچھ عذاب ہلکا کر دے۔'' (سورۃ المؤمن آیات ۴۸ تا ۵۰)

حقیقت یہ ہے کہ شرک کی تمام راہیں تکبر کے چوراہے سے پھوٹتی ہیں۔ متکبر انسان اللہ تعالیٰ کے نشانات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ متکبر انسان ناکام و نامراد رہتا ہے، وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بُو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔ صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رزیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار

سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔اس لیے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیے۔“

(نیاایڈیشن۔ملفوظات جلد۳)

خُدااپنے فضل اور رحم سے ہمیں تکبر جیسی شیطانی بُرائی سے بچائے۔آمین

شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کِرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربِّ غفور کو
بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک ، مرضی مولا اسی میں ہے

ایک فرضی حکایت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ ایک فرضی حکایت ہے مگر ہے بہت سبق آموز۔کہتے ہیں کہ ایک لڑکے کو اپنی بیوی سے جاہلانہ حد تک عشق تھا اور ایسا جاہلانہ کہ اس کو خوش کرنے کے لیے ہر بیہودہ حرکت کرنے پر بھی تیار تھا۔وہ اپنی ساس سے بہت جلتی تھی۔اور اپنی ساس کو جب اپنے بچے سے پیار کرتے ہوئے دیکھتی تھی تو اس سے اس کے دل میں حسد بھڑک اٹھتا تھا۔تو ایک روز اس کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر تم مجھے خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنی ماں کا سَر طشتری میں سجا کر لاؤ ورنہ میرا خیال چھوڑ دو۔اس بیوقوف بیٹے نے یہ کام کیا کہ طشتری میں اپنی ماں کا سر سجایا جبکہ وہ اپنی بیوی کی طرف آرہا تھا تو رستے میں ٹھوکر لگی اور اس کہاوت میں یہ ہے کہ اس کا سَر زمین پر گر پڑا تو اس سَر سے آواز آئی میرے بچے! تجھے چوٹ تو نہیں لگی۔پس ماؤں کے دل ایسے ہوا کرتے ہیں۔اگرچہ یہ کہاوت فرضی ہے مگر ان کے دل ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔پس ماؤں سے جو غیر معمولی حسن سلوک کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ایسا ہی ہونا چاہیے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ساری جماعت میں ماؤں کی عزت کی جائے گی۔ (الفضل ۲مئی ۲۰۰۰ء)

تربیتِ اولاد کے دس سنہری گُر

مسلمانوں کی بربادحالی،غربت اور جہالت نے آئندہ آنے والی نسلوں کا مستقبل تاریک کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔نپولین نے کہا تھا کہ تم مجھے اچھی مائیں دومیں تمہیں بہترین قوم دوں گا۔آج اگر امت مسلمہ کی حالت زار کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر دکھائی دے گا کہ اچھی ماؤں کی کمی ہی اس بری حالت کا باعث بنی ہے۔اگر اچھی ماؤں کی بہتات ہوتی تو بد اخلاقی،جھوٹ ، چوری، ملاوٹ، جہالت، تعصب،عدم برداشت،فرقہ واریت، مذہبی جنونیت،عورتوں اور بچوں پر جسمانی اور جنسی تشدداور دوسری بہت سی گندی برائیاں اسلامی معاشروں کو پراگندہ نہ کرتیں۔

ماؤں کا فرض صرف یہی نہیں ہے کہ بچوں کو پیدا کریں،ان کی خوراک اورلباس کا خیال رکھیں اور سردی گرمی سے بچائیں۔یہ سب کام تو جانور بھی کرتے ہیں،اچھی ماؤں کا فرض ہے کہ ان سب کاموں کے ساتھ وہ اعلیٰ کام بھی کریں جو انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتے ہیں، میری مراد اس اعلیٰ کام سے بچوں کی بہترین تربیت ہے، جو انہیں معاشرہ یا قوم کا بہترین فرد بنائے۔

گزشتہ دنوں ایک کتاب ''اچھی مائیں'' پڑھنے کا اتفاق ہوا۔اس کتاب میں تربیت اولاد کے دس گر بیان ہوئے ہیں،ان کا مطالعہ اور پھران پرعمل اجڑے گلستان پر بہار لانے کا باعث بن سکتا ہے۔تحدیث نعمت کے طور پر قارئین کی خدمت میں تربیت اولاد کے لیے دس سنہری گر پیش ہیں۔

۱۔ مسلمان مرد دیندار اور با اخلاق بیویوں کے ساتھ شادیاں کریں۔تا کہ نا صرف ان کا گھران کی اپنی زندگی میں جنت نمونہ بنے بلکہ اولاد کے لئے بھی نیک تربیت اور نیک نمونہ میسر آنے سے دائمی برکت کا دَور قائم ہوجائے گا۔

۲۔ ہرعورت خود بھی دیندار بنے اور دین کا علم سیکھے۔اور پھر دین کے احکام کے مطابق اپنا عمل بنائے تا کہ وہ گھر کی چار دیواری میں دین کا چرچا رکھنے، دین کی تعلیم دینے اور دین کے مطابق عملی نمونہ پیش کرنے کے ذریعہ اپنے بچوں کی زندگیوں کو بچپن سے ہی دینداری اور نیکی کے رستہ پر ڈال سکے۔

اچھی اولاد کے لئے اچھی ماں کا وجود ایک بالکل بنیادی چیز ہے اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ کاش دُنیا اس حقیقت کو سمجھے۔

۳۔ بچوں کی تربیت کا آغاز ان کی ولادت کے ساتھ ہی ہو جانا چاہیے اور خواہ وہ بظاہر ماں باپ کی بات سمجھیں یا نہ سمجھیں بلکہ خود وہ بظاہر اپنی آنکھیں اور کان استعمال کر سکیں یا نہ کر سکیں ماں باپ کو یہی سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمارے ہر فعل کو دیکھ رہے اور ہمارے ہر قول کو سُن رہے ہیں۔ اسلام نے بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دلا کر اسی نفسیاتی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۴۔ ماؤں کا فرض ہے کہ بچپن میں ہی اپنے بچوں کے دلوں میں ایمان بالغیب کا تصور راسخ کر دیں اور ان کی طبیعت میں یہ بات پختہ طور پر جما دیں کہ اس دُنیائے شہود میں رُوحانی اور مادی نظام کی حقیقی تاریں ایک پردہ ٔغیب کے پیچھے سے کھینچی جا رہی ہیں جس کا مرکزی نقطہ خدا ہے اور باقی ارکان فرشتے اور کتابیں اور رسول اور یوم آخر اور تقدیر خیر و شر ہیں۔ جس شخص نے اس نکتہ کو پا لیا اس کے لئے فلسفہ ٔحیات و موت ایک کھلا ہوا منشور بن کر سامنے آ جاتا ہے۔

۵۔ ماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی نماز کا پابند بنائیں۔ کیونکہ عمل کی زندگی میں نماز خالق اور مخلوق کے درمیان کی وہ کڑی ہے جس سے دل کا چراغ روشن رہتا ہے اور انسان گویا رُوحانیت کے مخفی تاروں کے ذریعہ خدا کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے جس ماں نے اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنا دیا اور اُن کے دل میں نماز کا شوق پیدا کر دیا اُس نے اِس کے دین کو ایک ایسے کڑے کے ساتھ باندھ دیا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا ۔ایسے بچے خدا کی گود میں ہوتے ہیں اور اُن کی مائیں خدا کے دائمی سایہ کے نیچے عمل کے میدان میں یہ بچوں کا سبق نمبرا ہے اور نتائج کے لحاظ سے پوری کتابِ درس۔

۶۔ ماؤں کا فرض ہے کہ اپنے بچوں میں بچپن سے ہی انفاق سبیل اللہ اور دین کے لئے خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور اُن میں یہ احساس پیدا کرائیں کہ ہر چیز جو انہیں خدا کی طرف سے ملی ہے خواہ وہ مال ہے یا دل و دماغ کی طاقتیں ہیں یا علم ہے یا اوقاتِ زندگی ہیں ان سب میں سے خدا اور۔۔۔(اسلام) کا حصہ نکالیں اور خصوصاً انہیں بچپن میں ہی اپنے ہاتھ سے چندہ دینے اور غریبوں کی مدد کرنے اور۔۔۔

(اسلامی) کاموں میں اپنے وقت کا حصہ خرچ کرنے کا عادی بنائیں۔ یہ حکم نماز کے بعد اسلام کا دوسرا استون ہے اوراس کے بغیر کوئی شخص حکومت الٰہی کی لڑی میں پرویا نہیں جا سکتا۔

۷۔ ماؤں کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو ہمیشہ شرک خفی کے گڑھے میں گرنے سے ہوشیار رکھیں۔ دُنیا کی ظاہری تدبیروں کو اختیار کرنے کے باوجود ان کا دل ہر وقت اس زندہ ایمان سے معمور رہنا چاہیے کہ ساری تدبیروں کے پیچھے خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور

''وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے''

۸۔ بچوں کو ماں باپ اور دوسرے بزرگوں کا ادب سکھایا جائے۔ خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار اور ہمسایہ ہوں یا اجنبی۔ ادب دینی طریقت کی جان ہے۔ اور پھر بچوں کے اندر خصوصیت سے والدین کی اطاعت اور خدمت اور احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اس کی طرف سے غفلت برتنے کو ہمارے آقا ﷺ نے اسلام میں گناہ نمبر۲ شمار کیا ہے۔

۹۔ ہر۔۔۔ماں کا فرض ہے کہ وہ بچوں میں سچ بولنے کی عادت پیدا کرے۔ صداقت تمام نیکیوں کا منبع اور جھوٹ تمام بدیوں کا مولد ہے سچ بولنے والا بچہ خدا کا پیارا اور قوم کی زینت اور خاندان کا فخر ہوتا ہے اور قول زُور سے بڑھ کر اخلاق میں پستی پیدا کرنے والی اور بدی کے ناپاک انڈوں کو سینے والی کوئی چیز نہیں۔

۱۰۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کے لئے خدا کے حضور دُعا کرتے رہیں کہ وہ انہیں نیکی کے رستہ پر قائم رکھے اور دین و دُنیا کی ترقی عطا کرے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(بحوالہ۔ اچھی مائیں۔ صفحات ۲۵ تا ۲۸)

معزز قارئین! نویں سنہری گر میں جھوٹ کو تمام بدیوں کا مولد قرار دیا گیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جھوٹ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ بے ہودہ مذاق سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ مذاق میں بولا گیا جھوٹ بھی گناہ ہے۔ وعدوں کو پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہے۔ اس لیے جو بھی وعدہ کریں اسے پورا کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ. (سورۃ المائدہ آیت ۲)

ترجمہ: ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! عہدوں کو پورا کرو۔''

بچوں کے معاملہ میں بعض اوقات مائیں بچوں کو وقتی طور پر بہلانے کے لیے جھوٹا وعدہ کر کے انہیں مطمئن کر دیتی ہیں۔مگر جب حسب وعدہ ان کی خواہش یا مطالبہ پورا نہیں ہوتا تو ان کے دل پر ان دیکھی چوٹ لگتی ہے جس کا برا اثر ان کی شخصیت کو متاثر کرتا ہے۔

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''وعدہ پورا کرنا ایمان کا حصہ ہے، وعدہ ایک مقدس عہد ہے جس کو اس وقت تک نہیں کرنا چاہیے جب تک انسان اس کے پورا کرنے کے بارے میں پورا یقین نہ رکھتا ہو۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔**وھو یتولی الصالحین**۔یعنی اللہ تعالےٰ آپ صالحین کو متولی اور متکفل ہوتا ہے۔اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لیے چھوڑ جاؤ۔وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی۔اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لیے لازمی ہیں۔جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالےٰ کی رائے اور منشا سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لیے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔اس صورت میں خود اللہ تعالےٰ اس کا تکفل کرے گا۔اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنّم میں۔اس کی پرواہ تک نہ کرے۔'' (ملفوظات جلد ۸۔صفحہ ۱۰۵،۱۰۹)

ایڈمینڈ شافٹ بری نے کیا خوب کہا ہے:۔

''ٹوٹا ہوا وعدہ روح پر بدنما دھبہ ہوتا ہے''

بڑے نیک سمجھے جانے والے عمر رسیدہ لوگوں سے بچے اور نوجوان اس وجہ سے متنفر ہوتے ہیں کہ انہوں نے ان سے وعدہ خلافی کی ہوتی ہے۔وعدہ خلافی اچھی شہرت کو داغدار کر دیتی ہے اور وعدہ ایفا کرنے والے معززین ہوتے ہیں۔یاد رکھیں بعض وعدے ایسے بھی ہوتے ہیں جو قانون توڑنے والے اور گناہ گار بنانے والے ہوتے ہیں۔ایسے بے ہودہ وعدے توڑ دینا چاہیے۔معزز لوگ ایسے برے وعدوں سے بچے رہتے

ہیں۔اور اگر وعدہ کرنے والا فریق عہد شکنی کرے تو پھر اپنے وعدہ پر قائم رہنا ضروری نہیں۔اللہ ہم سب کو سیدھے رستہ پر چلنے کی توفیق دے۔آمین

☆☆☆

والدین سے حُسنِ سلوک

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

’’جس شخص کی خواہش ہو کہ اُس کی عمر لمبی ہو اور اُس کا رزق بڑھا دیا جائے تو اُس کو چاہیے کہ اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ بیروت)

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’تو یہاں عمر بڑھانے کا اور رزق میں برکت کا ایک اصول بتا دیا گیا ہے کہ اگر کشائش چاہتے ہو، اپنے بچوں کی دور دور کی خوشیاں دیکھنا چاہتے ہو تو والدین سے حُسنِ سلوک کرو۔ان کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو۔یاد رکھو کہ بچپن میں تمہیں انہوں نے بڑی تکلیف سے پالا ہے۔اگر تمہاری طرف توجہ نہ دیتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہاری تو یتیمی کی حالت تھی، کچھ کر نہیں سکتے تھے۔کیونکہ تمہیں کسی نے پوچھنا بھی نہیں تھا۔وہ ماں باپ ہی ہیں جو بچے کو اس طرح پوچھتے ہیں، درد سے پوچھتے ہیں۔تو جب تم بڑے ہوتے ہو تو تمہاری لکھائی پڑھائی کی کوشش کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اپنے پر ہر تکلیف وارد کرتے ہیں اور تمہیں پڑھاتے ہیں۔کئی والدین ایسے ہیں جو فاقے کرتے ہیں اور اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے پڑھ جائیں تاکہ بڑے ہو کر وہ معاشرے میں عزت واحترام سے رہ سکیں، ہمارے والا ان کا حال نہ ہو۔لیکن بعض ایسے ناخلف اور بدقسمت بچے ہوتے ہیں کہ جب وہ سب کچھ ماں باپ سے حاصل کر لیتے ہیں، تعلیم حاصل کر کے بڑے افسر بن جاتے ہیں تو اپنی الگ دُنیا بسا لیتے ہیں اور پھر ماں باپ کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔‘‘ (خطبہ جمعہ ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء)

فضائل و برکات قرآن مجید

مشرک عربوں کی جہالت، عیش پرستی اور وحشیانہ پن آخری حدوں تک پہنچا ہوا تھا۔ دنیا کی دوسری قومیں انہیں اجڈ اور گنوار کہتی تھیں۔ ان کی زندگی جنگ وجدل، شراب نوشی اور بے حیائی سے لتھڑی ہوئی تھی۔ وہ تاریکی کے ایسے کلبلاتے کیڑے بن چکے تھے جن سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ جب انسانیت قعر مذلّت میں گر جاتی ہے تو اسکے چہرے کی کالک دور کرنے کے لیے روحانی پانی بھیجتا ہے۔ یہی ماجرا عربوں کے ساتھ بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اعلیٰ ترین، افضل ترین کتاب قرآن مجید نازل فرما کر اسے قیامت تک ساری دنیا کے لیے ہدایت اور چشمہ معرفت قرار دے دیا۔ اس دستور العمل کو سینے سے عربوں کے لگانے کی دیر تھی، ان کی بت پرستی، خدا پرستی میں تبدیل ہوگئی۔ ان کی عیش پرستی اور بے حیائی، سادگی اور حیا میں تبدیل ہوگئی اور وہ جاہل اور تہذیب وتمدن سے نا آشنا تھے وہ دنیا کو پڑھانے اور سکھانے کے قابل ہو گئے اور تہذیب وتمدن کے چشمے بن گئے۔ ان خدا پرستوں نے جدھر بھی قدم بڑھائے۔ فتح وظفران کا مقدر ٹھہری۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی حالت زار کی سب سے بڑی وجہ قرآن مجید سے دوری ہے۔ آج بھی مسلمان قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر تاریکی سے نکل کر نور کی جانب سفر شروع کر سکتے ہیں۔ مگر اس کی سب سے بڑی شرط تقویٰ ہے، قرآن مجید سے حقیقی فائدہ متقی ہی اٹھا سکتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱)

ترجمہ: ''یہی کامل کتاب ہے اس (امر) میں کوئی شک نہیں متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کامل کتاب ہے اور جو متقی ہیں صرف انہیں ہدایت دینے والی ہے۔ متقی کون ہوتا ہے؟ یہ بڑا اہم سوال ہے۔ یہی سوال جب حضرت ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ''کانٹوں والی جگہ سے گزرو تو کیا کرتے ہو؟'' اس شخص نے جواب دیا ''یا اس سے پہلو بچا کر چلا جاتا ہوں یا اس سے پیچھے رہ جاتا ہوں یا آگے نکل جاتا ہوں۔'' حضرت ابو ہریرہؓ نے اس پر

فرمایا: ''بس اسی کا نام تقویٰ ہے۔''یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقام پر کھڑا نہ ہو اور ہر طرح اس جگہ سے بچنے کی کوشش کرے۔ایک عرب شاعر ابن المعتز نے کیا خوب تقویٰ کی تعریف بیان کی ہے، کہتا ہے:۔

ترجمہ: ''گناہوں کو چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، یہ تقویٰ ہے اور تو اس طریق کو اختیار کر جو کانٹوں والی زمین پر چلنے والا اختیار کرتا ہے یعنی وہ کانٹوں سے خوب بچتا ہے۔اور تُو چھوٹے گناہ کو حقیر مت سمجھ کیونکہ پہاڑ کنکروں سے ہی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر۔بحوالہ تفسیر کبیر)

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی ایک اور مقدس آیت میں فرماتا ہے:۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُواْ فِيْهِ اخْتِلَافاً كَثِيْراً۔

(سورۃ النساء آیت ۸۳)

'پس کیا وہ تدبر نہیں کرتے ؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔''

اس مقدس آیت میں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ اس کتاب میں اختلاف نہیں ہے اگر کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں اختلاف ہوتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''چشمہ معرفت'' میں لکھتے ہیں کہ ''جس زمانہ میں قرآن شریف کی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اس میں اختلاف نہیں تو اس زمانہ کے لوگوں کا حق تھا کہ اگر ان کے نزدیک کوئی اختلاف تھا تو وہ پیش کرتے مگر سب ساکت ہوگئے اور کسی نے دم نہ مارا اور اختلاف کیونکر اور کہاں سے ممکن ہے جس حالت میں تمام احکام ایک ہی مرکز کے گرد گھوم رہے ہیں یعنی علمی اور عملی رنگ میں اور درشتی اور نرمی کے پیرایہ میں خدا کی توحید پر قائم کرنا اور ہوا و ہوس چھوڑ کر خدا کی توحید کی طرف کھینچنا ہی قرآن کا مدعا ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيّاً وَصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْراً۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۴)

''اور اسی طرح ہم نے اسے فصیح و بلیغ قرآن کی صورت میں اتارا ہے اور اُس میں ہر قسم کے وعید

بیان کیے ہیں تا کہ ہو سکے تو وہ تقویٰ اختیار کریں یا وہ ان کے لیے کوئی عبرت کا نشان ظاہر کر دے۔‘‘

اس مقدس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن کثرت سے پڑھی جائے گی اور اس کے مفہوم کا سمجھنا بھی آسان ہوگا کیونکہ یہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کرے گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاء وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا خَسَاراً۔ (سورۃ بنی اسرائیل۔آیت ۸۳)

’’اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ (تعلیم) اتار رہے ہیں جو مومنوں کے لیے (تو) شفاء اور رحمت (کا موجب) اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔‘‘

مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ فرماتے ہیں:۔

’’اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی چیز مختلف نظروں سے دیکھی جاتی ہے اور جیسی کسی کی فطرت ہوتی ہے ایسا ہی وہ دوسری چیزوں کو سمجھتا ہے۔کتنا ہی اعلیٰ اور پاک کلام کیوں نہ ہو لیکن گندے دل والے انسان کو اس میں گند ہی نظر آتے ہیں۔۔۔۔اس آیت کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس جگہ قرآن سے مراد وہ خاص حصہ ہے جو پہلے اتر چکا ہے یعنی مومنوں کی ترقی اور کامیابی کی پیشگوئیاں اور دشمنوں کی بربادی اور تباہی کی خبریں۔فرمایا کہ ان خبروں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ان پیشگوئیوں کے نتیجے میں مسلمانوں کے زخمی دلوں کو شفا حاصل ہوگی ،ان کے زخم مندمل ہونگے ،انکی ترقی کے سامان پیدا ہوں گے مگر یہی پیشگوئیاں کافروں کے حق میں نقصان اور تباہی کے سامان ساتھ لائیں گی۔‘‘ (تفسیر کبیر)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهَـذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔

’’اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے اور یہ برکت والی ہے پس اس کی پیروی کرو۔‘‘ (سورۃ انعام۔آیت ۸۳)

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۔ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۔لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۔تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ

الْعَالَمِیْنَ ۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۷۷۔۷۹)

’’یقیناً یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔اس قرآن کی حقیقت وہی پاتے ہیں جو مطہر ہوتے ہیں۔اس کا اترنا رب العالمین خدا کی طرف سے ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (سورۃ الحجر آیت ۱۰)

’’اس ذکر(یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔‘‘

قرآن مجید معلوم تاریخ عالم کی وہ واحد کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی گئی ہے، پڑھی جارہی ہے اور پڑھی جائے گی۔قرآن مجید کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس کا ایک نقطہ بھی تبدل و تحریف کا شکار نہیں ہوا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آئندہ کبھی ایسا ہوگا۔قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق عرفان بخشتی ہے۔

خاتم الکتب قرآن لفظ قراء سے مشتق ہے جس کے معنی اکٹھا کرنا ،جمع کرنا اور دوسرے معنی ہیں ، پڑھنا۔یعنی یہ کتاب آسمانی صداقتوں کی جامع یا انہیں اکٹھا کرنے والی ، بہت پڑھی جانے والی خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔تاریخ عرب کے مصنف فلپ حتی نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

’’اگرچہ قرآن مجید عہد آفریں کتابوں میں سے سب سے کم عمر کتاب ہے لیکن دنیا میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید کا نزول آج سے تقریباً پندرہ سو برس پہلے غار حرا میں لیلۃ القدر کو لوح محفوظ سے مطہر قلب حضرت محمد ﷺ پر اترنا شروع ہوا اور تیئس برس میں مکمل ہوا۔قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتیں ایک ہی دفعہ اکٹھی نازل نہیں ہوئیں بلکہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں نازل ہوئیں۔ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ان ٹکڑیوں کو خدائی ہدایات سے ترتیب دے کر سورتوں کو مکمل کرنا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔پہلی وحی ’’ **اقرا باسم ربك الذى خلق** ‘‘ غار حرا میں ہوئی تھی اور ’’ **اليوم اكملت لكم دينكم** ‘‘ آخری وحی تھی۔

آیئے اُس حسین وجمیل، معطر، مطہر گلستان کی طرف چلتے ہیں جو ہمارے پیشوا اور حبیب آقا رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں خوش ہوتے تھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہوتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تو اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ (الشفاء لقاضی عیاض- الباب الثانی۔ الفصل العاشر۔ الاخلاق الحمیدۃ) آیئے دیکھتے ہیں ہمارے حبیب آقا رسول اللہ محمد ﷺ، قرآن مجید پڑھنے، سننے اور پڑھانے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''اللہ کسی چیز کو ایسی توجہ سے نہیں سنتا جیسے قرآن کو سنتا ہے جب پیغمبر اس کو خوش الحانی سے بلند آواز سے پڑھے۔'' (سنن ابی داؤد کتاب الوتر)

حضرت عبد اللہ بن سائبؓ روایت کرتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے مکّہ میں نماز فجر پڑھائی آپ ﷺ نے سورۃ المومنون سے تلاوت شروع کی۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا ذکر آیا تو شدت خشیت الٰہی کے باعث آنحضور ﷺ کو کھانسی شروع ہوگئی۔ اس پر آپؐ نے رکوع کیا۔''

(مسلم کتاب الصلاۃ باب القراء فی الصبح)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے انسؓ سے نبی کریم آنحضرت ﷺ کی قرآءت کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ ''نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے تھے۔'' (سنن ابی داؤد کتاب الوتر)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے آپ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔" پڑھ کر توقف فرماتے۔ پھر "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتے اور پھر توقف فرماتے، رکتے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

ایک صحابی نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے آنحضور ﷺ کے قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''آنحضور ﷺ کی قراءت قرآءت مفسرہ ہوتی تھی۔ یعنی ایک ایک حرف

کے پڑھنے کی سننے والے کو سمجھ آرہی ہوتی تھی۔'' (مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ ''نبی کریم ﷺ رات کو کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے تلاوت کرتے تھے۔'' (سنن ابی داؤد)

حضرت حذیفہؓ سے ایک روایت ہے کہ انہوں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب آپؐ رکوع کرتے تو **سبحان ربی العظیم** پڑھتے اور جب سجدہ کرتے تو **سبحان ربی الاعلی** پڑھتے۔ اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو آپؐ رک جاتے تلاوت کے وقت، اور رحمت طلب کرتے۔ اور جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو آپؐ رک جاتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب۔ کتاب الصلاۃ)

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ رحمت اور پناہ طلب کرتے وقت بعض دفعہ آپؐ کی روتے روتے ہچکی بندھ جایا کرتی تھی۔ آپؐ میں اللہ تعالیٰ کی خشیت اور پیار اور تعلق اور محبت اس طرح تھا کہ جس کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ میں بڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سورۃ ھود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات اور سورۃ تکویر وغیرہ نے بوڑھا کر دیا ہے۔'' (سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعہ)

قرآن مجید فرقان حمید کس طرح کب اور کیسے پڑھا جائے اور اس کا اجر کیا ملے گا ان امور کے متعلق حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چند ارشادات پیش ہیں:۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو۔ اور اس کے الفاظ کو صحیح طریق سے پڑھو اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس کی وجہ سے کسی دنیاوی فائدے کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کے لیے اس کو پڑھنا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

حضرت عبیدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو۔ اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔'' (رواہ البیھقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

حضرت بشیر بن عبدالمنذرؓ بیان کرتے ہیں کہ ''جو شخص قرآن مجید خوش الحانی اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''جو شخص قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہوگا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں۔ اور وہ شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہوگا۔'' (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''تم میں سے وہ بہتر ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔''

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن)

نبی کریم ﷺ ایک اور ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اونچی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے لوگوں کے سامنے خیرات کرنے والا اور آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسا چپکے سے خیرات کرنے والا۔'' (سنن ابی داؤد)

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

''جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی، جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی۔ پھر جب اس کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن پر عمل کیا۔''

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر۔ باب ثواب قراءۃ القرآن)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ: ''میں غریب مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا، جن پر تن کے پورے کپڑے بھی نہیں تھے۔ ایک قاری ہمیں قرآن سنا رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ

ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: ''تم کیا کر رہے ہو؟''۔ ہم نے جواب دیا کہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ قاری ہمیں قرآن شریف سنا رہے تھے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے کہ جن کے ساتھ مجھے مل بیٹھنے اور حسن معاشرت کا حکم دیا گیا ہے''۔ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے: ''حلقہ بنالو تا کہ سب کے چہرے سامنے ہوں''۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: ''میرا خیال ہے، حضور ﷺ نے میرے سوا کسی کو نہیں پہچانا''۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''اے مہاجرین میں سے مفلسوں کی جماعت! تمہیں قیامت کے دن کامل نور کی بشارت ہو، تم جنت میں امراء سے آدھا دن پہلے داخل ہو گے اور یہ آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہے''۔ (ابوداؤد کتاب العلم باب القصص)

ایک دفعہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے کم سن چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ نے وضو کے لئے پانی بھر کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے آ کر پوچھا کہ یہ کس نے رکھا ہے اور پھر معلوم ہونے پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے یہ دعا کی کہ ''اے اللہ! ان کو قرآن اور حکمت سکھا۔ اور ان کو دین کی گہری سمجھ عطا کر''۔ اس دعا نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔

(بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی اللهم علمه الكتاب:73)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے نارنگی کی طرح ہے اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور مزا بھی عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے اس کی خوشبو تو نہیں ہے اور مزا میٹھا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے نیاز بو کی طرح ہے۔ اس کی خوشبو تو اچھی ہے مگر مزا کڑوا ہے ۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا (اندرائن) کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی کوئی نہیں اور مزا بھی کڑوا ہے۔'' (صحیح مسلم)

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ ہی کا مقدس فرمان ہے کہ:۔

اَلْقُرْآنُ اَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ فَمَنْ وَقَّرَ الْقُرْاٰنَ فَقَدْ وَقَّرَ اللّٰهَ وَمَنِ اسْتَخَفَّ

بِـالْقُرْآنِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰی، حَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْمَحْفُوْفُوْنَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ الْمُعَظِّمُوْنَ كَلَامَ الـلّٰهِ الْمُلْبَسُوْنَ نُوْرَ اللّٰهِ فَمَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰی۔" (الجامع لاحکام القرآن للقرطبیؒ، ج:ا،ص:۶۲)

’’قرآن ہر شئے سے افضل ہے،جس نے قرآن کی تعظیم کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور جس نے قرآن کی بے قدری (اور توہین) کی اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی،حاملینِ قرآن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے احاطہ میں ہیں،کلام اللہ کی عظمت اور قدر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نور میں ملبوس ہیں،جنہوں نے ان سے دوستی رکھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھی،جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔‘‘ (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13۔صفحہ 65)

حضرت مولوی نورالدینؓ خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

’’قرآن کریم سے بڑھ کر دنیا کے لیے کوئی نور،شفا،رحمت،فضل اور ہدایت نہیں ہے اور قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی مجموعہ سچی باتوں کا نہیں ہے۔یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔**اصدق الحدیث کتاب اللّٰہ۔**

(خطبہ جمعہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۰ء۔بحوالہ خطبات نور۔صفحہ ۴۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

''میں نے دنیا میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔مگر ایسی دِلربا، راحت بخش اور لذّت دینے والی جس کا نتیجہ دُکھ نہ ہو۔نہیں دیکھی۔میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سِوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔طبیعت اُکتانے کی بجائے، چاہے گی کہ اور وقت اِس پر صَرف کرو۔'' (حقائق الفرقان جلد اوّل ص 34)

مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

گناہ گاروں کے دردِ دل کی بس اک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے
ہر اک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بدخواہ کانپتا ہے
تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے
نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی
خدا سے اُن کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہِ ھدیٰ ہے
بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو ، انہیں یہ ہے یار سے ملاتا
جواں کے واسطے یہ خضرِ رہ ہے ، تو پیر کے واسطے عصا ہے
مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ ، ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰ ہے
یہ ایک دریائے معرفت ہے لگائے اس میں جو ایک غوطہ
تو اس کی نظروں میں ساری دنیا فریب ہے جھوٹ ہے دغا

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

''ہر احمدی مرد اور احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نورِ

قرآن سے منور کرے، قرآن کریم سیکھے، قرآن پڑھے اور قرآن کے معارف سے اپنا سینہ و دل بھر لے اور معمور کر لے۔ایک نور مجسم بن جائے۔قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے۔اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے منور کرنے ہمہ تن مشغول ہو جائے۔اے خدا! تُو اپنے فضل سے ایسا ہی کر کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ممکن نہیں۔

اے زمین و آسمان کے نور! تُو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی دنیا کا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نورِ قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لیے دور ہو جائیں۔ہمیں ہمیشہ یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ واقعتاً اور حقیقتاً خدا ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم قرآنی انوار میں ایسے گم ہو جائیں کہ سوائے انوار قرآنی کے ہمارے وجود میں اور کوئی چیز نظر نہ آئے۔

(بحوالہ انوار القرآن۔جلد اول)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

''ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے۔قرآن کے معنی کی طرف توجہ دے۔ایک بھی فرد گھر کا ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔۔۔۔میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔۔۔وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے قرآن کریم سے، آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو برباد کر دیا کرتا ہے۔۔۔۔ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے۔''

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل۔۱۲ اگست ۱۹۹۷ء)

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''یہ زمانہ اب وہی ہے جب اور بھی بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔پڑھنے والی کتابیں بھی اور بہت سی آ چکی ہیں۔اور بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔انٹرنیٹ وغیرہ ہیں جن پر ساری ساری رات یا سارا سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔اس طرح ہے کہ نشے کی حالت ہے اور اس طرح کی

اَور بھی دلچسپیاں ہیں۔ خیالات اور نظریات اور فلسفے بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو انسان کو مذہب سے دور لے جانے والے ہیں اور مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں ہیں۔ دنیا میں سارا معاشرہ ہی ایک ہو چکا ہے۔ قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی کی تعلیمات پر ہر جگہ عمل ہو رہا ہے۔ یہی زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ اسی زمانے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قرآن کو متروک چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی اس متروک شدہ تعلیم کو دنیا میں دوبارہ رائج کرنا ہے اور آپؑ نے یہ رائج کرنا تھا بھی اور آپؑ نے یہ رائج کر کے دکھایا بھی ہے۔ آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھائے۔ اور کبھی بھی یہ آیت جو مَیں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں۔ اور عزت اس وقت ہو گی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے۔ اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہو گا۔ جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ (بنی اسرائیل:83) اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھاتا۔'' (خطبہ جمعہ۔ 21 اکتوبر 2005ء)

عصر حاضر میں مسلمانوں کی تباہ کن حالت کی سب سے بڑی وجہ قرآن مجید سے دوری اختیار کرتے ہوئے جہالت پر منہ مارنا بنا ہے اور جو قرآن مجید سے دوری اختیار کرتا ہے وہ ذلت و مسکنت کا شکار ہو جاتا ہے۔ دیگر اقوام کی ترقی و خوشحالی کا باعث بھی جو خصوصیات بنی ہیں وہ سب خاتم الکتب میں مذکور ہیں۔ صد حیف! علم و معرفت کا خزانہ رکھنے والے، معمولی علم کے لیے بھی مغرب کی طرف دیکھتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کہتے ہیں انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَیں نے تم میں دو باتیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک

ان پر مظبوطی سے قائم رہو گے تم گمراہ نہیں ہو گے۔ایک اللہ کی کتاب اور دوسری سنت نبویؐ ہے۔(مؤطا امام مالکؒ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''سوتم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔اور حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔سوتم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن۔کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔یہی بات سچ ہے۔افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 31۔ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کو سیرت محمد ﷺ کے مطابق پڑھنے، پڑھانے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُولُوئے عُمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

کیا یہ وہی دَور تو نہیں؟

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کام صرف عربوں کو اسلام سکھانا اور ان پر غالب آنا ہی نہیں تھا بلکہ تمام ادیان باطلہ پر غالب آنا ہے۔ جیسا کہ ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمام ادیان باطلہ پر اسلام غالب نہیں آسکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

کی سورۃ الصّف کی آیت ۱۰ میں فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔ ”وہی جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔“ (سورۃ الصّف۔ آیت ۱۰)

یعنی رسول اللہ ﷺ صرف ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور غلبہ پائیں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس مفہوم کی وضاحت حضور ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

”یھلك اللہ فی زمانہ الملل کلھا الاالاسلام“

امام مہدیؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو مٹا دے گا۔

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اُمّت میں ظاہر ہونے والے مسیح و مہدیؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند اور ظِلّ کامل ہوں گے۔ آنے والے مسیح و مہدیؑ کا ادیان باطلہ پر غالب آنا حضرت محمد ﷺ کا غالب آنا ہی ہوگا۔ دراصل مہدی و مسیح موعود کا آنا حضرت محمد ﷺ کا آنا ہی ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

”مثل اُمّتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ“

ترجمہ: ”میری اُمّت کی مثال اُس بارش کی سی ہے جس کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کا اوّل حصہ

بہترین ہے یا آخری حصہ۔'' (مشکوٰۃ کتاب الرقائق باب ثواب ھذہ الامۃ)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کہتے ہیں:۔

''اللہ نے بھیجا محمدؐ کو غلبہ دین کے لیے تاکہ دین حق کو غالب کردیں تمام ادیان پر۔ اور بھیجا پوری نوعِ انسانی کے لیے۔۔لیکن تکمیل رسالت کا آخری مرحلہ وہ ہوگا کہ جب کل نوع انسانی پر اللہ کا دین غالب آجائے ۔علامہ اقبالؔ نے جواب شکوہ میں بڑی پیاری بات کہی ہے ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں ، کام ابھی باقی ہے

نُورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے !!

یہ کام ابھی نہیں ہوا۔ پوری نوع انسانی تک تو یہ دین نہیں پہنچا لیکن نوٹ کر لیجیے یہ ہو کر رہنا ہے۔۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے زمانے سے لے کر تا قیام قیامت پانچ ادوار گنا دیے ہیں۔۱۔ دورِ نبوت۔ ۲۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (یعنی نبوّت کے طریق پر خلافت)۔۳۔ظالمانہ ملوکیت۔۴۔غلامی والی ملوکیت۔۵۔پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ یعنی خلافت راشدہ۔اس وقت نوع انسانی اس پانچویں دور کی دہلیز تک پہنچی ہوئی ہے گویا یہ دور آیا چاہتا ہے۔'' (ختم نبوت کے دو مفہوم از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۳۷)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ:۔

''محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے جزیرہ نمائے عرب میں وہ ہو گیا۔۔اب بھی یہی ہوگا کہ کسی ایک خطے میں اللہ کا وہ نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو گا۔ یہ کب ہو گا؟ یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔''(یعنی نبی کب آئے گا) (ختم نبوت کے دو مفہوم صفحہ ۴۰ ناشر خدام القرآن لاہور)

معزز قارئین! جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ومہدیؑ کے زمانہ میں ادیان باطلہ پر اسلام غالب آجائے گا۔ ایسے عظیم الشان محمدؐ کے غلام کی آمد سے پہلے ضروری تھا کہ اُس کے آنے کی نشانیاں اور آخری دور میں رونما ہونے والے واقعات وحالات کا نقشہ اُمّت محمدیہؐ پر آشکار ہوتا ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرقان حمید میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیان کردہ احادیث مبارکہ میں اس عظیم خوشخبری کے اُمّت مُسلمہ میں نازل ہونے کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔اور ان علامات میں اُمّت مسلمہ کا ایمان سے دور

ہوجانا، یہودیوں کے مشابہ ہوجانا، سائنسی ایجادات اورنئی نئی بدعتوں کا عام ہونا، دجّال کا فتنہ، آنے والے مسیحؑ کا حُلیہ، آنے والے مسیحؑ کی ذمہ داریاں اور حضرت مہدی وعیسیٰؑ سے علماءسُوء کی بُغض وعداوت وغیرہ وغیرہ نمایاں ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے مسیح ومہدی علیہ السلام کی آمد پر قعر مذلت میں کلبلاتے علماء سُوء کی حالت زار کیا ہوگی، جب ان پر روشنی کی کرنیں پڑیں گی۔

حضرت عمرو بن عوفؓ فرماتے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:۔

''بلاشبہ دین (اسلام) حجاز میں سمٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے اور دین (اسلام) حجاز میں محفوظ ہوگا جیسا کہ پہاڑی بکری پہاڑ کی بلندی پر پناہ لیتی ہے۔ بلاشُبہ دین (اسلام) کا آغاز اجنبیت میں ہوا اور یقیناً اس کا آخر بھی اس کے آغاز کی مانند ہوگا ''پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے'' یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری سُنّت کی اصلاح کریں گے جسے لوگ بگاڑ دیں گے۔''

(مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۱۵،۱۱۶ حدیث نمبر ۱۷۰ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:۔

''دین کی ابتداء اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدائی دور پھر لوٹ آئے گا۔ بشارت ہے اجنبیوں کے لیے۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان)

مولانا عاصم عمر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

''آج یہی کہا جائے گا کہ اسلام ایک ارب چالیس کروڑ کے ہوتے ہوئے بھی اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔'' (اگر اسلام اجنبی ہوگیا ہے تو امام مہدی و مسیح موعود کو بھی تلاش کرنا ضروری ہے)

(تیسری جنگ عظیم اور دجّال از مولانا عاصم عمر صاحب)

مولانا عبدالہادی العمری نے کہا ہے کہ:۔

''اللہ کے نبی (ﷺ) نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام ایسے ہی اجنبی ہو جائے گا جس طرح ابتداء میں اجنبی تھا۔ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اجنبیت کا

وہ دور آچکا ہے کیونکہ آج کل صحیح اسلام پر عمل کرنا مشکل ہو چکا ہے۔''

(روزنامہ جنگ لندن ۱۸ فروری ۲۰۱۱ء)

قارئین کرام! آخری دور میں امام مہدی کی صورت میں اللہ کی رحمت کا نزول حضرت محمد ﷺ کی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔مگر اس کی ناقدری کرنے والے خود کو علماء کہلانے والے ہوں گے۔مشہور شیعہ کتاب الصراط السوی فی احوال المہدی میں لکھا ہے:۔

''وہ لوگ اوّل اس (مہدی) کی تصدیق کر سکتے ہیں۔۔۔جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منتظر۔جب تک ان میں حالتِ منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہوگی ہرگز اطاعت واتباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز نہ ایمان لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک وشبہ کر کے اپنے قیاساتِ باطلہ رکیکہ سے اس کی حجّیت کا انکار کریں گے بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت اور دُشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے۔اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے۔اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لیے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تمام نام کے مسلمان ہوں گے۔'' (الصراط السوی فی احوال المھدی از علامہ سیّد محمد سبطین صفحہ ۵۰۷ ناشر امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور)

اس ضمن میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صاحب پیشوا فرقہ دیوبند فرماتے ہیں:۔

''امام مہدیؑ چونکہ سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے اس لیے کروڑوں لوگ مہدیؑ سے رد گردانی کریں گے۔'' (قاسم العلوم صفحہ ۱۱۵)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا:۔

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا اُن کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں نُورِ ہدایت سے محروم ہوں گی۔اُن کے علماء اِس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ہر فتنہ انہیں سے نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا۔''

(مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۷۶ بیہقی شعب الایمان)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:۔

''میری اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں جھگڑے ہوں گے، لڑائیاں ہوں گی، اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ بظاہر تو لوگ یعنی عوام ہی لڑتے ہیں لیکن اُن کا کوئی قصور نہیں ہو گا۔ وہ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آخر اُن کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کیوں فتنہ فساد کا شکار ہو گئے ہیں۔ پس جب وہ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی اُمید سے جائیں گے۔ تو وہ اُنھیں بندروں اور خنزیروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی وہ علماء نہیں ہیں بندر اور خنزیر ہیں۔'' (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

حضرت ابو داؤدؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی پھر فرمایا'': یہ وہ گھڑیاں ہیں کہ (اِن کے بعد) لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ علم کا کوئی حصہ اُن کے پاس باقی نہ رہے گا۔'' حضرت زیاد بن لبیدؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے علم کیسے جاتا رہے گا جب کہ ہم نے قرآن پڑھ لیا ہے، سو خُدا کی قسم ہم خود بھی پڑھیں گے اور عورتوں اور بیٹیوں کو بھی پڑھائیں گے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''تجھے تیری ماں روئے! میں تو تجھے مدینہ کے عالموں میں اور عقلمندوں میں شمار کرتا تھا۔ دیکھو یہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی موجود ہے۔ پھر ان لوگوں کو اُن سے کیا فائدہ ہوا؟'' (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ حدیث نمبر ۵۱۳ ابواب العلم، ابن ماجہ۔ کتاب الفتن صفحہ ۶۰۸ حدیث نمبر ۴۰۴۴ باب الفتنہ بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۵۴)

حضرت شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ (امام مہدی سے) بیعت کے وقت آسمان سے اِن الفاظ میں آواز آئے گی:۔

''هٰذا خلیفته الله المهدی فاستمعو له و اطیعوا''

''یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اور اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے۔'' (اللہ کا خلیفہ مہدی یعنی نبی۔ قرآن مجید میں نبیوں کو خلیفہ اللہ بھی کہا گیا ہے)

(قیامت نامہ صفحہ ۱۰)

حضرت امام باقرؒ کا قول ہے کہ:۔

''امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا اس کی آواز مشرق میں

بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب کے رہنے والوں کو بھی۔ یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔''

(المہدی الموعود المنتظر عند علماء اہل السنة والا مامیہ صفحہ ۲۸۴)

''**وَلَـهُ أَسْلَمَ مَن فِـى السَّمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ**''(سورۃ اٰل عمران آیت ۸۴) تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد ﷺ کے متعلق نازل ہوئی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جب قائم آل محمدؑ کا ظہور ہوگا تو روئے زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس میں **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** کی شہادت کا اعلان نہ ہو۔''

(حاشیہ مقبول صفحہ ۱۱۹ سورۃ اٰل عمران بحوالہ اسلامی کلمہ افادات صفحہ ۳۶ از علامہ علی شیر حیدری ترتیب مولانا عبدالرحیم بھٹو جامعہ حیدریہ کراچی طباعت اکتوبر ۲۰۰۳)

امام حضرت السفارینی فرماتے ہیں:۔

''**ای من العلامات العظمیٰ وهی اولها ان یظهر الامام المقتدیٰ الخاتَم لائمة**''

'' قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔''

(لوائح الانوار البھیۃ جلد ۲ صفحہ ۶۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

تکون فی اُمّتی فزعة فیصیر الناس الیٰ علمائهم فا ذاهم قردة وخنازیر ۔

یعنی ''میری اُمّت میں ایک گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوگی جس پر لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو دیکھیں گے وہاں تو بندر اور سؤر بیٹھے ہیں۔''

(کنز العمال جلد ۱۶ صفحہ ۸۰ حدیث نمبر ۳۸۷۲۷ ناشر موسستہ الرسالتہ بیروت ۱۹۸۵ء، عن ابی امامتہ الترمذی الحکیم فی نوادر الاصول)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

''**یاتی علی الناس زمان یستخفی المومن فیهم کما یستخفی المنافق فیکم الیوم**''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں مومن اسی طرح پوشیدہ رہیں گے جس طرح تم میں آج منافق

چھپتے پھرتے ہیں۔ (عن جابر۔ دیلمی فی مسند فردوس)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''یاتی علی الناس زمان یحجون و یصلون و یصومون وما فیھم مومن ''

ترجمہ: ''لوگوں پہ ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ حج کریں گے، نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے مگر اُن میں کوئی مومن نہ ہوگا۔'' (عن خیثمہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب باطل اِس قدر پَر پُرزے پھیلا چکا ہو گا کہ حق کی تلاش مُشکل ہو جائے گی۔'' (نہج البلاغہ صفحہ ۲۰۴ بحوالہ الشیعہ والسنیہ صفحہ ۹)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''آخری زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری ہوں گے۔''

(حلیہ الاولیاء، مستدرک حاکم، کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۳۸۴۸ بحوالہ ماہنامہ بناتِ عائشہ جون ۲۰۱۰ء)

سیدنا عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''میرا زمانہ تمہارے تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد والا، پھر اس کے بعد والا، اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو گواہی دیں گے اور ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خائن ہوں گے، امین نہیں ہوں گے۔ نذر مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پا ظاہر و نمایاں ہوگا۔''

(بلوغ المرام۔ باب شہادتوں کا بیان۔ حدیث نمبر ۱۲۰۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''تم میں پچھلی امتوں کی بیماری ضرور پھیلے گی اور وہ بغض وحسد ہے جو کہ اُسترے کی طرح ہے لیکن یہ اُسترا دین کو کاٹتا ہے نہ کہ بالوں کو، اُس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! تم اُس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اُس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔'' (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۴۸ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال ص ۱۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے کے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا:۔

''وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ اسلام سے اِس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔'' (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۱۲)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''میری اُمّت میں قیامت تک ایک جماعت رہے گی، جس کی خُدا کی جانب سے مدد ہوتی رہے گی۔ جو ان کا ساتھ نہ دے گا، انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔'' (مشکوۃ، بناتِ عائشہ ماہنامہ جون ۲۰۱۰ء صفحہ ۷۶) (آخری زمانہ میں امام مہدی و مسیح موعود کی جماعت مراد ہے نہ کہ ۷۲ ناری فرقے۔ امام آخر الزماں سے پہلے مجدد دین کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا رہا ہے)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر** کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں بھی وہی (خرابیاں) ظاہر ہونے لگیں گی جو سابقہ قوموں میں تھیں'' ہم نے عرض کیا ''سابقہ قوموں میں کیا خرابیاں ظاہر ہوتی تھیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا! ''جب تم میں پست ذہنیت کے لوگ حکمران بن جائیں گے، بڑوں میں بے حیائی پھیل جائے گی اور گھٹیا قسم کے لوگوں کے پاس علم رہ جائے گا''۔ (سنن ابی ماجہ کتاب الفتن)

(ایسا ہو گیا ہے۔ ایسے حالات میں نبی بھیجنا سُنّت اللہ ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں امت محمدیہ میں نازل ہونے والے مسیح و مہدی علیہ السلام کو چار مرتبہ نبی اللہ کہا گیا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

''آخر زمانہ میں میری اُمّت کی ایک قوم کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا'' صحابہؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ خواہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' فرمایا ''ہاں خواہ نمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں'' عرض کی گئی ان کا جُرم کیا ہوگا؟'' فرمایا: وہ عورتوں کا گانا سنیں گے اور باجے بجائیں گے اور شراب پیئیں گے اسی لہو ولعب میں رات گذار دیں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر بنا دیے جائیں گے۔''

(عمدۃ القاری صفحہ ۵۹۳ جلد ۱۳ دارالفکر بیروت بحوالہ گانوں کے ۳۵ کفریہ اشعار از الیاس عطار صفحہ ۷ شائع کردہ مجلس مکتبہ المدینہ کراچی)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ آنحضرت ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شرّ کے بارے میں تحقیق کیا کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے پہنچ جائے، فرماتے ہیں، میں نے (ایک دفعہ) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں پھنسے ہوئے تھے، حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بدولت، ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی (یعنی اسلام) تو کیا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شرّ ہوگا؟ فرمایا: ہاں، میں نے کہا اور اُس شرّ کے بعد کوئی خیر ہوگی؟ فرمایا: ہاں، مگر اُس میں کدورت ہوگی، میں نے کہا کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا کچھ لوگ ہوں گے جو میری سُنّت کے بجائے دوسری چیزوں کی تلقین کریں گے، ان میں نیک وبد کی آمیزش ہوگی، میں نے کہا اچھا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شرّ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر بُلانے والے ہوں گے جو اُن کی دعوت پر لبیک کہے گا، اُسے جہنّم جھونک دیں گے، میں نے کہا یا رسول اللہ! ذرا اُن کا حال تو بیان فرمائیے، فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا، اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں، فرمایا! مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام سے چمٹے رہنا، میں نے کہا اگر اس وقت نہ مسلمانوں کی جماعت ہو نہ امام تو پھر؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہو خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ میں جگہ بنانا پڑے، حتیٰ کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔'' (صحیح بخاری میں ہے کہ تو پھر ایسا کر کہ ''ان تمام فرقوں سے الگ رہ، جنگل میں دور دراز چلا جا۔ اگر وہاں کچھ کھانے کو نہ ملے تو خواہ کسی درخت کی جڑ مرنے تک چباتا رہ۔'')

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۱، بخاری کتاب الفتن جلد ۸ صفحہ ۳۴۴ حدیث نمبر ۷۰۸۴)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ ''یہ وہ وقت نہیں ہے آج تو تمہاری باتیں مان لی جاتی ہیں لیکن ہاں ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ نیک باتیں کہنے اور بھلائی کا حُکم کرنے والوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کی جائے گی اُس وقت تم صرف اپنے نفس کی اصلاح کے لیے لگ جانا۔''

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۳۰ سورۃ مائدہ رکوع ۱۴ کی تفسیر میں)

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات کو دیکھ رہے ہیں۔'' (صحیح بخاری جلد۱صفحہ۲۵۲)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور دین کا علم دُنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کی ھرج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: قتل خُون ریزی۔''

(صحیح بخاری حدیث نمبر۷۰۶۳)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ'' آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سُنائیں گے جو نہ تم نے سُنی ہیں اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے سُنی ہیں۔ پس تم اپنے آپ کو ان سے اور ان کو اپنے آپ سے بچائے رکھو، کہ وہ تم کو گمراہی اور فتنہ میں ڈال دیں۔'' (مولوی بھی ایسی ہی کہانیاں سناتے ہیں اور ان کے مرید واہ واہ کرتے ہیں) (بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت از محمد ضیا اللہ قادری صفحہ ۲۷، ۲۸)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''ولا تقوم الساعته حتی لا یحج البیت''

'' قیامت سے پہلے ایسا وقت بھی آئے گا کہ حج نہ کرنے دیا جائے گا۔''

(کنز العمال جلد۷صفحہ۱۷۶)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''عنقریب تم پر ایسے لوگ امیر بنائے جائیں گے کہ بعض کو تم پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند۔''

مسند احمد، سنن ابی داؤد وابن ماجہ وصحیح ابن حیان ومستدرک حاکم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے" **انہ سیکون فی ھٰذہ الامّتہ قوم یعتدون فی الطّھُور و الدُعا** ۔" بے شک عنقریب اس اُمّت میں وہ لوگ ہوں گے کہ طہارت اور دُعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَن یَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ** ۔ (سورۃ الطلاق آیت ۲) جو اللہ کی باندھی

ہوئی حدوں سے بڑھے بےشک اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱)

اس کا مشاہدہ ہم رسوم ورواج میں جکڑے پاکستانی معاشرے میں کر سکتے ہیں۔نماز جو عبادتوں کی سرتاج ہے اُسے چٹکیوں میں ختم کرتے ہیں اور بعداز نماز لمبی لمبی دُعائیں کرتے ہیں۔معزز قارئین ذرا تصور تو کیجیے فتاویٰ رضویہ میں ۱۱۰۱ صفحات پر مشتمل کتاب الطہارۃ ہے۔اسی طرح دعا کا معاملہ ہے،مزاروں پر دعا، گریہ زاری کے ساتھ مناز پاکستان اور دیگر مقامات پر اجتماعی دعا، جہاں دیکھو دعا ہی دعا کے مناظر۔اور حالت یہ ہے کہ شیری مزاری صاحبہ نے بتایا ہے کہ پاکستانی قوم دنیا میں پورنو فلمیں دیکھنے والی نمبرون قوم ہے۔عجیب بات یہ ہے کہ سعودی فکر رکھنے والے مسلمان ہاتھ اٹھا کر کسی کے بھی مزار یا قبرستان میں دعا مانگنے کو شرک سمجھتے ہیں اور دوسرے مسلمان نا صرف اسے لازمی قرار دیتے ہیں بلکہ صاحب مزار سے مانگنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔

''آخری زمانہ میں ستارہ ذوالسنین اور دُم دار ستارہ طلوع ہوگا۔''(حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۵،مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵،۱۳۶) ستارہ ذوالسنین ۱۲۹۹ھ میں نکلا تھا۔(اخبار روزگار ۹ ستمبر ۱۸۸۳ء) دم دار ستارے کا طلوع وغروب کے عنوان سے مع تصویر کے دمدار ستارے پر تفصیل سے ایک مضمون الہٰ آباد سے شائع ہونے والے ادیب نامی رسالے میں شائع ہوا تھا۔مضمون نگار نے لکھا ہے کہ دمدار ستارہ ۷۵ برس کے وقفہ سے نمودار ہوتا ہے۔۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو نمودار ہونے سے پہلے دمدار ستارہ ۱۸۳۵ء میں دکھائی دیا تھا۔

علامہ اقبال نے بھی اپنی ڈائری میں ۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو نمودار ہونے والے دمدار کا نظارہ کیا تھا۔ اقبال کے بیٹے جسٹس جاوید اقبال نے انکی ڈائری Stray reflactions کے نام سے شائع کی ہے۔اس واقع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' کل چار بجے کے قریب میں نے ہیلی کا کومیٹ دیکھا۔۷۵ سال میں ایک بار یہ ہمارے آسمانوں پر نمودار ہوتا ہے۔''

''اکثر اہل ارض رومی یعنی عیسائی ہوں گے۔'' (صحیح مسلم جلد ۲ باب الفتن)

۲۰۱۵ء میں اکٹھے کیے گئے اعداد وشمار کے مطابق عیسائی دنیا کی کل آبادی کا اکتیس فیصد ہیں ان کی کل تعداد دو اعشاریہ تین بلین ہے۔عیسائیوں کی کل آبادی کا آدھا حصہ دس ممالک میں رہتا ہے۔۷۸ اعشاریہ ۵ ملین مذہبی کتاب بائیبل دنیا میں سالانہ مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔۲۰۱۷ء میں اکٹھے کیے گئے اعداد وشمار

کے مطابق مسلمان دنیا کی کل آبادی کا چوتھا حصہ ہیں ان کی کل تعداد ایک اعشاریہ آٹھ بلین ہے ۔۲۰۷۰ء تک مسلم آبادی دنیا کی سب سے بڑی آبادی بن جائے گی اس کی وجہ مسلمان خاندانوں میں شرح پیدائش میں زیادتی ہے۔اس وقت فی مسلم خاندان دو اعشاریہ سات بچے پیدا ہو رہے ہیں اور عیسائیت میں شرح پیدائش فی خاندان دو اعشاریہ دو بچے ہے۔(اب ضروری ہے کہ مسیح موعود و امام مہدی جلد از جلد آئے کیونکہ عیسائی تیزی سے کم ہو رہے ہیں)

''بہت سے لوگ دجّال کی پیروی اختیار کرلیں گے۔'' (ترمذی باب الفتن فی فتنہ الدجّال)

اس وقت مسلمانوں کے تمام ممالک دجال کی گرفت میں ہیں۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ''لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔نماز ترک ہو جائے گی۔''

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۸، ۲۹۷)

ہم نے تو وطن عزیز میں دیکھا ہے کہ اکثر لوگ زکوٰۃ نہ دینے کی خاطر اپنی رقم بنکوں سے نکلوا لیتے ہیں، جو دیتے ہیں وہ بھی بددلی سے اور بہت کم دیتے ہیں۔بعض تو خود کو غیر مسلم تک ظاہر کرتے ہیں زکوٰۃ سے بچنے کے لیے۔

''قبر پرستی ہوگی۔''اتخذا امتك قبور هم مسجدَ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۶)

قبر پرستی بھی اسلامی عقائد میں شامل ہو چکی ہے۔مزاروں کی بھرمار ہے،کوئی ملک،شہر یا گاؤں ایسا نہیں جہاں قبر پرستی نہ ہو۔جسے یقین نہ ہو وہ پاکستان میں موجود لاکھوں مزاروں میں سے چند ایک کو جا کر دیکھ لے۔

''امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت دابتہ الارض ہے۔''(مسلم کتاب الفتن) علامہ توربشتی نے اس سے طاعون کا کیڑا مُراد لیا ہے۔(عقائد مجددیہ الصراط السوی ترجمہ عقائد توربشتی متوفی ۶۳۰ ہجری از علامہ شہاب الدین توربشتی منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور)

امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت یاجوج و ماجوج کا خروج ہے۔(صحیح مسلم کتاب الفتن)یاجوج و ماجوج سے مراد آگ سے کام لینے والی طاقتیں ہیں۔آج کی ترقی یافتہ مغربی اقوام ہی یاجوج اور

ماجوج ہیں۔اقبال نے کہا تھا ؎

کُھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حدب ینسلون

مفتی فیض احمد اویسی صاحب اپنی کتاب یاجوج ماجوج میں لکھتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ:۔

''خُدا یاجوج ماجوج کے لیے کیڑے جیسی شے بھیجے گا وہ کیڑوں کی جیسی ہوگی جیسے اونٹ اور بکریوں کے ناک میں ہوتی ہے۔''

مُصنّف یاجوج ماجوج لکھتے ہیں کہ حضرت نواس بن سمعانؓ نے دجّال کے ذکر اور اُس کی سیدنا عیسیٰؑ کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد ذکر فرمایا کہ:۔

''عیسیٰؑ کے پاس ایک قوم آئے گی جنہیں دجّال سے اللہ اُن کے جنّت میں درجات بیان کریں گے وہ اِس حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو وحی بھیجے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں کہ اُن کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں میرے اُن بندوں کو پہاڑ پر لے جایئے۔اِس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو خروج کا حُکم فرمائے گا وہ لوگوں پر خروج کریں گے۔آتے ہی تمام پانی پی جائیں گے۔اور لوگ (مومن) اُن سے بچ کر قلعوں میں محفوظ ہو جائیں گے اور اپنے مویشی بھی ساتھ لے جائیں گے یاجوج و ماجوج تمام روئے زمین کا پانی چٹ کر جائیں گے یہاں تک کہ اُن کا کوئی نمائندہ کسی نہر سے گزرے گا تو وہ اکیلا ہی تمام نہر کا پانی پی جائے گا یہاں تک کہ وہ نہر خُشک ہو کر رہ جائے گی لوگ اُس کے بعد وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے کہ یہاں تو پانی کی نہر تھی۔مومن لوگ سب کے سب قلعوں میں محفوظ ہوں گے یا شہروں میں ہوں گے۔

یاجوج ماجوج بحیرہ طبریہ سے گزریں گے تو اُس کا تمام پانی نگل جائیں گے یہاں تک کہ اُن کے بعد بعض لوگ گزریں گے تو کہیں گے یہاں تو بڑی نہر (طبریہ) تھی لیکن اُس وقت اُس میں معمولی سا پانی ہو گا۔حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے رفقاء قلعوں میں محصور ہوں گے۔خوراک وغیرہ سب ختم ہو جائے گی۔اُس وقت بیل اور گدھے کا ایک سر سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔'' (صحیح مسلم۔بحوالہ یاجوج ماجوج از مفتی فیض احمد اویسی)

مسلم شریف وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو مار

ڈالا اب چلو آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔اللہ تعالیٰ اُن کے تیروں کو خُون آلودہ کر کے واپس کرے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ یاجوج ماجوج کا کوئی ایک اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف پھینکے گا تو اُس کی طرف خُون آلودہ ہو کر واپس آئے گا یہ بھی ایک بہت بڑی آزمائش اور فتنہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا نبی (حضرت عیسیٰؑ)اور آپؑ کے رفقاءخُدا کی طرف التجا کریں گے۔خُدا کیڑے بھیجے گا جو یاجوج ماجوج کی گردنوں میں لٹک جائیں گے۔'' (طاعون چوہے کے پسّو سے پیدا ہوتی ہےاور انسانوں کی گردن کے اطراف پر پیدا ہونے والی گلٹیاں طاعون کی سب سے بڑی علامت ہوتی ہیں۔)

(یاجوج ماجوج از مفتی فیض احمد اویسی، پبلشرز بزمِ فیضانِ اویسیہ کراچی)

معزز قارئین! مفتی اویسی صاحب جو بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں نے اپنا عقیدہ بھی اس تحریر میں متعین کرتے ہوئے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر وحی بھی نازل ہوگی اور وہ نبی بھی ہوں گے۔آج کل مولوی لوگ بڑے زور شور سے حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کو بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ وہ نہ نبی ہوں گےاور نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔اویسی صاحب کی اس جرأت پر شاباش۔

ایک حدیث میں مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت اونٹوں کا استعمال متروک ہونا بھی ہے۔ (مسلم کتاب الایمان نزول عیسیٰ بن مریم) (آج آگ کھا کر چلنے والی سواریوں نے اونٹوں کی جگہ لے لی ہے)

حضورﷺ نے فرمایا۔''قربِ قیامت (آخری زمانہ) کی ایک علامت یہ ہے کہ مومن شخص اُس زمانے میں لوگوں کے درمیان خوف سے چلے گا'' اور فرمایا۔''کمینوں کی بہت کثرت ہو جائے گی اور شریفوں کی نہایت کمی رہ جائے گی'' اور فرمایا۔''اس وقت ایسے قاری ہوں گے جن کی عبادت آپس میں ایک دوسرے کی ملامت کرنا ہوگی، اُن کا نام فرشتوں کے پاس آسمانوں میں الانجاس الارجاس (ناپاک) ہوگا۔آدمی کے شر کے خوف سے اُس کی عزت کی جائے گی'' اور فرمایا۔''جہلا منبروں پر چڑھ جائیں گے'' اور آپﷺ نے فرمایا۔''بے قصور آدمی کو قتل کیا جائے گا تاکہ عوام مشتعل ہوں۔'' (مسلمان ممالک میں یہ سب ہو رہا ہے)

(الاشاعۃ صفحہ ۸۲، بحوالہ ماہنامہ بناتِ عائشہ جون ۲۰۱۰ء صفحہ ۷۱،۷۲)

اگر بغور دورِ حاضر کا مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح دکھائی دے گی کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام پیشگوئیاں سچ ثابت ہوگئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''اُن تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی تہ بہ تہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، دُنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا ایمان بیچتا پھرے گا۔'' (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۷۵)

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''تم بھی ٹھیک پہلی اُمتوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اُس میں گھس کر رہو گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلی اُمّتوں سے مُراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا، اور کون۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر اُن میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمّت میں بھی اس قماش کے لوگ ہوں گے۔'' (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۸، الترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹)

آخری زمانہ میں جہاں امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے نازل ہونے کی خوشخبری اللہ اور رسول اللہ نے سنائی ہے وہیں دجّال کی تصویر کشی بھی کی ہے۔ حدیث میں آخری زمانے کا سب سے بڑا فتنہ دجّال کا خروج بتایا گیا ہے۔ (مسلم کتاب الفتن) رسول اللہؐ نے دجّال کے فتنہ سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اِن آیات میں مسیحیت کا ردّ فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم نے سب سے خطرناک فتنہ مسیحیوں کا مسیح کو خُدا کا بیٹا قرار دینا بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً ۔

ترجمہ: ''قریب ہے کہ تمہاری اِس بات سے آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔'' **أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَداً۔** کہ اِن لوگوں نے خُدائے رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔ (سورۃ مریم آیت ۹۲)

سورۃ الفاتحہ میں خُدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو فتنوں **الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** کا فتنہ جس سے یہود مُراد

ہیں اور **الضَّالِّیْن** کا فتنہ جس سے مُراد عیسائی ہیں کے شر سے بچنے کی دُعا سکھائی ہے:۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہود کے بارے میں فرماتا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُواْ إِلاَّ بِحَبْلٍ مِّنْ اللّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ۔ (سورۃ ال عمران آیت ۱۱۳)

ترجمہ:''اِن پر ذلّت کی مار ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے۔سوائے اُن کے جو اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد (کی پناہ) میں ہیں۔اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ واپس لوٹے اور اور اُن پر (بے بسی کی) مار ڈالی گئی۔یہ اِس لیے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ انبیاء کی ناحق سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔یہ اِس سبب سے ہوا جو اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدِّ اعتدال سے گزر جایا کرتے تھے۔''

(قتل کے معنے سخت مخالفت اور بائیکاٹ کے بھی ملتے ہیں۔دیکھیں لسان العرب) گویا یہود ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔قرآن کریم اور احادیث کی رو سے مسیح اور مہدیؑ کے زمانہ میں عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔

دجّال کے لغوی معنی لسان العرب کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔کذاب یعنی سخت جھوٹا۔۲۔مالدار اور خزانوں والا۔۳۔بڑا گروہ جو اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے۔۴۔ایسا گروہ جو اموال تجارت اُٹھائے پھرے۔

دجّال سے متعلق احادیث پیش خدمت ہیں جن کے مطالعہ سے دجّال کی صحیح تصویر واضح ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ''(دجّال کو) میں نے سوتے ہوئے خواب میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔''(بخاری کتاب الفتن) پھر نبی ﷺ نے دجّال کو ظاہری حلیہ کے لحاظ سے ایک تنومند نوجوان، چوڑے سینے والا، سفید رنگ روشن پیشانی والا دیکھا۔(مغربی اقوام کے یہی خدا خال ہیں)

(ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ کتاب الفتن ماذکر فی فتنہ الدجال)

''دجّال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔''(دُنیاوی آنکھ روشن اور رُوحانی آنکھ اندھی ہوگی)(بخاری کتاب الانبیاء) اُس کی بائیں آنکھ بہت چمکتی ہوئی ہوگی گویا کہ وہ ایک موتی ہے۔(کنز العمال باب فی خروج الدجّال)

''اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔رلکھا ہوگا جسے پڑھا ہوا اوراَن پڑھ دونوں پڑھ سکیں گے۔(یعنی اُس کا کُفر ظاہر وباہر ہوگا) (صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکرالدجال)

''اصفہان کے ۸۰ ہزار یہودی دجّال کے ساتھ ہوں گے۔''(یہودی عیسائی اقوام کی بھر پور مدد کر رہے ہیں) (صحیح مسلم کتاب الفتن)

''اُس دجّال کی سواری ایک ایسا گدھا ہوگا جس کا رنگ سفید ہوگا اور اُس کے ایک کان اور دوسرے کان کے درمیان تیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔اُس کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کے درمیان ایک رات اور ایک دن مسافت کا فاصلہ پڑے گا۔اُس کے لیے زمین سمیٹی جائے گی (یعنی وہ بڑی سُرعت سے سفر کرے گا) وہ سورج کے غروب ہونے کے مقام پراُس سے پہلے پہنچ جائے گا۔سمندر کا پانی اُس کے ٹخنوں تک پہنچے گا ۔اُس کے آگے سیاہ دھوئیں کا پہاڑ ہوگا تو پیچھے سبز رنگ کے دھوئیں کا۔وہ ایسی آواز دے کر بلائے گا کہ اُس کو زمین وآسمان کے درمیان سب سُنیں گے۔وہ کہے گا اے میرے دوستو! براہ کرم آجاؤ۔اے میرے پیارو! براہ مہربانی آجاؤ۔''(ہوائی جہاز اور بحری جہاز)

(منتخب کنزالعمال۔برحاشیہ مسند احمد بن حنبل۔الجزءالسادس صفحہ ۵۳۔دارالذکر للطباعتہ والنشر بیروت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''دجّال روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ لے کر چلے گا۔اور بڑی تیزی سے دُنیا میں پھیلے گا۔اور ہر طرف فتنہ وفساد اور تباہی پھیلائے گا اور جسے چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اُس کے حکم پر بارش بھی برسے گی اور زمین کھیتی اگائے گی اور اپنے خزانے نکال باہر کرے گی۔(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکرالدجال) اس کے ساتھ جنّت بھی ہوگی اور آگ بھی ہوگی اور جسے وہ جنّت کہے گا وہ حقیقتاً آگ ہوگی۔'' (بخاری کتاب الانبیاء) شارح بخاری علامہ ابن حجر اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔''دجّال انعام واکرام اور سزا پر قادر ہوگا جو اُس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام واکرام کرے گا گویا وہ اُسے اپنی جنّت میں داخل کرے گا لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہوگی اور جو اُس کی نافرمانی کرے گا وہ اُس کی دُنیا جہنم بنا

دے گا۔مگر ایسے لوگ اخروی جنّت کے وارث ہوں گے۔"

(فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب ذکرالدجال)

"دجّال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس ۳۰ ہاتھ ہوگی۔" (ٹیلیفون، فیکس، ای میل وغیرہ کی طرف اشارہ ہے، جہاز کے پروں کا درمیانی فاصلہ بھی مُراد ہے) (کنزالعمال باب الدجال)

"مسیح موعود دجّال کو باب لد میں قتل کرے گا۔" (لد کے معنی بحث کرنے والے، جھگڑنے والے افراد ہے۔سورۃ مریم آیت ۹۸ میں اللہ فرماتا ہے وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا یعنی قرآن اس لیے آیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ بحث کرنے والی قوم کو انذار کرے۔) (مسلم کتاب الفتن باب ذکرالدجال)

"دجّال مسیح موعود کو دیکھ کر نمک کی طرح گھلتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسیحؑ کے ذریعہ دجّال کو ہلاک کرے گا۔" (عیسائی احمدیوں سے گھبراتے ہیں)

(مسلم کتاب الفتن فی فتح قسطنطنیہ وخروج الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم)

"دجّال مشرق سے نکلے گا اور وہ زمانہ اختلاف اور فرقہ بندی کا ہوگا اور دجّال کا غلبہ ۴۰ دن رہے گا۔ مومن سخت تنگی معلوم محسوس کریں گے تب عیسیٰؑ تشریف لا کر لوگوں کی امامت کرائیں گے اور جونہی وہ رکوع سے سر اُٹھائیں گے اللہ دجّال کو قتل کردے گا اور مسلمان غالب آجائیں گے۔" (مسیح موعود کو دجّال پر فتح عبادات اور دُعاؤں کے نتیجہ میں حاصل ہوگی) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹ مکتبۃ القدسی القاہرہ ۱۳۵۳ھ)

"دجّال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔" (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتب مریم)

"دجّال دین میں فساد و کجی پیدا کرنے کے لیے دین کے گرد چکر لگائے گا۔"

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ صفحہ ۴۱۱ کتاب الفتن)

شرح مشکوٰۃ میں مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے بھی دجّال کے خانہ کعبہ کے طواف سے مُراد یہ لیا ہے کہ "دجّال خانہ کعبہ کی ویرانی اور تباہی کے درپے ہوگا۔" (مظاہرالحق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ کتاب الفتن)

"دجّال ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جو روشن ہوگا اُس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ ہوگا۔" (مشکوٰہ المصابیح کتاب الادب باب العلامات وذکرالدجال)

''دجّال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو گا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہو گا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہو گا جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا۔ کہ اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔ اے میرے پیارو میری طرف آجاؤ۔'' (ہوائی جہاز اور بحری جہاز)

(کنزالعمال کتاب القیامتہ من قسم الافعال باب الدجال حدیث نمبر ۳۹۷۰۹)

''اُن سواریوں میں سُوراخ یعنی دروازے بھی ہوں گے اور زینے یعنی نشستیں بھی ہوں گی۔''

(بحارالانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۲ از امام محمد باقر مجلس دار احیاء التراث العربی لبنان)

پس آنحضرت ﷺ نے دجّال کی جو علامات بیان فرمائی تھیں وہ آج لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں اور اگر دجّال ظاہر ہو چکا ہے تو امام مہدی و مسیح موعود کا ظہور بھی ضروری ہے۔

دجال کے متعلق احادیث کے متعلق ایک کتاب ہدیہ مہدویہ میں لکھا ہے:۔

''اِن احادیث میں دجّالی قوموں کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کریں گی جن میں لائیٹس لگی ہوں گی جن پر بیٹھنے کے لیے نشستیں ہوں گی وہ سواریاں زمین پر بھی چلیں گی یعنی ریل گاڑیاں اور موٹریں وغیرہ اور فضا میں بھی اُڑیں گی یعنی ہوائی جہاز اور سمندر میں بھی چلیں گی یعنی بحری جہاز اور گدھے کے دو کانوں کے درمیان فاصلے سے یہ مراد ہے کہ یہ قومیں ایسی ایجادات کریں گی جس سے پیغام رسانی کا کام بہت ہی کم وقت میں سرانجام دیا جا سکے گا جیسے ٹیلیفون، انٹر کام وغیرہ اور پیغام رسانی کی یہ سہولتیں دجّال کی ایجاد کردہ سواریوں میں بھی موجود ہوں گی اور عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے دجّال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی لی ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ صفحہ ۸۹،۹۰ مطبع کان پور ۱۳۹۳ھ)

آخری زمانہ سے تعلق رکھنے والی چند مزید پیشگوئیاں پیش خدمت ہیں۔

''اُس وقت عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔'' (ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعتہ) ''اور تجارتی کاروبار میں سے چیزوں کے فروخت کرنے کا کام عورتوں کے سپرد ہو گا۔'' (دُنیا میں عصر حاضر میں عورتوں کی

تعداد تقریباً پچپن فیصد ہے۔کامیاب کاروبار کے لیے عورتوں کا کام کرنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ روایت نمبر ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

''عورتوں کے لباس ایسے ہوں گے کہ اُن کے جسم کا وہ حصہ جسے پہلے لوگ بھی خواہ وہ عورتوں کے پردہ کے قائل نہ تھے پردہ کے قابل سمجھا کرتے تھے ننگا نظر آئے گا۔'' (سب جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہو رہا ہے ۔بے پردگی ہی نہیں ہو رہی بلکہ بے حیائی کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں) (صحیح مسلم کتاب اللباس)

''ملک عرب دوسرے صوبوں سے الگ ہو جائے گا اور عراق اور شام اور مصر کی حکومتیں الگ قائم ہو جائیں گی۔'' (ایسا ہو چکا ہے) (صحیح مسلم کتاب الفتن)

''ایک قوم مہینوں کو چھوٹا کردے گی۔'' (صحیح بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

''اسلامی شریعت کی مقرر کردہ حدود ترک کردی جائیں گی۔'' (ترک کردی گئی ہیں)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

''جواء کثرت سے پھیل جائے گا۔'' (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

''پولیس کثرت سے مقرر ہوگی۔'' (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

(تمام حدود ترک کی جاچکی ہیں، جواء عام ہے اور ہر ملک میں پولیس کی کثرت ہے۔عورتوں نے مردوں کے لباس پہن لیے ہیں۔بعض اوقات مرد، عورت میں تمیز مشکل ہوتی ہے)

''عورتوں میں مردوں کے لباس کا رواج ہو جائے گا۔'' (ایسا بھی ہو چکا ہے)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

''مزدوروں کی حکومت ہوگی۔'' (مزدور یونین بڑی طاقت ہیں) (ابن ماجہ کتاب الفتن)

''امراء غرباء کے لیے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالنے کو بوجھ خیال کریں گے۔'' (لوگ بنکوں سے رقوم نکال لیتے ہیں کہ کہیں زکوٰۃ نہ کٹ جائے) (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

''اسلامی حکومتیں مٹ جائیں گی۔'' (۵۷ اسلامی ممالک میں غیر اسلامی حکومتیں قائم ہیں)

(ابن ماجہ کتاب الفتن)

’’عرب کی دینی حالت بہت خراب ہوجائے گی۔‘‘ (انتہائی خراب ہوچکی) (بخاری کتاب الفتن)

’’بے جان چیزیں بولیں گی۔‘‘ (فونوگراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کی طرف اشارہ ہے)

(مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ترجمہ: مولانا عاصم عمر: ’’قیامت کی قریبی نشانیوں میں سے ایک چاند کا پھیل جانا ہے اور یہ کہ پہلی تاریخ کے چاند کو یہ کہا جائے گا کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔‘‘ (عملاً ایسا ہی مولوی کررہے ہیں)

(المعجم الصغیر جلد۲ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجّال از عاصم عمر صفحہ ۴۰، ناشر الحجرۃ)

(مسلمان فرقوں کی چاند پر لڑائی کا ذکر کیا کرنا؟ اب تو چار چار عیدیں منائی جارہی ہیں۔ سُنتے ہیں کہ سال ۲۰۱۱ء میں برطانیہ میں چار عیدیں منائی گئیں۔ اب چاند تو ایک ہی ہے اور اُس کی پیدائش کا ایک وقت مقرر ہے، لیکن اُس کی پیدائش عصر حاضر میں مولوی کے ہاتھ میں ہے جب مولوی چاہے گا اُسے پیدا کرکے لوگوں کو مژدہ جانفزا سُنا کر عید کروادے گا یا رمضان شروع کروادے گا۔)

’’ایسی سواریاں دریافت ہوں گی جو اس سے پہلے دُنیا میں موجود نہ تھیں۔‘‘ (موٹر کار، ریل ہوائی جہاز وغیرہ) (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

’’دوسمندروں کے درمیان ایک خشکی جس کے ایک طرف مونگا پایا جاتا ہے اور دوسری طرف موتی ،اس کو پھاڑ کر دونوں سمندروں کو ملا دیا جائے گا اور اس میں کثرت سے جہاز گزریں گے۔‘‘ (سویز اور پانامہ کی نہروں کی طرف اشارہ ہے) (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۰ تا ۲۵)

’’دریاؤں میں سے نہریں نکالی جائیں گی۔ حتیٰ کہ اصل دریا قریباً خُشک ہوجائیں گے۔‘‘ (بعض دریا ریگستان بن چکے ہیں) (سورۃ التکویر آیت ۷)

’’پہاڑوں کو اُڑایا جائے گا۔‘‘ (سڑکیں بنانے کے لیے پہاڑوں کو بارود سے اُڑایا جارہا ہے، عرب ممالک میں پہاڑوں کی جگہ شہر آباد ہورہے ہیں اور سڑکیں تعمیر ہورہی ہیں، مکّہ اس کی ایک مثال ہے)

(سورۃ القارعۃ آیت ۶، سورۃ التکویر آیت ۴)

''سفر کا رواج زیادہ ہو جائے گا۔''(یہ بھی ہو چکا ہے) (بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

''بعض ممالک کی اصل آبادی تباہ کر دی جائے گی۔ستی وغیرہ کی قدیم رسوم قانوناً بند کر دی جائیں گی۔''(ہندوستان میں ستی پر قانوناً پابندی ہے۔آسٹریلیا اور امریکہ کی قدیم اقوام تقریباً نابود کی جا چکی ہیں)

(سورۃ التکویر آیت ۹)

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''یعنی خبردار ہو بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بُت کو، ہاں یہ ہوگا کہ دکھاوے کے لیے اعمال کریں گے۔'' (عملاً ایسا ہو رہا ہے)

(مسند احمد، ابن ماجہ، حاکم مستدرک، بیہقی بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۶۶۶ رضا فاؤنڈیشن)

آپؐ نے فرمایا ہے کہ ''اِس روئے ارضی پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا اور نہ کمبلوں کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا جس میں اللہ کے کلمہ اسلام کو داخل نہ کر دے۔''(ساری دنیا میں دیکھے جانے والے واحد چینل mtv کے ذریعے خُدا ایسا ہی کر رہا ہے)

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ ختم نبوت کے دو مفہوم از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۳۹)

جناب ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب نے اپنی کتاب اینڈ آف ٹائم میں درج ذیل آخری زمانے سے متعلق درج ذیل روایات بیان کی ہیں۔

''آخری زمانہ میں میری اُمّت کے کچھ لوگ پالانوں سے ملتی جُلتی زینوں پر سوار ہو کر مساجد کے دروازوں پر اُترا کریں گے۔''(اب لوگ موٹر کاروں اور بسوں وغیرہ پر مسجد آتے ہیں) (مستدرک)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ'' قیامت تب تک بپا نہ ہو گی جب تک زلزلے بکثرت نہ آنے لگیں۔''(گزشتہ ایک سو سال میں ہزاروں ہلکے زلزلوں کے علاوہ ۱۳۰ بڑے زلزلے آ چکے ہیں جن میں لاکھوں لوگ ہلاک ہوئے ہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' غریب تعداد میں بڑھ جائیں گے اور اناج صرف غریبوں تک نہیں پہنچے گا، غریب کو اُس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔''(عملاً اب ایسا ہی ہو رہا ہے) (ترمذی)

حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: ''امام آخر کے آنے سے پہلے ماہ صفر میں دُم دار ستارہ نظر آئے گا ۔دوسری روایت میں ہے کہ دُم دار ستارہ مشرق سے نکلے گا۔'' (نمودار ہو چکا ہے) (المتقی المہندی)

''صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔'' (ایسا بھی ہو رہا ہے)

(رموز احادیث، احمد خامشخوائی)

''رشوت تحائف کی شکل اختیار کر لے گی۔'' (احوال یوم القیامۃ از علامہ سفرانی)

''لوگ معمولی قیمت پر ایمان فروخت کریں گے۔'' (مسند احمد بن حنبل)

''خود غرضی اور لالچ معاشرے میں عام ہوں گے۔'' (مسلمان ملکوں میں بالخصوص رشوت کا دور دورہ ہے۔ بالخصوص اسلامی ممالک میں خود غرضی اور لالچ کی وبا عام ہے، یقینی طور پر لوگ کچھ رقم کے لیے بے ایمان ہو جاتے ہیں، عدالتوں میں پیش ہونے والے گواہ اُس کی ایک مثال ہیں۔ مغربی ممالک میں آباد ہونے کے لیے مسلمان خاص طور پر پاکستانی مسلمان اپنے ایمان کا سودا کر لیتے ہیں، بالخصوص اسلامی ممالک میں خود غرضی اور لالچ کی وبا عام ہے)

''مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کا روپ دھاریں گی۔'' (در منصور از علامہ سیوطی)

''جب قیامت بپا ہوگی تو زنا کاری لوگوں کا معمول ہوگا۔'' (کتاب الفتان، الحسیتمی)

''جنسی بے راہروی عام ہوگی۔'' (صحیح بخاری)

''لوگ ہم جنسی میں مبتلا ہوں گے۔'' (یہ سب کچھ ہو رہا ہے سب جانتے ہیں) (بحوالہ اینڈ آف ٹائم)

گمراہی سے بچنے کی دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ جب گھر سے نکلتے تو یہ دُعا کرتے :۔

''اے اللہ مَیں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ مَیں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ یا مَیں جہالت کروں یا میرے ساتھ جہالت کی جائے۔''

(سن ابی داوٗد، کتاب الادب باب مایقول الرجل اذا خرج من بتہ۔ حدیث نمبر 4430)

قناعت اور شکرگزاری!

عصر حاضر میں گزشتہ زمانوں سے بہت بڑھ کر مادیت پر پرزے نکال رہی ہے۔ راتوں رات امیر بننے یا امیر ترین بننے کی خواہش نے انسانوں کے ہاتھوں سے قناعت جیسا چمکتا دمکتا ہیرا چھین کران کے ہاتھوں میں حرص وحسد جیسا ناقص کشکول تھما دیا ہوا ہے۔ ہمیں تمام مذاہب کی تعلیمات میں قناعت کا مضمون ملتا ہے مگر عمل کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ وہ زمانے قصہ پارینہ بن چکے جب خاندان مل جل کر کام کرتے تھے اور مل بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے، حرص، لالچ، حسد کی بجائے قناعت وشکرگزاری نے انہیں ہر قسم کی ذلتوں سے محفوظ رکھا تھا۔ کسی کی نوکری کرنے کو توہین سمجھتے تھے۔ جب یہ خاندان اور قبیلے ٹوٹنے لگے تو قناعت جیسا وصف بھی ان سے دور سے دور تر ہوتا چلا گیا۔ جب شکرگزاری اور قناعت کی بجائے حرص، لالچ، حسد پیدا ہو گیا تو ضرورت سے زیادہ کی تمنا نے انہیں مجبور کر دیا کہ انسانی حقوق کا احترام نہ کرتے ہوئے وہ ایک دوسرے کے وسائل پر زبردستی قبضہ کریں۔ فاتح ہمیشہ وہی ہوتے جو علم و ہنر میں بہتر ہوتے۔ ابتدا میں آگ سے ناآشنا انسان ننگا غاروں میں رہتا تھا، جانوروں کا اتنا شکار کرتا تھا جس سے پورا خاندان پیٹ بھر سکے۔ جب ہل ایجاد ہوا تو پہلا وار خواتین پر ہوا جو خاندان کی سربراہ ہوتی تھیں۔ ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہی وہ دور تھا جب زن، زر، زمین نے انسانوں کو اپنا غلام بنانا شروع کیا۔ خاندان بکھر کر قبیلے، گاؤں، شہر اور ملک بن گئے۔ اس دور میں بھی جدید ٹیکنالوجی نے سب سے پہلا وار خواتین پر ہی کیا ہے آزادی کے نام پر ان سے خاندانوں کی سربراہی چھین کر بدترین غلامی کا کانٹوں بھرا تاج ان کے سروں پر رکھ دیا ہے۔ خواتین کو مردوں کی جنسی تسکین اور بچے پیدا کرنے سے تو کیا آزادی ملتی الٹا ان پر نوکریوں اور دوسری بیہودگیوں کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک نے علم وہنر کی بنیاد پر غیر ترقی یافتہ ممالک کو اپنا غلام بنالیا ہوا ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح غیر ترقی یافتہ ممالک علم وہنر کے بغیر ناممکن ہے کہ جدید غلامی سے نجات حاصل کرسکیں۔ غیر ترقی یافتہ ممالک کے لیے ضروری ہے کہ قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر مستقل مزاجی سے اپنے نونہالوں کو علم وہنر کے زیورات سے آراستہ کریں۔

سچ یہی ہے کہ قناعت اور شکر گزاری ہر قسم کی غلامی سے نجات کا باعث ہے۔ترقی یافتہ اقوام میں تو یوں لگتا ہے کہ قناعت سے نفرت پائی جاتی ہے۔ان اقوام کے حرص کے بڑے بڑے پیالے بھرنے کا نام نہیں لے رہے، امریکا، برطانیہ اور چند دوسرے امیر ممالک نے گزشتہ چالیس پچاس برسوں میں جس طرح غریب ممالک کے وسائل کو لوٹا ہے اس کی نظیر ماضی میں کہیں شاید ہی ملے۔مغرب جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے مشرق میں روس اور چین کو دبانے کے لیے ہر حربہ آزما رہا ہے اور چین اور روس بھی اسی طرح کے عزائم رکھتے ہیں۔سرمادارانہ سوچ ترقی یافتہ اقوام تک ہی محدود نہیں بلکہ ترقی پذیر غریب ممالک میں بھی سرمایہ دارانہ غلامی کا ناگ پھن پھلائے بیٹھا ہے۔

جہاں تک اسلامی دنیا کا تعلق ہے وہ قناعت ہی سے نہیں بلکہ سبھی اخلاقی وصفوں سے دور سے دور تر ہوتے چلے جارہے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کو، حرص، لالچ، حسد سے دور رکھنے اور قانع بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ البَنِينَ وَ القَنَاطِيرِ المُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الفِضَّةِ وَ الخَيلِ المُسَوَّمَةِ وَ الاَنعَامِ وَ الحَرثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الحَيٰوةِ الدُّنيَا وَ اللّٰهُ عِندَهٗ حُسنُ المَاٰبِ ۔ (سورۃ ال عمران آیت)

ترجمہ: ''لوگوں کے لئے طبعاً پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں اور کھیتیوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔''

اصل بات یہی ہے کہ کسی بھی انسان کو حد سے زیادہ دنیا سے دل لگانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف دل کو موڑنا چاہیے۔قناعت کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے کم یا زیادہ اس پر راضی رہنا۔یقیناً دنیا اور اس میں خوبصورت دکھائی دینے والی ہر چیز فانی ہے۔ان سے حسب ضرورت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں استفادہ کرنا منع نہیں ہے دنیا کا ہی ہو جانا گناہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

''متقی بنو، سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو حقیقی مومن بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو حقیقی مسلمان بن جاؤ گے۔ کم ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے''۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الورع والتقویٰ)

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَالْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ العنکبوت:۵۶)

''اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشا کے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔''

اس دور میں سرمایہ داری نظام نے انسان کو اتنا مشغول کر دیا ہے کہ لگتا ہے وہ اپنے پیدا کرنے والے اور پیدا کیے جانے کے مقصد کو بھی بھول گیا ہے۔ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی قومیں قناعت سے کام لینا چھوڑ کر شکر گزاری کے جذبات سے عاری ہو جاتی ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے حرص، حسد اور لالچ میں مبتلا ہو جاتی ہیں تو قحط، وبا اور جنگیں انہیں تباہ کر دیتی ہیں۔ اس دور میں کہا جاتا ہے کہ قحط، وبا اور جنگوں پر قابو پا لیا گیا ہے مگر سچ یہی ہے کہ ایسا دعویٰ کرنا سوائے دِیوانے کی بڑ کے کچھ نہیں۔ امیر ممالک کی نہ ختم ہونے والی نفسانی خواہشات کی وجہ سے سالانہ کروڑوں انسان بھوک، وباؤں اور جنگوں کا ایندھن بن رہے ہیں۔ اگر امیر ممالک قانع نہ ہوئے تو صاف دکھائی دے رہا ہے کہ آدھی سے زیادہ دنیا کی آبادی امیر ممالک کے وسیع وعریض حرص کے پیالے میں ڈوب کر ہلاک ہو سکتی ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان بھی الٰہی منشاء کو نہیں سمجھ رہے، قناعت اور سادگی چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ان کی ہوا وہوس اور لہو ولعب کی طرف بہت زیادہ رغبت ہے۔

قناعت کی ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

''فلاح پا گیا جس نے اس حالت میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارا ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو۔'' (ترمذی کتاب الزھد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو (جو لوگ قناعت نہیں کرتے اور حرص میں رہتے ہیں ان کے بارے میں یہ ہے)۔ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آ جائے۔اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔ (سنن الترمذی ابواب الزھد باب ماجاء لوکان لابن آدم وادیان...)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں''۔

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ)

اس دنیا میں انسان کا رہنا عارضی ہے اسی لیے انسانی بدن بھی عارضی بنایا گیا ہے، مرنے کے بعد اسے مٹی میں ہی ملنا ہوتا ہے بدن سے اصل جوہر جسے روح کہا جاتا ہے اگلی دنیا جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے میں چلی جاتی ہے جہاں اسے اس کے دنیاوی اعمال کے مطابق نورانی یا ظلماتی نیا بدن ملتا ہے۔بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ انسان اس عارضی دنیا سے دل لگائے۔سچی بات یہی ہے کہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے، اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ کوئی گدّا بنوا کر حاضر کریں، ارشاد ہوا'' مجھے دنیا سے کیا غرض، مجھ کو دنیا سے اس قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لیے راہ میں کسی سائے میں بیٹھ جاتا ہے۔پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے شکرگزار بندے بنیں ناں کہ فقط دنیادار۔

میدان عرفات میں آنحضرت ﷺ کا آخری خطبہ

عصر حاضر میں جھوٹ اور منافقت کا دور دورہ ہے۔ ملاوٹ بے خوفی سے کی جاتی ہے، زنا جیسی بے حیائی عام ہو چکی ہے، کمسن بچوں اور جانوروں تک کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کوئی ایسی برائی نہیں ہے جس نے مسلم معاشروں کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لیا ہو۔ منافقت کی حد ہے کہ اپنے عقائد کو سچ ثابت کرنے کے لیے حقیقت پر تاویلوں کی چادر ڈال کر اسے چھپا دیا جاتا ہے۔ میدان عرفات میں آنحضرت ﷺ نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں مسلمانوں کے لیے ہدایت ہی ہدایت ہے اسے بیان تو کیا جاتا ہے مگر اس پر عمل کرنے سے گریز کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے پستیوں میں گرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خطبہ کو بار بار شائع کیا جائے اور حبیب آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس ارشادات پر عمل کرنے کی دعا کے ساتھ ساتھ بھرپور کوشش کی جائے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

”اے لوگو! میری باتیں غور سے سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال میں اس جگہ تمہارے درمیان ہوں گا۔ اے لوگو! سن لو کہ تم سب کا خدا ایک خدا ہے اور تم سب کا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اے لوگو! جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح اُس کو یاد رکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ اے لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے غلاموں کا اپنی لونڈیوں کا (اپنے ماتحتوں کا) پورا پورا خیال رکھنا اُن کو وہی کچھ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی کچھ پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر اُن سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو اُن کو کسی اور کے

پاس فروخت کر دو۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور اُن کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ خبردار! مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ باپ اپنے بیٹے کے جرم کا ذمہ دار نہیں اور نہ بیٹا باپ کے جرم کا ذمہ دار ہے۔ اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر اس کی پرستش ہوگی۔ مگر اس کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں وہ تمہیں بہکانے کا لالچ رکھتا ہے وہ ان کاموں پر خوش ہے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ سو اس سے بچ کر رہو۔ (جامع ترمذی ابواب الفتن باب ماجائی تحریم الدماؤ الاموال)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:۔

''تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں، جیسے آج کے دن کی، اس مہینے کی، اور اس شہر کی حرمت ہے۔ حتّٰی کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں جو پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکے ہیں، ضرور پوچھے گا۔ پس تم میں سے اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ امانت والے کو واپس لوٹا دے۔ اب جاہلیت کے خون بھی کالعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ جو بنولیث پر قابل ادا تھا۔ پس ہذیل نے اسے قتل کیا تھا اور یہ جاہلیت کا وہ خون ہے جس سے میں خون کی معافی شروع کرتا ہوں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ہر قسم کا سود ناجائز ہے۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سب سود چھوڑ دیا گیا ہے اور پہلا سود، جو ہم اپنے ہاں کے سود میں سے چھوڑتے ہیں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سب معاف کر دیا گیا ہے۔ تمہیں رأس المال ملے گا۔ نہ تم ظلم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائیگا۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے خواتین کے متعلق فرمایا:۔

''اے لوگو تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عِفّت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزّتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم اُنہیں سزا دے سکتے ہو، مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو روندنے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق اُن کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ

نے اُن کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کرسکتی تم نے جب اُن کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو اُن کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم اُن کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا۔اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 227)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے عبادات کے متعلق فرمایا:۔

''اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے۔اپنی پانچوں نمازیں پڑھو اور اپنے ایک مہینے کے روزے رکھو۔اپنے مال کی زکوٰۃ دو اور اطاعت کرو، جب بھی تمہیں حکم ہو (اگر تم ایسا کرو گے) تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (جامع ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ماذکر فی فضل الزکوٰۃ)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے غلاموں کے متعلق فرمایا:۔

''اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اگرچہ تم پر حبشی غلام حاکم بنایا جائے جس کی ناک کٹی ہو یا کان کٹے ہوں، اور وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔''

(جامع ترمذی ابواب الجہاد باب ماجآئی الامام)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے وارثوں کے متعلق فرمایا:۔

''جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اُس کا سمجھا جائیگا۔اور اگر کوئی بدکاری کی بنا پر اُس بچے کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔جو شخص اپنے باپ دادوں کے علاوہ کسی اور سے اپنا نسب ملائے اور اس دوسری قوم و نسل سے ہونے کا دعویٰ کرے اور جو غلام اپنے حقیقی آقا کے سوا کسی اور خاندان، قوم یا شخص کی طرف غلامی کی نسبت کرے، اس پر اللہ کی، سب فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

(سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب لاوصیۃ لوارث)

''اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔'' (سنن ابوداؤد کتاب الوصایا باب لاوصیۃ لوارث)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ملنے والے شاہی انعامات کے متعلق فرمایا:۔

''اے لوگو! جب تک انعامات شاہی انعام کی حیثیت میں رہیں، لے لیا کرو۔ لیکن جب قریش ملک پر لڑنے لگیں اور انعامات یہ صورت اختیار کرنے لگیں کہ دین کے عوض ملنے لگیں تو دست برداری اختیار کر لینا۔''

(سنن ابوداؤد کتاب الخراج باب فی کراھیۃ الافتراض فی آخر الزمان)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے دین میں مبالغہ اور بدعات کے متعلق فرمایا:۔

''اے لوگو! دینی معاملات میں مبالغہ کرنے اور آگے بڑھنے سے بچتے رہو۔ تم سے پہلی قوموں کو اسی زیادتی نے غارت کر دیا۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب قدر حصی الرمی)

''سنو! میں اپنی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو جہنم سے چھڑانے والا ہوں اور ایسے لوگ بھی ہیں، جو مجھ سے الگ کر دیے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے اللہ! یہ تو میرے ساتھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے نہیں معلوم انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر)

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''سنو! کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے۔ قرض ادا کیا جائے، عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے۔ اور ضامن تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔''

(سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 1024)

خطبہ حجۃ الوداع کے آخر میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

''یقیناً زمانہ ایک بار پھر چکر لگا کر اُسی جگہ آ گیا ہے جس پر اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت شروع فرمایا تھا (یعنی ایک بار پھر روئے زمین پر کلیۃً خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہوگئی ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین تو آپس میں ملے ہوئے ہیں ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور چوتھا مہینہ رجب ہے۔ جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابہؓ کو گمان ہوا کہ شاید آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذُوالحِجَّہ نہیں صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون سا شہر

ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے صحابہ کو خیال ہوا کہ شاید آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ شہر مکہ مکرمہ نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابہؓ نے خیال کیا۔ شاید آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج کے دن تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں تم پر حرام اور قابل احترام ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں واجب الاحترام ہے۔ اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے؟ دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے ان لوگوں کو پیغام پہنچادے جو کہ موجود نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھدار ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا؟

آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا۔ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ (جامع صحیح بخاری، کتاب المغازی) اے لوگو میں بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں اور قریب ہے کہ میرے رب کا ایلچی آئے گا اور میں اس کے بلاوے کا جواب دوں گا۔ اے لوگو مجھے لطیف وخبیر خدا نے یہ بتایا ہے کہ ہر نبی کو اس سے پہلے نبی سے نصف عمر ضرور دی جاتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب مجھے بلاوا آئے گا تو میں اس کا جواب دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی جنت حق ہے۔ اس کی جہنم حق ہے۔ موت حق ہے۔ اور دوبارہ جی اٹھنا حق ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، اور یہ کہ جو قبروں میں ہیں انہیں زندہ کیا جائے گا۔ صحابہؓ نے جواب دیا کہ وہ اس کی گواہی دیتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو گواہ رہنا۔''

(سیرت خاتم النبیین جلد 2 صفحہ 688)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری ذرّیت ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ یہ مجھے حوضِ کوثر پر ملیں گی۔ جب تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تمہارا کیا جواب ہوگا؟ صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے پوری طرح پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا اور بڑے احسن طور پر ادا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ۔ (مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ)

''اے میرے اللہ! تو بھی گواہ رہ۔ اے میرے اللہ! تو بھی گواہ رہ۔ اے میرے اللہ! تو بھی گواہ رہ۔''

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربان گاہ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ جانور ذبح کیے۔ یہ جانور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔ یہ تریسٹھ قربانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر سال پر ایک ایک قربانی کے طور پر معلوم ہوتی ہے۔ اس پہلو سے اس میں یہ پیشگوئی بھی نظر آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ آخری سال ہے۔ دس ذوالحجہ قربانیوں کی وجہ سے یوم النحر اور یوم الاضحیٰ بھی کہلاتا ہے قربانیوں کی ادائیگی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معمر بن عبداللہؓ سے حلق کروایا۔ انہوں نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی دائیں جانب کے بال مونڈے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد کھڑے لوگوں میں ایک ایک دو دو کر کے تقسیم کر دیے۔ پھر حضرت معمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی بائیں جانب کے بال مونڈے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ کو بلا کر وہ بال انہیں عنایت فرمائے۔ سر کے بال منڈوانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھول دیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر بیت اللہ کے طواف کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ طواف جو قربانی کے حلال ہونے پر کیا جاتا ہے، طواف افاضہ کہلاتا ہے۔ طواف کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کے پاس جا کر پانی پیا اور منیٰ واپس لوٹ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر منیٰ پہنچ کر ادا فرمائی۔ یہ رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں گزاری اور وہیں قیام فرمایا۔ منیٰ میں تین دن رات ایام التشریق کہلاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ دس ذوالحجہ ہفتہ کے روز کیا اس کے بعد اتوار، سوموار، منگل

یعنی 13.12.11 ذوالحجہ کے تین دن جو ایام تشریق تھے منیٰ میں گزارے۔ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے آتے رہے۔یوم النحر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت رمی کی تھی۔جبکہ ایام تشریق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیز وال آفتاب کے بعد تینوں جمرات پر رمی کی۔سب سے پہلے آپ نے جمرۂ صغریٰ پر رمی کی اس جمرہ کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارنے کے بعد تکبیر کہی۔رمی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ سے آگے کھڑے ہوتے اور قبلہ رُو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے تھے۔اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرتے۔پھر قبلہ رُو ہو کر کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے۔پہلے دونوں جمرات کے بعد جمرۂ کُبریٰ کی رمی کرتے لیکن اس کے بعد اس کے پاس نہ کھڑے ہوتے نہ دعا کرتے۔13 ذوالحجہ بروز منگل آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے بطحاء میں قیام کے لیے روانہ ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 13 ذوالحجہ کی نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء یہیں بطحاء میں ادا کیں۔نماز عشاء کے بعد آپ ؐ کچھ دیر کے لیے سو گئے۔پھر رات کے کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لائے اور طوافِ وداع کیا۔14 ذوالحجہ بروز بدھ بمطابق 10 مارچ 632ء کو فجر کی نماز بیت اللہ میں ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں تین راتیں قیام فرمانے کے بعد 17 ذوالحجہ بروز ہفتہ بمطابق 13 مارچ 632ء کو مدینہ میں ورود فرمایا۔جب مدینہ کی آبادی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار تکبیر کہی اور یہ دعا پڑھی:۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے۔اس کا کوئی ہمسر نہیں۔بادشاہت اور حمد اسی کی ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ہم واپس لوٹ رہے ہیں فرمانبرداری کے ساتھ جھکتے ہوئے۔توبہ کرتے ہوئے سجدے کرتے ہوئے۔اور اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اُس اکیلے (واحد ولاشریک) نے ہی تمام لشکروں کو ہزیمت دی۔"

ادائیگی حج کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کمزور تھی اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے سارے مناسک سواری پر ہی سرانجام دیے۔

معزز قارئین! حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی۔اے اللہ! میرا

باطن میرے ظاہر سے اچھا کر دے اور میرا ظاہر نیک بنا دے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے مقدس ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا باطن ہمارے ظاہر سے اچھا کر دے اور ہمارا ظاہر نیک بنا دے آمین یارب العالمین۔

نوٹ: کتب احادیث، سیرت النبی ﷺ اور جناب م۔ا۔شہزاد کے مضمون ''آنحضرت ﷺ کا سفر حج اور خطبہ حجۃ الوداع'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ہر احمدی کا عہد!!

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''آج اس زمانے میں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے اگر کسی کو نظر آ سکتے ہیں تو وہ احمدی کو نظر آ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ رہنے کا عہد کیا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ عہد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس حکم اور عدل نے آنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا تھا اس کو ماننے کے بعد اس کے ہر حکم کو سچے دل سے ماننے والے بنیں گے۔ یہ ہر احمدی کا عہد ہے، یہ عہد ہے اور یہ عہد ہونا چاہئے۔ اگر آج ہر احمدی اس سوچ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہا تو وہ آپؑ کے لائے ہوئے نور سے بھی حصہ نہیں پا رہا اور وہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل نہیں کر رہا اور اسی طرح اس کا عبادت گزار بھی نہیں ہے۔ پھر تو صرف منہ کی باتیں ہیں کہ ہم احمدی ہیں جبکہ عمل اس سے مختلف ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی شریعت تو لے کر نہیں آئے تھے۔ آپؑ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے طور پر آپؐ کی لائی ہوئی شریعت یعنی قرآن کریم کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ تو دنیا کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں لیکن اگر ایک احمدی ہونے کا دعویٰ کرنے والا ان باتوں پر عمل کرنے والا نہیں ہے تو وہ کبھی بھی اس نور سے منور نہیں ہو سکتا، وہ کبھی بھی اس روشنی سے حصہ نہیں پا سکتا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔'' (خطبہ جمعہ 16 ستمبر 2005ء)

کیا آپ جانتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اتنے رنگ بکھیرے ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔رنگ ونور کا ایک سیلاب ہے جو غور وفکر کرنے والے انسانوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے اوران کے لب بے ساختہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد کرنے لگتے ہیں۔اس کائنات میں موجود کئی ارب کہکشاؤں میں سے ایک کہکشاں کا نام ملکی وے ہے ،اس کہکشاں میں کئی بلین ستارے ہیں، ملکی وے کے دائیں بازو میں ایک چھوٹا سا ستارہ موجود ہے جسے ہم سورج کہتے ہیں، اس سورج کے گرد آٹھ سیارے گھوم رہے ہیں۔(ملکی وے میں دیگر ستاروں کے گرد گھومنے والے سیاروں کی تعداد ایک سو بلین سے بھی زائد ہے اور ان سیاروں کے چاندوں کی تعداد بھی بے شمار ہے)سورج اور زمین کے بیچ مرکری اور وینس ہیں۔زمین واحد سورج کا سیارہ ہے جہاں زندگی ہر نوع کی پھل پھول رہی ہے۔ جسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے یہیں آباد ہے۔اسی مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو مسخر کر دیا ہوا ہے۔زمین پر دیگر مخلوقات کو شمار کرنا ممکن نہیں۔درج ذیل سطور میں زمین پر آباد عجیب وغریب اور رنگ برنگی چند مخلوقات کا نہایت مختصر ذکر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

۱۔ خچر ایک ایسا جانور ہے جس کی مادہ نہیں ہوتی۔۔

۲۔دودھ دینے والے جانوروں میں سب سے کم دودھ ہتھنی کا ہوتا ہے۔۔ہاتھی کے دماغ کا وزن ساڑھے پانچ کلوگرام ہوتا ہے اور ہاتھی تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔

۳۔ چمگادڑ دنیا کا واحد پرندہ ہے جس کے دانت ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو دودھ بھی پلاتا ہے۔۔ چمگادڑ کی اوسط عمر بیس برس ہوتی ہے۔۔ چمگادڑ کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔

۴۔الو ایک ایسا پرندہ ہے جو اپنے شکار کو مکمل طور پر نگل لیتا ہے اور پھر بارہ گھنٹے بعد پر، ہڈیاں اور کھال ایک گیند کی شکل میں باہر نکال دیتا ہے۔الو مغرب میں عقلمندی اور مشرق میں نحوست کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

۵۔جھینگر کے کان اس کی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں۔سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ دو مختلف نسلوں کے

کیڑے دونسلی بچے پیدا کرتے ہیں، اوراس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نسل کی مادہ جھینگر جنسی عمل کے دوران دوسری نسل کے نرجھینگر کو کھا جاتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا کہ مادہ جھینگر جب بھوکی ہوتی ہے تو نرجھینگر سے ہم صحبت ہوتی ہے۔ مادہ نرجھینگر کواس کے پروں سے کھانا شروع کرتی ہے۔

٦۔شرمپ نامی مچھلی کا دل اس کے دماغ میں ہوتا ہے۔

٧۔کاڈ مچھلی ایک برس میں نوے لاکھ انڈے دیتی ہے۔

٨۔ڈولفن کوسمندر کا کھلاڑی کہا جاتا ہے۔

٩۔دنیا کا سب سے بڑا جانور نیلی وہیل ہے اس کا وزن تقریباً ١٩٠ میٹرک ٹن ہوتا ہے۔

١٠۔پلائس Plaice نامی مچھلی کی دونوں آنکھیں دائیں طرف ہوتی ہیں۔

١١۔دنیا کا سب سے سست رفتار جانور گھونگا ہے جو ٥٨ سینٹی میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔

١٢۔اسفنج ایک ایسا جانور ہے جس کے ہاتھ پاؤں، کان، ناک، منہ وغیرہ نہیں ہوتے۔

١٣۔بندر کے دو دماغ ہوتے ہیں، ایک تمام بدن کو کنٹرول کرتا ہے اور دوسرا اس کی دم کو کنٹرول کرتا ہے۔

١٤۔عام مکھی اڑتے وقت اپنے پروں کو ١٩٨٠٠ انیس ہزار آٹھ سو مرتبہ اوپر نیچے کرتی ہے۔

١٥۔شترمرغ کا انڈا سب سے بڑا ہوتا ہے۔۔شترمرغ واحد پرندہ ہے جس سے چمڑا حاصل کیا جاتا ہے۔

١٦۔کینگرو کی چھلانگ سب سے لمبی ہوتی ہے۔کینگرو پیدائش کے وقت اندھا ہوتا ہے۔

١٧۔ملک کولمبیا کومگرمچھوں کا دارالحکومت کہا جاتا ہے۔

١٨۔جانوروں میں سب سے کم عمر چیونٹیوں کی ہوتی ہے۔

١٩۔پرندوں میں سب سے زیادہ عمر کوے کی ہوتی ہے۔

٢٠۔پرندوں میں سب سے زیادہ گہرائی میں غوطہ لگانے والا پرندہ پینگوئن ہے۔پینگوئن انتہائی تیز تیراک پرندہ ہے۔

۲۱۔ Platypus یعنی Duck Bill نامی جانور کو عالم حیوانات کی پہیلی قرار دیا گیا ہے۔ یہ انڈے دیتا ہے اور انڈوں سے نکلنے والے بچوں کو دودھ پلاتا ہے۔ اسے اپنے وزن کا بیس فیصد کھانا روزانہ چاہیے ہوتا ہے جس کے لیے یہ روزانہ بارہ گھنٹے تگ و دو کرتا ہے۔ یہ جانور آسٹریلیا اور تسمانیہ میں پایا جاتا ہے۔ آسٹریلیا کے قدیم لوگ اسے کھانے کے لیے شکار کرتے تھے۔ اسے دیکھنے پر لگتا ہے کہ جیسے اسے مختلف جانوروں کے بدنی حصوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ یہ پانی کے قریب بل بنا کر رہتا ہے مادہ انڈے رکھنے کے لیے پانی سے کم از کم بیس میٹر اونچا، قدرے گہرا بل بنا کر اس میں گھونسلا بناتی ہے۔ چار مہینے بعد اپنے بچوں کو اکیلا چھوڑ دیتی ہے۔ اس جانور کے بچے اندھے اور دانت دار پیدا ہوتے ہیں۔ مادہ کی دو بیضہ دانیاں ہوتی ہیں مگر صرف بائیں طرف کی کارآمد ہوتی ہے۔

۲۲۔ کاکروچ کے خون کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

۲۳۔ کیکڑے کے دانت پیٹ میں ہوتے ہیں۔

۲۴۔ آسٹریلیا میں گلہری نہیں پائی جاتی۔ گلہری انڈے نہیں بچے دیتی ہے۔

۲۵۔ کولمبیا میں موجود دریائے رائیو فاگری میں ایک بھی مچھلی نہیں ہے

۲۶۔ اڑن مچھلی تقریباً ۲۵ فٹ تک اونچا اڑ سکتی ہے۔ چار سو میٹر تک یا اس سے بھی زیادہ ۷۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتی ہے۔ یہ مچھلی ایک سیکنڈ میں ۷۰ مرتبہ اپنے پر ہلا سکتی ہے۔ یہ مچھلی کھلے گرم سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ ان کی ساٹھ اقسام ہیں۔

۲۷۔ گیدڑ کو جنگلی جانوروں کا بھنگی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ دوسروں کی بچی کھچی خوراک کھا لیتا ہے۔

۲۸۔ سانپ کے کان نہیں ہوتے۔ سانپ اور مکڑی اپنی کھال بدلتے رہتے ہیں۔ سانپ دو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا ہے۔ سانپ کبھی بھی آنکھ نہیں جھپکتا۔

۲۹۔ مکڑی کا ایک پاؤنڈ وزنی جالا اتنا لمبا ہوتا ہے کہ اسے زمین کے گرد چھ بار لپیٹا جا سکتا ہے

۳۰۔ کنگ فشر ایک ایسا پرندہ ہے جو مچھلیوں کی ہڈیوں میں انڈے دیتا ہے۔ یہ شکار کے لیے ایک فٹ تک پانی میں غوطہ لگاتا ہے۔ اس پرندے کی نوے اقسام ہیں۔ ان کی لمبائی

۴۲ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ یہ کیڑے مکوڑے، مچھلی، مینڈک وغیرہ کھاتا ہے۔ مچھلی شکار کرنے کیبعد اسے کسی سخت چیز پر مار کر مارتا ہےاور پھر مزے سے کھاتا ہے۔

۳۱۔ مینڈک ناک، منہ کے علاوہ کھال سے بھی سانس لیتا ہے۔

۳۲۔ آسٹریلین پرندہ ہمنگ برڈ جتنی رفتار سے سیدھا اڑتا ہے، اتنی ہی رفتار سے پیچھے کی طرف بھی اڑسکتا ہے۔۔ ہمنگ برڈ صرف اڑسکتا ہے چل نہیں سکتا۔ یہ ۵۴ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ سکتا ہے، بعض اقسام ۵۰ میل فی گھنٹہ ڈائیو کرسکتی ہیں۔ اسے Hummingbird اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔ سب سے چھوٹا Hummingbird کا وزن دوگرام سے بھی کم ہوتا ہےاور اس کی لمبائی ۵ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑے ہمنگ برڈ کا وزن اٹھارہ سے چوبیس گرام تک ہوتا ہے اور اس کی لمبائی ۲۳ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ چھوٹے ہمنگ برڈز کے نر، مادہ سے چھوٹے ہوتے ہیں اور بڑے ہمنگ برڈز کے نر، مادہ سے بڑے ہوتے ہیں۔ اڑتے ہوئے اس کے پر ایک سیکنڈ میں زیادہ سے زیاد ۸۸ بار اوپر نیچے ہوتے ہیں۔ ہمنگ برڈ ایک دن میں اپنے وزن سے پانچ گنا زیادہ پانی پیتا ہے۔ رات کے وقت جب کھانا ملنے کا امکان نہیں ہوتا تو انرجی بچانے کے لیے ہمنگ گہری نیند سوتا ہے اور اس کا دل پچاس سے دوسو مرتبہ ایک منٹ میں دھڑکتا ہے جبکہ دن میں یہی دل ایک منٹ میں ایک ہزار سے زائد مرتبہ دھڑکتا ہے۔ ہمنگ پرندے عام طور ایک دو برس ہی زندہ رہتے ہیں مگر بعض ہمنگ برڈ بارہ برس تک بھی زندہ رہتے پائے گئے ہیں۔ یہ پرندے زیادہ تر جنوبی امریکا، امریکا، کینیڈا اور میکسیکو میں پائے جاتے ہیں۔ شمالی امریکا اور دیگر ممالک کے ہمنگ برڈ سردیوں میں گرم علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ ہمنگ برڈ الاسکا سے مکسیکو تک کا آنے جانے کا سفر کرتا ہے جو سات ہزار آٹھ سو میل بنتا ہے۔

۳۳۔ کوئل Black Bird کا گھونسلا کپ کی صورت میں ہوتا ہے، کوئل اسے لکڑیوں، باغوں، عمارتوں میں بناتی ہے۔ اس کی خوراک کیڑے مکوڑے، بیج اور فروٹ ہوتے ہیں۔ نر اپنے علاقہ میں کسی دوسرے نر کے آنے پر لڑائی کرتا ہے۔ مادہ کوئل زیادہ لڑاکی ہوتی ہے، اس کی لڑائی گھونسلے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نر کوئل، مادہ کو دھیمے سر میں گا کر اپنی طرف مائل کرتا ہے، کوئل مائل ہو تو سر اٹھا دیتی ہے۔ نر اور مادہ کوئل عام

طور پر اکٹھے رہتے ہیں، بیس فیصد ایک دوسرے سے تعلق توڑ لیتے ہیں۔ مادہ کوئل کا رنگ بھورا مائل کالا ہوتا ہے اور نر کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ کوئل تقریبا دنیا بھر میں پائی جاتی ہے، جنوبی ایشیا میں تعداد زیادہ ہے۔ کوئل کی وجہ شہرت اس کا سریلا گانا ہے۔ کوئل کا ذکر شاعر بھی کرتے ہیں، شیکسپیر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں سریلا گانے والوں کو کوئل سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ نر اور مادہ کوئل مل کر اپنے بچوں کو خوراک اور تحفظ فراہم کرتے ہیں اگر مادہ گھونسلا بدل لے تو نر اکیلا بچوں کو پالتا ہے۔ کوئل کی اوسط عمر تقریباً تین برس ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ عمر بارہ برس ریکارڈ کی گئی ہے۔

۳۴۔ ہاتھی اور چوہے کے دانت عمر بھر بڑھتے رہتے ہیں۔

۳۵۔ ریشم کا ایک کیڑا اپنی تمام عمر میں ایک ہزار گز ریشم پیدا کرتا ہے۔

۳۶۔ نر مچھر کی زندگی تقریباً نو دن اور مادہ مچھر کی عمر تقریباً تیس دن ہوتی ہے۔

۳۷۔ ٹڈی ایسا جانور ہے جو اپنے وزن سے زیادہ کھا کر بھی بھوکا رہتا ہے۔۔

۳۸۔ جگنو گوشت خور ہوتا ہے۔ جگنوؤں کی 2000 سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔ زیادہ تر دلدلوں اور نم جگہوں پر رہتے ہیں جہاں ان کے لاروے کے لیے بکثرت خوراک موجود ہو۔ ان کے لاروے بھی روشنی پیدا کرتے ہیں۔ جگنو، پیلی، سرخی مائل پیلی یا سبز روشنی پیدا کرتے ہیں۔ مگر مشرقی امریکا میں جگنو نیلی روشنی پیدا کرتے ہیں۔ جگنو کی کچھ اقسام میں مادہ جگنو روشنی پیدا نہیں کرتیں۔ جگنو، مختلف قسم کے سائز، بناوٹ اور مختلف خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنا پر دنیا میں جگنوؤں کی آبادی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ مصنوعی روشنیوں کا وسیع پیمانے میں استعمال اور ماحولیاتی تبدیلیاں ان کی تعداد کم ہونے کی بڑی وجوہات ہیں۔

۳۹۔۔ گائے ۲۴ گھنٹے میں سے نو گھنٹے جگالی کرتی ہے۔

۴۰۔ شہد کی مکھی سرخ رنگ نہیں دیکھ سکتی اسی لیے وہ سرخ پھولوں کا رس نہیں چوستی۔

۴۱۔ جھینگر اور شہد کی مکھی کی پانچ آنکھیں ہوتی ہیں۔۔ اگر سٹار فش کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو دوبارہ نمودار ہو جاتی ہیں۔

۴۲۔ترکی کا قومی جانور گرے بھیڑیا ہے۔ترک سمجھتے ہیں کہ بہت پہلے بھیڑیے ان کی قدیم نسلوں کی خوراک تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پرانے وقتوں میں شدید سردی میں ان بھیڑیوں نے ترکوں کی فتوحات کے بیچ آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد کی تھی۔ترکی میں بھیڑیے کو عظمت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ بھیڑیے ہی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ''اسے پیار کرو یا اسے چھوڑ دو'' یعنی Love it or leave it۔ ۱۹۶۸ء میں ایک تنظیم گرے وولف کے نام سے بنائی گئی ہے جو دنیا میں ترکوں کی عظمت رفتہ بحال کرنا چاہتی ہے۔ یہ تنظیم بنیاد پرست ہے اور اپنے اندر شدت پسندی کا عنصر رکھتی ہے۔ یہ اسلام اور ترکوں کا خود کو حقیقی ترجمان سمجھتی ہے۔ یہ تنظیم ترکی اور دیگر ممالک میں قیمتی انسانی خون بہا کر دہشت پھیلا چکی ہے۔اسی سال ۲۰۲۰ء میں فرانس نے اس تنظیم پر پابندی لگائی ہے۔ یہ تنظیم کردوں، آرمینیوں، یونانیوں، کیمونسٹوں کے سخت خلاف ہے۔اس کا بانی Ahmet Yigit Yildirim تھا۔

۴۳۔ پاکستان کا قومی جانور، مارخور ہے۔اور آئی ایس آئی کا بھی مارخور ہی نشان ہے۔کہا جاتا ہے کہ مارخور نامی پہاڑی بکرے کو مارخور اس لیے کہا جاتا کہ یہ سانپ کو بڑے مزے سے چبا کر کھاتا ہے اور کھانے کے کچھ دیر بعد اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے جسے یہ باہر زمین پر پھینک دیتا ہے، یہ جھاگ خشک ہو کر جم جاتی ہے۔ جسے حکیم وسنیاسی سانپ کے زہر کا تریاق قرار دیتے ہیں اور اسے حاصل کرنے کے لیے پہاڑوں کا رخ کرتے ہیں۔ دراصل کی یہ خوراک نہیں ہے، اس کی عام خوراک گرم موسم میں گھاس پھونس ہوتی ہے اور سردیوں میں پتے اس کی خوراک بنتے ہیں۔ مارخور کے چار فٹ سے بڑے سینگ اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ مادہ کے سینگ تھوڑے چھوٹے مگر اس کے جسم کے مطابق ہوتے ہیں۔ پاکستان میں مارخور گلگت بلتستان کے پہاڑوں پر پایا جاتا ہے۔افغانستان، ہندوستان اور تاجکستان میں بھی اس کی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس وقت دنیا میں ان کی تعداد تین سے چار ہزار تک ہے۔اس کی نسل کو بچانے کے لیے اس کے شکار کرنے پر پابندی ہے۔ مادہ اور نر مارخور سردیوں میں ملاپ کرتے ہیں۔حمل کا دورانیہ ایک سو پینتیس سے ایک سو ستر دن کا ہوتا ہے۔ مادہ ایک، دو یا تین بچوں کو جنم دیتی ہے۔ مارخوروں کا وزن ۳۲ سے ۱۱۰ کلو گرام تک ہوتا ہے۔

’’حضرت داؤد علیہ السلام کا خدا کی مدح سرائی کرنا‘‘

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کے سب دشمنوں اور ساؤل کے ہاتھ سے رہائی دی تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور درج ذیل گیت گایا:۔

’’خداوند میری چٹان اور میرا قلعہ اور میرا چھڑانے والا ہے۔خدا میری چٹان ہے ۔مَیں اسی پر بھروسہ رکھوں گا۔وہی میری سپر اور میری نجات کا سینگ ہے،میرا اونچا بُرج اَور میری پناہ ہے۔میرے نجات دینے والے تُو ہی مجھے ظلم سے بچاتا ہے۔مَیں خُداوند کو جو ستائش کے لائق ہے پکاروں گا یوں مَیں اپنے دشمنوں سے بچایا جاؤں گا

کیونکہ موت کی موجوں نے مجھے گھیرا،بے دینی کے سیلابوں نے ڈرایا،پاتال کی رسیاں میرے چو گرد تھیں،موت کے پھندے مجھ پر آپڑے تھے۔اپنی مصیبت میں،مَیں نے خُداوند کو پکارا۔مَیں اپنے خُدا کے حضور چلاّیا۔اس نے ہیکل میں میری آواز سُنی اور میری فریاد اس کے کان میں پہنچی۔تب زمین ہل گئی اور کانپ اُٹھی اور آسمان کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں۔اس لیے کہ وہ غضب ناک ہوا۔۔۔خُداوند آسمان سے گرجا اور حق تعالیٰ نے اپنی آواز سنائی ۔۔اس نے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا۔اَور مجھے بہت پانی سے کھینچ کر باہر نکالا۔اس نے میرے زور آور دشمن اور میرے عداوت رکھنے والوں سے مجھے چھڑا لیا کیونکہ وہ میرے لیےنہایت زبردست تھے۔وہ میری مصیبت کے دن مجھ پر آپڑے پر خُداوند میرا سہارا تھا۔وہ مجھ کو کشادہ جگہ میں نکال بھی لایا۔اس نے مجھے چھڑایا اس لیے کہ وہ مجھ سے خوش تھا۔خداوند نے میری راستی کے موافق مجھے جزا دی اور میرے ہاتھوں کی پاکیزگی کے مطابق مجھے بدلہ دیا۔کیونکہ مَیں خُداوند کی راہوں پر چلتا رہا اور شرارت سے اپنے خُدا سے الگ نہ ہوا۔کیونکہ اس کے سارے فیصلے میرے سامنے تھے۔اورمَیں اس کے آئین سے برگشتہ نہ ہوا۔مَیں اس کے حضور کامل بھی رہا اور اپنی بدکاری سے باز رہا۔اسی لیے خُداوند نے مجھے میری راستی کے موافق بلکہ میری اس پاکیزگی کے مطابق جو اس کی نظر کے سامنے تھی بدلہ دیا۔رحم دل آدمی کے ساتھ تُو رحیم ہوگا اور کامل آدمی کے ساتھ کامل۔نیکوکار کے ساتھ نیک ہوگا اَور کج رو کے ساتھ ٹیڑھا۔مصیبت زدہ

لوگوں کو تُو بچائے گا۔ پر تیری آنکھیں مغروری پر لگی ہیں تا کہ تُو انہیں نیچا کرے۔ کیونکہ اے خُداوند! تُو میرا چراغ ہے اور خُداوند میرے اندھیرے کو اجالا کرے گا۔ کیونکہ تیری بدولت مَیں فوج پر دھاوا کرتا ہوں اور اپنے خُدا کی بدولت دیوار پھاند جاتا ہوں۔لیکن خُدا کی راہ کامل ہے۔ خُداوند کا کلام تایا ہوا ہے۔ وہ اُن سب کی سپر ہے جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خُداوند کے سوا اور کون خُدا ہے؟ اور ہمارے خُدا کو چھوڑ کر اور کون چٹان ہے؟ خُدا میرا مظبوط قلعہ ہے۔ وہ اپنی راہ میں کامل شخص کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ اس کے پاؤں ہرنیوں کے سے بنا دیتا ہے۔ وہ مجھے میری اونچی جگہوں میں قائم کرتا ہے۔ وہ میرے ہاتھوں کو جنگ کرنا سکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرے بازو پیتل کی کمان کو جھکا دیتے ہیں۔تُو نے مجھ کو اپنی نجات کی سپر بھی بخشی اور تیری نرمی نے مجھے بزرگ بنایا ہے۔تُو نے میرے نیچے میرے قدم کشادہ کر دیے اور میرے پاؤں نہیں پھسلے۔ مَیں نے اپنے دشمنوں کا پیچھا کر کے ان کو ہلاک کیا اور جب تک وہ فنا نہ ہو گئے مَیں واپس نہیں آیا۔۔۔تُو نے مجھے میری قوم کے جھگڑوں سے بھی چھڑایا۔تُو نے مجھے قوموں کا سردار ہونے کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ جس قوم سے مَیں واقف بھی نہیں، وہ میری مطیع ہو گی۔۔۔

اس لیے اے خُداوند! مَیں قوموں کے درمیان تیری شکرگزاری اور تیرے نام کی مدح سرائی کروں گا۔ وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنائت کرتا ہے۔ اَور اپنے ممسوح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے۔'' (سموئیل باب ۲۲ آیات ۲ تا ۵۱)

☆☆☆

صداقت کی حکومت

''جب کوئی لوگوں پر صداقت سے حکومت کرتا ہے، جب وہ خدا کے خوف کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو وہ صبح کی روشنی کی مانند ہو گا جب سورج نکلتا ہے، ایسی صبح جس میں بادل نہ ہوں، بارش کے بعد کی اس چمک کی مانند جس سے زمین پر گھاس پیدا ہوتی ہے۔''

(سموئیل باب ۲۳ آیات ۲)

ظاہری اور باطنی شرک

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’پہلی بات شرک ہے یعنی خدا کی ذات یا صفات میں اس کا کوئی شریک یا برابر ٹھہرانا۔خوش قسمتی سے اِس زمانہ میں بُتوں اور دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے والا شرک تو اسلامی توحید کے اثر کے ماتحت دُنیا سے آہستہ آہستہ مٹ رہا ہے لیکن بدقسمتی سے شرک کی ایک مخفی قسم ایسی ہے جس میں بہت سے مسلمان بھی مبتلا ہیں۔مخفی شرک سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی ایسی عزت کی جائے جو صرف خدا کی کرنی چاہیے یا کسی چیز کے ساتھ ایسی محبت رکھی جائے جو صرف خدا کے ساتھ رکھنی چاہیے۔یا کسی چیز پر ایسا بھروسہ کیا جائے جو صرف خدا پر ہونا چاہیے۔اسلام دین و دُنیا کے مختلف کاموں کے لئے ظاہری تدبیروں کے اختیار کرنے سے ہرگز نہیں روکتا بلکہ ان کی ہدایت فرماتا ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے اور انہیں ہی کامیابی کا آخری سہارا سمجھنے سے ضرور روکتا ہے اور بڑی سختی سے روکتا ہے۔پس احمدی ماؤں کا ہاں نیک اور دیندار ماؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دلوں سے اس مخفی شرک کو جو اس زمانہ میں لاتعداد رُوحوں کو تباہ کر رہا ہے بیخ و بُن سے نکال کر پھینک دیں اور انہیں ہر حال میں مادی تدبیریں اختیار کرنے کے باوجود خدا کی طرف دیکھنے اور خدا پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دیں۔خاکسار راقم الحروف نے ایسی نیک مائیں دیکھی ہیں (اور کاش کہ سب مائیں ایسی ہی ہوں) کہ وہ ایک طرف اپنے بیمار بچے کو دوا دے رہی ہوتی ہیں اور دوسری طرف اسے تھپک تھپک کر سمجھاتی جاتی ہیں کہ بچے یہ دوائی پی لو۔خدا کا حکم ہے اس لئے پی لو۔مگر شفا دینے والا صرف خدا ہے اس لئے دوائی بھی پیو اور خدا سے دُعا بھی مانگو کہ وہ تمہیں اچھا کر دے۔ان کے بچے کا امتحان سر پر ہوتا ہے وہ اسے محبت کے ساتھ سمجھاتی ہیں کہ برخوردار وقت ضائع نہ کرو اور کتابیں پڑھو مگر ساتھ ہی یہ الفاظ بھی کہتی جاتی ہیں کہ دیکھو نا! پاس تو تم نے صرف خدا کے فضل سے ہی ہونا ہے مگر یہ اسباب کا سلسلہ بھی تو خدا کا ہی پیدا کیا ہوا ہے اس لئے پڑھائی بھی کرو اور خدا کا فضل بھی مانگو۔یہ وہ نونہال ہیں جن کے دلوں میں بچپن سے ہی توحید کی بُنیاد قائم ہوتی ہے اور بعد کا کوئی طوفان اسے مٹا نہیں سکتا۔

دوسری طرف ہدایت ایک حدیث میں ماں باپ کی خدمت سے غفلت برتنے کے متعلق ہے جسے اسلام میں گویا شرک کے بعد دوسرے نمبر کا گناہ قرار دیا گیا ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ عقوق الوالدین سے ماں باپ کی نافرمانی ہی مراد نہیں بلکہ ان کا واجبی ادب نہ کرنا اور ان کی خدمت کی طرف سے غفلت کر جانا ہے۔جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں نہ خُدا کے ہوتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء)

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

Give us a call on 020 3674 7909

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

free professional, friendly and confidential advice

24 Hours Phone Service - 7 Days a Week DIAL 07792998973

Have you been injured in an accident that wasn't your fault?

If so, we're here to help

REPLACEMENT CAR WITHIN 24 HOURS

Loss of earnings - Protection of no claim - storage and recovery - personal injury - replacement car

Road Accident

Personal Injury

Accident at Work

Fall, Slip & Trip

Personal Injury Specialist

No win No fee

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Opening Hours: Mon-Fri 10:00 - 17:00
Tel. 020 3674 7909 Mob. 077 9299 8973
Email: info@rhacs.co.uk

”خلافت سے دوری حماقت ہے یارو“

خلافت ہی تو اب صداقت ہے یارو
خلافت سے دوری حماقت ہے یارو
خلافت نے جو کچھ بھی بخشا ہے ہم کو
ہماری یہ جاں اس کی قیمت ہے یارو
جو نِعمت ہر اِک اب ہمیں مل رہی ہے
خلافت ہی کی تو بدولت ہے یارو
معزز وہی ہے جہاں میں جو کوئی
خلافت کی کرتا اِطاعَت ہے یارو
یہ نورِ خلافت ہی سے تو چھٹے گی
ہر اک سو ہی پھیلی جو ظلمت ہے یارو
ہاں اب تو خِلافت ہی حَبْلُ اللہ ہے جی
پکڑ لو اسی میں سعادت ہے یارو
اطاعت اور اعمالِ صالح کما لو!
خلافت سے گر کچھ اِرادت ہے یارو
خلافت ہی تسکینِ دل اور جاں ہے
یہ دنیا تو بس جائے عبرت ہے یارو

رانا محمد حسن خاں